

درین کتاب نظر کن بچشم عبرت بین
کہ رشک لعبت مانی و صورت چین است

[illegible]
سفینہ کہ درو بحرہا موجود است

دیوان فغانی

بہ تصحیح و تطبیق متن و انضمام مقدمہ

از

جناب پروفیسر موہن لال ماتھر دہلوی ایم-اے-ایم-آر-اے-ایس (لندن)

ایم-اے-او-ایس (نیویارک)

ہندو سبھا کالج امرتسر

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون دروازہ لوہاری

لاہور

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر چھپا

عرض ضروری

اس کتاب کے پروف نکلنے کے بعد میری اور اربابِ ذوق کی خوش قسمتی سے کلام فغانی کا ایک عمدہ پرانا قلمی نسخہ ہاتھ لگا جو میرے قابل اور مہربان استادؔ جناب قاضی فضل حق صاحب نے نوازش کر کے چند روز کے واسطے عاریتاً مجھ کو عنایت کیا تاکہ اس کتاب کے متن کے ساتھ اس کا پورا پورا مقابلہ کیا جائے۔ یہ نسخہ مولوی عطاء الرحمان صاحب۔ ایم۔ اے (محکمہ تعلیم آسام) کی معرفت قاضی فضل حق صاحب کو دستیاب ہُوا تھا۔ اور کئی سال سے گم تھا مگر حسنِ اتفاق سے جونہی دیوان فغانی کے پروف نکلے۔ ایک عجیب طریق پر یہ نسخہ بھی دس سال کے بعد مل گیا۔ مقابلہ کرنے سے معلوم ہُوا کہ علاوہ مفید اختلافاتِ متن کے کچھ نئے اشعار اور غزلیں بھی موجود تھیں، اور ان سب کو بعنوان ۱۔ اضافہ غزلیات۔ ۲۔ اضافہ اشعار و ۳۔ اضافہ نسخہ بدل غلط نامہ سے پہلے اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ قاضی صاحب موصوف کا مرہون منت و احسان ہوں ۔

منموہن

انتساب

میں اس کتاب کو فرطِ عقیدت و محبت سے

اپنے عمِّ بزرگوار منشی رنجیت سنگھ (مشیر الدولہ۔ الور)

کے نام کے ساتھ بغیر انکی اجازت کے

منسوب و معنون کرتا ہوں

منموہن

۵۰۳

بابا فغانی

تمہید

بابا فغانی کا دیوان غزلیات پہلی مرتبہ اہلِ ذوق کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اکثر اربابِ تذکرہ اور اصحابِ فن بابا فغانی کو فارسی غزل گوئی کا مسلّمہ استاد اور فن تازہ گوئی کا موجد و مجتہد مانتے ہیں۔ لیکن ان کا کلام مجموعی طور پر ابھی تک شائع نہیں ہُوا تھا۔ یوں تو دیوانِ فغانی کے قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں۔ مگر یہ زیادہ تر اس کے دیوان کا انتخاب ہیں۔ جو نسخے میری نظر سے گزرے ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

۱- پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے نسخہ کی کتابت خاصی اچھّی ہے لیکن بہت سی مشہور غزلیں موجود نہیں۔

۲- مہاراجہ لائبریری جے پور میں بھی ایک نامکمل نسخہ ہے جس میں کلام کا انتخاب ہے اور ایک صدی سے زیادہ پُرانا نہیں معلوم ہوتا۔

۳- امپیریل لائبریری کلکتہ میں ایک ضخیم نسخہ ہے جس پر خان بہادر منشی خدابخش کے کتب خانہ کی مُہر لگی ہُوئی ہے۔ کتابت عُمدہ ہے اوراق بوسیدہ اور جابجا چیپیاں لگے ہُوئے۔

۴- مرحوم لالہ سریرام صاحب دہلوی (مولف خمخانۂ جاوید) کے نادر کتب خانہ میں جو عہد مغلیہ کی ادبی عظمت و شوکت کی ایک شاندار یادگار ہے۔ دو قلمی نسخے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک مرزا داغ مغفور کے کتب خانہ

کا ہے اور پرانے نسخوں سے منقول ہے۔ اسکی کتابت اعلےٰ درجہ کی خط پاکیزہ اور خوشنما۔ تاریخ تحریر ۲۳ صفر سنہ ۱۲۸۹ھ ہے اور کاتب کا نام پدر محمد ابراہیم لکھا ہے۔ اور کاغذ عمدہ اور رنگین ہے ٭

۵۔ دوسرا نسخہ خط شکستہ میں حنائی کاغذ پر ہے لیکن نہایت کرم خوردہ ٭

۶۔ پٹنہ میں خان بہادر خدا بخش کے شاندار کتب خانہ میں بھی دو نسخے موجود ہیں جن میں سے ایک انتخاب ہے (نمبر ۴۶۶ کتابت سنہ ۱۹۰۰ء)

۷۔ دوسرا (نمبر ۴۶۵ کتابت سنہ ۱۲۵۴ھ) تقریباً مکمل کہلانے کا مستحق ہے۔ خط نستعلیق ہے اور اوراق نہایت کرم خوردہ ٭

میں نے اس کتاب کی تیاری میں آخرالذکر چار نسخوں سے خاص طور پر اور باقیوں سے عام طور پر مدد لی ہے۔ اور جتنی غزلیات اس وقت تک بہم پہنچ سکیں۔ درج کر دی ہیں ٭

اس جگہ میں اپنے چند مہربان اور محترم اُستادوں علامہ کیفی۔ پروفیسر قاضی فضلِ حق۔ پروفیسر محمّد اقبال۔ پروفیسر انند ناتھ ورما۔ پروفیسر محمود شیرانی۔ پروفیسر میترا اور پروفیسر شاداں کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کے مشورے اور حوصلہ افزائی سے ہی یہ کتاب شائع ہو سکی ہے ٭

منموہن



دیوانِ فغانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابا فغانی

بابا فغانی نویں صدی ہجری میں ایران کے مشہور شہر شیراز میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد معمولی حیثیت کے آدمی تھے اور چاقو وغیرہ بناتے تھے۔ اُن کے بھائی کی بھی چاقو کی دُکان تھی۔ فغانی بھی چونکہ اکثر دکان پر جا بیٹھتے تھے اس لئے اس مناسبت سے پہلے انہوں نے سکاکی تخلص رکھا لیکن بعد میں فغانی اختیار کرلیا۔

حالاتِ زندگی | افسوس ہے کہ بابا فغانی کے ابتدائی حالاتِ زندگی تذکرہ نویسوں نے مُفصّل تحریر نہیں کئے۔ مختصر طور پر جو کچھ معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ اوائل عُمر میں فغانی بمطابق السفر وسیلۃ الظفر

سفرِ ہرات | خُراسان پہنچے۔ اور وہاں سے ہرات کا رُخ کیا۔ یہاں ان دِنوں سُلطان حسین مرزا کا دور دورہ تھا اور دربار میں ادبی حلقے کے سرتاج مولانا جامی تھے۔ شعرائے ہرات کو بابا فغانی کا نیا طرز ادا ان کی تازہ روش پسند نہ آئی کیونکہ وہ اس زمانے کی مروّجہ روش سے مختلف تھی اور اس کا پوری طرح سمجھنا بھی ان کے لئے کچھ آسان نہ تھا۔ لہٰذا مطلق داد نہ ملی اور عزّت نہ ہوئی۔ فغانی مولانا جامی سے بھی ملے لیکن یہاں بھی حوصلہ افزائی نہیں ہوئی۔ مایوس ہوکر واپس چلے آئے۔

شعرائے ہرات نے صرف یہی نہیں کہ فغانی کی عزّت و توقیر نہیں کی بلکہ طعن و تمسخر سے بھی کام لیا چنانچہ جب کوئی شخص بے معنی اور لوچ شعر پڑھتا تو اُس کو نفرت سے فغانیہ کہتے تھے۔

فغانی تبریز میں | ہرات میں دل شکنی کے بعد فغانی نے کسی اور جگہ قسمت آزمانے کی ٹھانی اور تبریز کا رُخ کیا۔ جو علم وادب کے مشہور مُربّی سُلطان یعقوب کا پایۂ تخت تھا۔ یہاں فغانی کی خُوب عزّت ہوئی اور سُلطان نے خوش ہو کر انہیں بابائے شعرا کے خطاب سے سرافراز کیا۔ اسی وجہ سے فغانی بابا فغانی کے نام سے مشہور ہو گئے۔

سُلطان یعقوب نے ان کو اپنا ندیم اور مصاحب بھی بنا لیا۔ یہاں بابا فغانی کو اپنے جوہر دکھانے کا خوب موقعہ مل گیا۔

تبریز میں فغانی نہایت فارغ البالی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ ۸۹۶ھ میں اپنے مُربّی سُلطان یعقوب کی وفات پر تبریز سے روانہ ہوئے اور خراسان ہوتے ہوئے ابیورد جا پہنچے اور وہیں رہنے لگے۔ تبریز کے حاکم نے بھی جو صاحبقرانِ مغفور کے اُمرا میں سے تھا ان کی خوب مہماں نوازی کی اور ایک من (سیر) شراب اور ایک من (سیر) گوشت روزانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔

نہ معلوم کس وجہ سے سام مرزا بابا فغانی کا ذکر اتنی حقارت کے ساتھ کرتے ہیں۔ تحفۂ سامی میں مذکور ہے :۔

"امابسیار حریصِ شراب وبدمست بوده۔ دائم الاوقات در میخانہا بسر مے برد ..... مردمِ شرابخانہ اور اازپئے مایحتاج [می] فرستادند و با او ہزل می کردند و او بواسطۂ شومیِ حرصِ شراب تحمل مے کرد۔"

* کہتے ہیں کہ بابا فغانی بڑے بلانوش اور رند لاابالی تھے اور دن رات میخانوں میں پڑے رہتے تھے۔ شیراز میں اوّل رمضان کی شب سے شرابخانوں کے دروازے بند کیے جاتے تھے۔ ایک دفعہ فغانی ایک رند کے ہمراہ ایک شرابخانہ میں گوشت کی ایک ران لیکر چھپ گئے اور عید کی صُبح تک شراب کے خم کے خم اُڑاتے رہے اور ران کا گوشت کھاتے رہے۔

* عرفات اوحدی۔

٭ آخر عمر میں جبکہ شاہ اسمٰعیل صفوی کا زمانہ تھا بابا فغانی نے شراب خواری سے توبہ کر لی اور مشہد مقدس کی طرف بعزم زیارت روانہ ہوئے۔

٭ والۂ داغستانی لکھتے ہیں کہ جن ایام میں فغانی مشہد کی طرف روانہ ہوئے اُن ہی ایام میں روضۂ مبارک کے کارکن درگاہ کے نوشتجات اور افراد وظائف پر ثبت کرنے کے لئے ایک مُہر بنانے میں مشغول تھے اور اس فکر میں سرگرداں تھے کہ مُہر پر کونسا سجع کندہ کرایا جاوے کہ ایک رات متولی درگاہ کو خواب میں حضرت امام رضا نظر آئے اور آپ نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ کل صبح ایک قلندر گدڑی پہنے ہماری درگاہ میں آئے گا اور ہماری تعریف میں ایک قصیدہ لکھکر لائیگا۔ اس قصیدے کے مطلع کو سجع کر لینا اور صبح اُٹھکر عزت اور احترام سے اُس کا استقبال کرنا۔ متولی نے ایسا ہی کیا۔ علی الصبح بابا فغانی کو پالیا اور بموجب ارشاد عمل میں لایا۔

آج تک روضۂ اقدس کی مُہر مبارک پر بابا فغانی کا یہ مطلع نقش ہے ؎

گلے کہ یک ورقش آبروئے نہ چمنست
نشان خاتم سلطان دیں ابوالحسن است

وفات | کچھ عرصہ مشہد متبرکہ مقدسہ میں پرہیزگاری کی زندگی بسر کر کے فالج کے مرض میں گرفتار ہو گئے اور چل بسے اور اسی خاکِ پاک میں دفنا دیئے گئے۔

٭ بابائے مغفور کے سنہ وفات کے بارے میں بھی تذکرہ نویسوں میں اختلاف ہے بعض سنہ ۹۲۵ھ بتاتے ہیں۔ مثلاً رامی لکھتا ہے ؎

اے وائے فغانی سخنور | مردود دلِ من ملول گردید
رامی بدو نوع گفت سالش | در نہصد و بست و پنج۔ بوجید ۲۵

٭ حسین علیخاں عظیم آبادی اپنے تذکرے میں قلمطراز ہیں: "آخر در پیرانہ سری در عصر شاہ اسمٰعیل صفوی بصدقِ دل و نیت خالص بہ زیارت مشہد مقدس روے آورد و از جملہ مناہی و ممنوعات توبہ کردہ طریقہ پرہیزگاری پیش گرفت"

٭ ریاض الشعرا و تذکرہ حسینی۔

٭ تذکرۃ الشعرا حسین علیخاں عظیم آبادی۔ مہاراجہ لائبریری ریاست جے پور۔

قول ثانی کا دلدادہ کہتا ہے کہ ۹۲۰ھ میں فوت ہوئے :-

حیف بابا فغانی افصح — ہمچو او نیست در زمان و زمن
بعد سعدی و حافظِ شیراز — مخترع بود طرزِ نو د کہن
سال نابودنش چو خواست کسے — عاشقے گفت با ملال و محن
دہ کجا مثل اوست در عالم — موجد و بانی و امام سخن
۹۲۰ھ

قول ثالث کا شیفتہ ۹۱۵ھ بتاتا ہے :-

آہ بابا فغانِی شیراز — سوئے فردوس رفت چوں خوشحال
سال فوتش بگفتم از سر داد — عالمے بود وے بلند خیال

٭ ریو لکھتے ہیں کہ لباب التواریخ میں فغانی کا سنہ وفات ۹۲۲ھ (۹۱۵) دیا ہے مگر اکثر مشہور تذکرہ نویس ۹۲۵ھ پر ہی اتفاق کرتے ہیں۔

٭٭ کہتے ہیں کہ کیمیا کا نسخہ حاصل کرنے کے لئے بابا فغانی نے بیحد کوشش کی اور متلاشیان کیمیا کے مُرشدوں میں شمار ہوتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ اب بھی اس سر زمین کے لوگ ہفتہ میں ایکبار بابائے مغفور کے مزار پر جمع ہو کر اپنی تحقیقات و معلومات کا اظہار کرتے ہیں۔

فغانی کا ایک مقطع ہے ؎

فغانی از طلبِ کیمیا نیاید باز
مگر دمے کہ دریں اضطراب بگذارد

کلام پر رائے | بابا فغانی نے اصنافِ سخن میں غزل۔ قصیدہ۔ ترجیع بند۔ ترکیب بند وغیرہ پر طبع آزمائی کی ہے اور جو کچھ لکھا ہے اچھا لکھا ہے۔ لیکن ان کی شہرت غزلیات سے ہی ہے۔

٭ تحفۂ سامی۔ ہفت اقلیم۔ مجالس المومنین۔ عرفات۔

٭٭ تذکرۃ الشعرا از حسین علیخاں۔ مہاراجہ لائبریری جے پور۔

قاضی نوراللہ شوستری مجالس المومنین میں قلمطراز ہیں :-

"دیوانِ غزلِ او نامۂ عملِ خسرو را سیاہ ساختہ و قصائدِ منقبت شعارش رخنہ در دیوان ناموس اخیار انداختہ۔"

٭ کہتے ہیں کہ اُس وقت سات شخص فغانی تخلص رکھتے تھے لیکن بابائے مغفوران سب میں ممتاز تھے۔

٭٭ ان کے اشعار کی تعداد تقریباً سات ہزار بتائی جاتی ہے۔

٭٭٭ بیان کیا جاتا ہے کہ بابا فغانی کا مکمل دیوان جو انہوں نے خود مرتب کیا تھا سُلطان یعقوب کی ایک لڑائی میں ضائع ہو گیا اور بابا کو اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ انہوں نے اپنے بھائی کو شیراز خط لکھا کہ میرے اشعار کے مسودے جتنے دستیاب ہو سکیں بیاضوں اور کتابوں سے جمع کر کے بھیجدو۔ غرض کہ اس طرح سے ان کا کلام فراہم ہوا۔

کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ فغانی زندہ دل۔ رنگین طبع۔ آزاد منش اور بلا نوش تھے طبیعت مرنجان و مرنج پائی تھی۔ کہتے ہیں ؎

تو دوست باش فغانی و بد نگر داں دل
بہ بند خلق جہاں گر کمر بکینۂ ما

پیری میں تائب اور متقی ہو گئے تھے۔ ان کے اشعار میں صرف عشق و عاشقی اور خورد و نوش کی باتیں ہی نہیں پائی جاتیں بلکہ پند و موعظت۔ اخلاق اور فلسفے پر بھی بہت کچھ نفیس مصالح ملتا ہے۔

٭ نشترِ سخن میں منقول ہے: "دراں وقت ہفت نفر فغانی بر سرِ عرصہ بودند و الآشے در ہمہ ممتاز بود۔"

٭٭ "و دیوانِ او را کہ قریب بہ ہفت ہزار بیت باشد تتبع بسیار فرمودہ اند۔" تذکرہ عرفاتِ اوحدی

٭٭٭ تقی اوحدی عرفات میں لکھتے ہیں: "دیوانے کہ خود مرتب نمودہ تدوین دادہ بود در یکے از جنگہا مع اسبابش بغارت رفت۔ بابا ازاں بغایت متالم گردید لہذا کتابتے بہ شیراز بہ برادر خود نوشت کہ دیوانِ اشعارِ بندہ گم شدہ و ازاں بیتے بل مصرعے بخاطر نیست۔ توقع آنکہ مسودات شعرِ بندہ آنچہ در شیراز بہم رسد از بیاضہا و کتابہا جمع نمودہ بفرستند۔ و برادرِ وے بر درِ شیراز اعلام کردے۔"

تازہ گوئی یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ فغانی فنِ شاعری میں ایک خاص طرز کے موجد ہوئے ہیں جو تازہ گوئی کے نام سے مشہور ہے اور ان کے اشعار کی مقبولیت کی بڑی وجہ ان کی نئی روش ہی ہے۔ ان کی شہرتِ عام کا اندازہ اس بات سے خوب لگ سکتا ہے کہ ان کے بعد متعدد شعرا نے ان کے طرز اور روش کی پوری تقلید کی اور یہی روش عام رواج پا گئی۔ جن شعرا نے فغانی کی تتبع کی اُن میں سے چند یہ ہیں :۔

* شہیدی۔ لسانی۔ حکیم رکنائی۔ مولینا محتشم کاشی۔ عرفی۔ مولینا وحشی یزدی۔ عراقی۔ میلی۔ حکیم شفائی۔ ولی۔ عرفی۔ فیضی۔ مرزا صائب۔ نظیری۔ آقا شاپور رازی۔

مرزا صائب نے اس طرز کو ذرا تبدیل کر کے اپنی ایک اور نئی روش ایجاد کی اور وہ بھی خوب مقبول عام ہوئی اور ان کے بعد اکثر شعرا نے اس کی تقلید کی۔

** بابا فغانی کا مشہور مطلع ہے ؎

به بوییت صبحدم نالاں بگلگشتِ چمن رفتم
نهادم روے بر روے گل واز خویشتن رفتم

مرزا صائب نے اس کو یوں بدل دیا ہے۔ (بحوالۂ حواشی کلمات الشعرا) ؎

به بوییت صبحدم گریاں چو شبنم در چمن رفتم
نهادم روے بر روے گل واز خویشتن رفتم

† میخانہ ملا عبدالنبی میں حکیم رکنائی کے ذکر میں مرقوم ہے "آں معدن فطرت دیوان عندلیب گلزارِ معانی بابا فغانی را غزل بہ غزل از ابتدا تا انتہا جواب گفتہ الحق کہ آں دیوان را بسیار خوب تتبع نمودہ"۔

* تذکرہ حسینی۔ عرفاتِ اوحدی۔ تذکرہ ریاض الشعرا۔ والۂ داغستانی لکھتے ہیں :۔ "بابائے مغفور مجتہد فن تازہ ایست کہ پیشش احدے بہ آں روش شعر نگفتہ۔ پایہ سخن را بجائے رسانید کہ عنقائے اندیشہ بہ پیرامونِ آں نتوانند رسید اکثر اُستادانِ زمانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ متتبع و مقلد و شاگرد و خوشہ چین خرمن طرز و روشِ او اند تا بمرزا صائب رسید۔ مرزا مغفور کہ شاگردِ حکیم رکنائی و حکیم شفائی است تغیر شیوہ دادہ در طرز خود مجتہد امام آں فن شد چنانچہ الحال شعرائے زمانِ ما اکثر متتبع طرز مرزا صائب شدہ اند"۔

** شعر العجم حصۂ دوم۔ ذکر مرزا صائب صفحہ ۲۰۰۔

† از میخانہ عبدالنبی مولفہ مولوی محمد شفیع صاحب اورینٹل کالج لاہور ص ۳۶۲ ۔ ل ۲۰ ۔

٭ مخزن الغرائب میں نظیری کے ذکر میں لکھا ہے "وے طرزِ بابا فغانی را اختیار نمودہ وآں رویہ را بحدِ کمال رسانیدہ"۔

بابا فغانی کا کلام ان تمام محاسن و اوصاف سے آراستہ ہے جو حُسن کلام کے لئے ضروری ہیں۔ بیان کی جدت و دلآویزی۔ طرز ادا کی دلفریبی و دلکشی۔ زبان کی سلاست اور صفائی۔ نئی نئی تراشوں اور بندشوں کا عُمدہ استعمال تخئیل کی بلند پروازی اور طبیعت کی آزادی نے ان کے کلام کو اعلیٰ پایہ کا بنادیا ہے۔ اور تازہ گوئی نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا صنائع بدائع کا بھی استعمال پایا جاتا ہے۔

فغانی کی طرز تحریر کے بارے میں خود فغانی کا ایک مصرع یاد رکھنے کے قابل ہے ع

احباب را دلائے کلامِ تو مے کُشد

فغانی کی رنگینیِ ادا اور نئی طرز تحریر کی چند مثالیں مُلاحظہ ہوں۔ یار سے کہتے ہیں کہ آج تو میری نگاہ میں خاص طور پر حسین معلوم ہوتا ہے۔ ذرا آئینہ تو دیکھ ؎

بچشمِ من زدگر روز ہا فزوں شدۂ — نظر در آئینہ افگن۔ بہ بیں۔ کہ چوں شدۂ

یار سے کہنا یہ ہے کہ ہمارے ساتھ مہربانی اور وفا سے کچھ تمہاری خوبی گھٹ نہیں جائیگی۔ اس کو یوں ادا کرتے ہیں:۔

خوبی بالتفات وفا کم نمے شود — بنمائے روے کہ از تو صفا کم نمے شود

پھر کہتے ہیں کہ جتنی بھلائی کروگے اُتنی ہی نیکنامی پاؤگے اس واسطے بھلائی ہی کئے جاؤ:۔

ہر چند خیر بیش بود ذکر خیر بیش — نعمت زیادہ کن کہ ترا کم نمے شود

نہ دوست سے مِل کر چین پڑتا نہ اس کی جُدائی میں، عجب بیقراری کی حالت ہے:۔

گر پیشِ روم نزدیک او ذوقِ وصالم مے کُشد — ور مے نشینم گوشۂ تنہا خیالم مے کُشد

گُلِ بے خار کی طلب میں یار کا شوخی بھرا جواب:۔

چو گفتمش چہ گلست آنکہ ہیچ خارش نیست — شگفتہ گفت کہ رُخسار ہمچو لالۂ ما

٭ از میخانہ عبدالنبی مولفہ مولوی محمد شفیع صاحب (حواشی بعد از ختم کتاب ص ۸۷ س ۱۱)

ایک اور جگہ کہتے ہیں :-

گل آمد ساقیا معشوق گل رخسار مے باید | مے بیغش بدست آمد گلِ بیخار مے آید

ناصح سے تنگ آ کر اُس کو جھاڑ :-

ناصح مگوی پند کہ گفتارِ تلخ تو | چوں گفتگوے ساقیِ شیریں کلام نیست

عاشق مزاجی پر عذر :-

مردِ نظر باز را تلخ مگو اے حکیم | پیش رساں تا یکے غمزۂ خونخوار ہست

یار کی قدرت کا بیان :-

*دہی حیات ابد اندم از تو نیست عجب | بیک کرشمہ کشی ایں ہم از تو نیست عجب

یار کی خودسری اور بے لحاظی :-

نہ بگفتۂ رقیبی نہ بہ اختیارِ عاشق | چہ حریفِ خود مرادی کہ بہ ہیچکس نسازی

"تو مہربان تو کل مہربان" کے مسئلہ پر کہتے ہیں :-

چوں نکردی یاریِ من بخت ہم یاری نکرد | بخت یارِ من شود روزے کہ یارِ من شوی

مُصیبت زدوں کی مُشکل وہی سمجھ سکتا ہے جو خود بھی مُبتلا رہا ہو :-

غمِ ناامیدیِ من مگر آں زماں بدانی | کہ بروں ز باغ آئی و گلے نہ چیدہ باشی

یار اتنا شرمیلا ہے کہ لوگ اسکی طرف کُھلم کُھلا نگاہ بھی نہیں کر سکتے :-

*شرم روئش خلق را منع از تماشا میکند | کس ندیدست و نہ بیند ماہ محجوب مرا

عاشق صادق ازخود رفتہ ہوتا ہے اور خوشی و رنج میں تمیز نہیں کر سکتا :-

*گر نمے چینم گل شادی بخواری ہم خوشم | زانکہ من دیوانہ ام گل را نمے دانم ز خار

---

* تم مار بھی سکتے ہو پل میں تم تار بھی سکتے ہو پل میں | وش اور امرت کا رہتا ہے بھنڈار تمہاری آنکھوں میں

* شرم مے آید ز قاصد طفل محجوبِ مرا | بر سرِ راہش بہ انداز ید مکتوبِ مرا (نظیری)

* ناموس و ننگ در نظرِ من برابر است | ہر کس ز خود گذشت ز شادی و غم گذشت

گر یار ہے تو سب کچھ ورنہ کچھ بھی نہیں :-

* ہر کجا سبز خطے ہست تماشا آنجاست　　　نقش چین دل بر باید قلم بیچوں ہیں

وصل کی کوئی امید نہیں لیکن خیال ہی میں مست ہیں :-

مُرغ خزاں رسیدہ را آرزوئے چمن کجا　　　من بخیال زندہ ام وصل کجا و من کجا

وصل میں بھی بوس و کنار کی ہمّت نہیں پڑتی :-

وصالم ہست لیکن زہرۂ بوس و کنارم نیست　　　گلم در خوابگاہ و خار در پیراہن ہست امشب

بن پئے بھی مست رہتے ہیں۔ تلخ شراب سے شربت دیدار بہتر ہے :-

مستم اگر بادہ نیست لعلِ لب یار ہست　　　گو مئے تلخم مباش شربتِ دیدار ہست

فغانیؔ کی پاکدامنی کا اندازہ اس شعر سے لگتا ہے :-

آنچہ مرادِ من ہست خارج رنگست و بو　　　ورنہ گلِ سُرخ رنگ در ہمہ گلزار ہست

یعنی میرا مطلوب کوئی شاہدِ بازاری یا دنیوی نہیں ہے بلکہ شاہدِ حقیقی۔

ایک مشہور مطلع ہے ؎

* خوبی ہمہ کرشمہ و ناز و خرام نیست　　　بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست

یعنی دلبری میں بہت سے ایسے شیوے ہیں جو صرف محسوس ہو سکتے ہیں لیکن بیان نہیں ہو سکتے۔

معشوق سرتاپا کرشمہ ہوتا ہے۔

---

* ہر جا گلیست بہر نظیریؔ طرب گہیست　　　کے بلبلانِ مست غمِ آشیاں خورند (نظیری)

** اُردو کا ایک شعر اسی رنگ میں ہے ؎

نقط یہیں کہنے ہی کہنے کا بادہ خوار رہا　　　نہ پی نہ چکھی نہ دیکھی مگر خمار رہا

* نظیریؔ اسی خیال کو یوں ادا کرتا ہے :-

زفرق تا قدمش ہر کجا کہ مے نگرم　　　کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست

حافظؔ فرماتے ہیں :-

لطیفہ الیست نہانی کہ عشق از و خیزد　　　کہ نام آں نہ لبِ لعل و خط زنگاریست

جمالِ شخص نہ چشم ست و زلف و عارض و خال　　　ہزار نکتہ دریں کار و بار دلداریست

مسلکِ مرنجاں و مرنج :۔

تو دوست باش فغانی و بد نگراں دل　　　به بند خلق جهاں گر گمر بکینۂ ما

اس بات کو کہ اگر دوست نے ہمارا دل جلایا تو اپنا ہی گھر بگاڑا کس انداز سے بیان کرتے ہیں :۔

شوخے بغمزۂ دلِ ما را کباب کرد　　　ما را چه کرد خانۂ خود را خراب کرد

عشق کے ہاتھوں تنگ آکر کہتے ہیں :۔

٭ از بسکه جور دید فغانی بدستِ دل　　　راہِ نظر بروئے نکو ہم نمے کند

ایک مطلع میں اپنی رُسوائی کا بیان دوست سے کرتے ہیں :۔

زبسکه داشتی اے گل ہمیشه خار مرا　　　نماند پیش کساں ہیچ اعتبار مرا

یعنی اے دوست کیونکہ تو نے مجھے ہمیشہ رُسوا کیا اس لئے مَیں اور لوگوں کی نِگاہ میں بھی گر گیا۔

ہم مر رہے ہیں لیکن تم پرواہ ہی نہیں کرتے :۔

در گریه سوختیم و تو آہے نمے کنی　　　در آب و آتشیم نگاہے نمے کنی

طبیعت کی آزادی | فغانی کی طبیعت آزاد اور ہمّت عالی تھی، انکے اشعار سے ظاہر ہے کہ عشق و عاشقی کی گھاتوں میں بھی وہ خود دار تھے اور کسی سے دب کر نہیں رہتے تھے بلکہ معشوق کی کجروی اور وعدہ فراموشی کا مُنہ توڑ جواب دیتے تھے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں :۔

٭٭ تو اے گل بعد ازیں با ہر که میخواہد دلت بنشیں
که من چوں لاله با داغ جفایت زیں چمن رفتم

٭ صائبؔ اسی خیال کو یوں ادا کرتا ہے :۔
ندارد داغ عشق گلعذاراں حاصلے صائبؔ　　　بروں ریز از بغل زنہار ایں گلہائے بے بوئے را

٭٭ اُردو کا ایک شعر اسی مفہوم کا ملاحظہ ہو :۔
بُلبلیں شوق سے اب لُطف چمن کا لوٹیں　　　خار اک مَیں ہی تھا سو میں نے چمن چھوڑ دیا

ایک پُرزور مطلع ہے:۔

* از کوئے تو چوں باد برآشفتم و رفتم — گرد ے ز دلِ مدعیاں رفتم و رفتم

یعنی خفا ہو کر میں تیرے کوچہ کو خیرباد کہہ چلا ہوں اور رقیبوں کا دل اس سے خوش ہو گیا ہے۔

* ایں وعدہ یار است کہ صد بار شکستی — یک یار دگر از تو پذیرفتم و رفتم

کیا دوستی کا وعدہ یہی ہے جو تو نے سو بار توڑا۔ کیونکہ تو عہد شکن ہے میں نے بھی ایک اور دوست ڈھونڈ لیا ہے اور تجھکو خیرباد کہتا ہوں۔

یارب از آزردگی ہرگز نہ بیند روزِ نیک — آنکہ میگوید کہ با عشاق نیکوئی مکن

دُعا کرتے ہیں کہ جو شخص معشوقوں کو عشاق کے ستانے کی صلاح دے وہ کبھی خوش نہ رہے۔

یار کے ہوتے ہوئے کعبہ کی زیارت چنداں ضروری نہیں:۔

چوں تو صبح و شام خوانی ز حریم وصل مارا — چہ ضرورتست ازیں در سفر حجاز کردن

مے و معشوق کے ہوتے ہوئے کسی اور کو سجدہ کرنا روا نہیں:۔

شراب لعل در جامست و من در سجدہ سہوست ایں — گذارم ار عذار لالہ رُخساراں شود پیدا

حسنِ تعلیل مُلاحظہ ہو:۔

فغانی بادہ پنہاں کن کہ حق از غایت رحمت — نمے خواہد کہ کردارِ گنہگاراں شود پیدا

یعنی میخوار پر خدا کی رحمت خاص ہوتی ہے اس لئے چھپا کر پینی چاہیئے۔

---

* اس ہی دلیرانہ طرز آزادی میں ذیل کے اشعار بھی ہیں:۔

بیا چوں ز درِ یار کشیدیم — امید ز ہر کس کہ بُریدیم۔ بریدیم

دل نیست کبوتر کہ چوں برخاست نشیند — اکنوں کہ پراندی و پریدیم پریدیم

صد باغ و بہار ہست و صلائے گل و گلشن — گر سنبل یک باغ نچیدیم نچیدیم ... نامعلوم

** نظیری اس کے برعکس کہتا ہے:۔

نظیری کوئے عشق ہست ایں شاہد بازی و رندی — کہ گر یارے رود از دستِ کس یارے دگر گیرد

*** اُردو کا ایک شاعر کہتا ہے:۔

رحمتِ حق کے لئے زاہد وسیلہ چاہیئے — تو کفن میں ٹانک رکھ دامن کسی میخوار کا

صبر۔ استقلال و شکر | "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" کے مسئلہ پر کہتے ہیں:۔

بقدر طاقت خود ہر کسے غمے دارد　　دلِ من است کہ اندوہِ عالمے دارد

اِنسان کو ہر حالت میں صابر اور شاکر رہنا چاہیئے:۔

اے دل بتلخیِ غم ہجراں صبور باش　　ایں ہم نوالایست بنوش و شکور باش

اچھی بات ہر ایک کی سُننی چاہیئے خواہ مُفلس یا رند ہی ہو:۔

دستِ کوتاہ نہ نگر نکتۂ سنجیدہ شنو　　جامۂ پارہ چہ بینی۔ سخنِ موزوں بیں

اس دل کو آزمانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وفا میں بالکل پکا ہے:۔

* ایں دل کہ در عیار وفا نقد خالص است　　ہر سنگِ امتحاں ز دلش احتیاج نیست

عالی ہمتی صفائے قلب اور پاکبازی | بابا فغانی کے اعلیٰ کیرکٹر کا اندازہ خود ان کے اشعار سے ہوسکتا ہے کہتے ہیں ؎

* ہرگز نظر بہ کام نیالودہ ایم ما　　فارغ شو اے حسود کہ آسودہ ایم ما

زخم دلِ شکستہ بالماس بستہ ایم　　بر داغہائے سینہ نمک سودہ ایم ما

آبحیات در نظر و مُہر بر دہاں　　آئینہ در برابر و ننمودہ ایم ما

* یکرو و یکدلیم اگر نیک و گر بدیم　　قلبِ سیہ بحیلہ نہ اندودہ ایم ما

کمتر ز ہر یکیم و کم از کمتریم ہم　　بر خود ہزار پایہ بیفزودہ ایم ما

خود را چنانکہ ہست بہر دم نمودہ ایم　　ہر جا کہ بودہ ایم چنیں بودہ ایم ما

دم در کشیدہ ایم فغانی ز نیک و بد

در ہر فسانہ بادیہ پیمودہ ایم ما

---

* نظیری کہتا ہے:۔

نمیدانم زمن در جاں سپاریہا چہ نقصاں شد　　کہ اکثر مے شود در بدگمانی امتحاں پیدا

** ہوائے وصل کسے میکند کہ بوالہوس است　　دراں دلے کہ محبت بود تمنا نیست (نظیری)

*** حافظا مے خور و رندی کن و خوشباش و لے　　دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

غرضیکہ دیوانِ فغانی میں اعلیٰ خیالات کا خزانہ بھرا ہؤا ہے اور اس پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

سفینہ ہا ہمہ در بحر دیدہ اندولے ۔ سفینہ وکہ درو بحر ہا بود انیست

یکرنگی | در طاعت و عشرت بہ قرار ست دل ما ۔ ہر جاکہ رود ہمرہ یار ست دلِ ما

ہر حالت میں دل یار کے ساتھ ہے۔

دارد نظر ہمتِ بسیار عزیزاں ۔ ہر چند کہ در دست تو خوارست دلِ ما

اگرچہ تو نے ہمارے دل کی کچھ قدر نہ کی لیکن یہ قدردانوں کی نگاہ میں قابلِ قدر ہے۔

ہر پارۂ ایں قلب سیہ جوہر فرد ست ۔ بگذار و مسوزاں کہ بکار ست دلِ ما

ہمارا دل مت جلا کیونکہ جوہر فرد ہے۔

بر حرفِ دلِ ما منہ انگشت ملامت ۔ اے مدعی اندیش کہ خار ست دلِ ما

اے حریف ہم کو ملامت نہ کر اور ہمارے دل سے ڈرتا رہ۔

باو از شرفِ صحبتِ دیدارِ تو محروم ۔ گر در غمِ آغوش و کنار ست دلِ ما

صرف دیدار مطلوب ہے۔

چند اور اشعار نمونہ کے طور پر ہدیہ ناظرین ہیں :۔

حق شناسی گر بہ ترکِ ہستیِ خود گفتنست ۔ مردِ ایں معنی بسے در خانۂ خمار است

صحبتِ احباب را چندانکہ میبندم خیال ۔ نیست چیزے درمیان و زحمتِ بسیار است

سبحہ را بگسل فغانی گر پشیماں گشتۂ ۔ کانچہ در تسبیح زاہد نیست در زنار ہست

ساقی مدام بادہ باندازہ میدہد ۔ ایں بیخودی گناہِ دلِ زود مستِ ماست

در خاکدانِ دہر فغانی مکن قرار ۔ زیں جا فرار جو کہ نہ جائے نشستِ ماست

ایکہ میگوئی چرا جامے بجانے میخری
این سخن با ساقیِ ما گو کہ ارزاں کردہ است

حضرتِ زاہد کو دین کا رستہ بتاتے ہیں :-

اگر محبّتِ اسلام داری اے زاہد
درآ۔ بکوچۂ رنداں۔ کہ راہ دیں اینست

گرچہ صد نامہ سیہ کرد فغانی ز گناہ
نظرش بر کرم و رحمت درویشانست

رخِ مہتاب از منِ درویش کہ سلطانیِ حسن
از صفائے نظر ہمّتِ درویشانست

غرض از مہلتِ دہ روزہ ام اثباتِ وفاست
ورنہ گر باشم و گر نیز نباشم غم نیست

صد نقش درست آید و کس را خبرے نیست
چوں رفت خطائے ہمہ را چشم بر آنست

ہر چند بلا بیش قوی تر دلِ درویش
اوراست فغانی الم و ضعف کہ بیم است

خلقے بحسنِ خویش گرفتار دیدۂ
زاں ناز میکنی کہ گرفتار دیدۂ

چندانکہ جور دید فغانی ز دلبراں
از بختِ خویش دید شکایت ز کس نکرد

رندیم و شوخ دیدہ و مستِ نظر پرست
نقشِ دو کون دیدہ در اجزائے روئے یار

نام از کرم ثبات پزیرد نہ از درم
این نکتہ گفت حاتمِ طے با حکیمِ خویش

بلبلے صبح فغانی غزلے خواند غریب　　گریہ آورد۔ مگر نسخۂ دیوانِ تو داشت

گرچہ یک ہنرم است وصد ہزاراں عیب　　غریب نیست کہ جرمم بداں ہنر بخشد

دل برمکن از یار جفا پیشہ فغانی　　خوبے کہ جفائے نکند خوب نباشد

آنرا کہ نیست گرمیِ عشقے حیات نیست　　سرِ بے ہوائے عشق و دلے بے جنوں مباد

بایں قولم کہ ننشینم دگر با دلبراں لیکن　　ندارم اعتمادے بر دلِ بے اعتمادِ خود

اے آنکہ سنگ مے فگنی بر سبوئے ما　　بستاں پیالہ و علاجِ دماغ کن

نہ بیند عشق پیری و جوانی منع دل تاکے　　تمنائے جواں بنگر مبیں در سال و ماہِ من

ہر کرا تشریفِ رسوائی دہد سلطانِ عشق　　ہر دم آید صد بلا بہرِ مبارکبادِ او

صوفی ز کعبہ روئے بخرابات کردہ　　نیک آمدی بیا کہ کرامات کردہ

حیرت مکن کہ ہر دو گرفتارِ یک دریم　　ما آہ و نالہ و تو مناجات کردہ

مردِ صاحبدل رساند فیض در موت و حیات　　چوب گل چوں خشک گردد وقتِ سرما آتش است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الالف

اے سرِ نامہ نام تو عقلِ گرہ کشاے را
ذکرِ تو مطلعِ غزل طبع[1] سخن سراے را

آئینہ وار یافتہ یک نظر از جمالِ تو
دل کہ فروغ میدہد جامِ جہاں نماے را

نسخۂ سحرِ سامری کاغذِ تو تیا شود
چوں بکرشمہ سر دہی نرگسِ سُرمہ ساے را

در طلبِ تو دیدہ ام کاسۂ آب چغد شد
منکہ ز مغزِ استخواں طعمہ دہم ہماے را

تیغِ زبانِ عارفاں زنگ گرفتہ ہمچناں
عشقِ تو جلوہ میدہد خنجرِ سر زداے را

غایتِ دستگیر نیست اینکہ چو طائرِ حرم
بر سرِ کعبہ رہ دہی رندِ برہنہ پاے را

من ز کجا و حالتِ صوت و سماعِ صوفیاں
گوش نہادہ ام ہمیں زمزمۂ دراے را

کیست **فغانی** حزیں مستِ سیاہ نامۂ
تا بزبانِ عارفاں وصف کند خداے را

[1] ن ۱ عشق،

ای از لبِ تو خطبهٔ کلامِ قدیم را — باعث رسوم شرع تو امید و بیم را
اول عظیم داشته شانِ ترا خدای — وانگاه بر فراشته عرشِ عظیم را
چرخِ عظیم چون[ن1] شرف از گوهرت نیافت — درہم بریخت انجم دُرِّ یتیم را
بر شاه راه عقل نهادی چراغ شرع — تا خلق پی برند رهِ مستقیم را
ای خوانده بی سواد کلامِ قدیم را — ناخوانده ختم کرد الف لام و میم را
قولِ تو هر کجا که دلیل آورد فقیر[ن2] — دیگر مجالِ بحث نماند حکیم را
دارد چنان دمی که بمعجز فرو برد — شمشیرِ خطبهٔ تو عصای کلیم را
آندم که فخر داشت بدان سالها مسیح — در گلشنِ تو گشت کرامت نسیم را
روی تو در سلامت خلق است این سخن — روشن بود چو آئینه طبعِ سلیم را

بر حرف[ن3] زلف و خال فغانی قلم کشید
وز دفترِ تو خواند الف لام و میم را

بدنے آید هلاکِ دوستان خوبِ مرا — ذرهٔ میل محابا نیست محبوبِ مرا
شرم[ن4] رویش منعم از ذوق تماشا میکند — کس ندیدست و نه بیند ماهِ محجوبِ مرا
ذره دارم دل ربود[ن5] از دستِ مهرِ آفتاب — عاقبت جای کشد سررشته مجذوبِ مرا
دست بر تیغش زدم از من بجان رنجید و رفت — باد جودِ آن که میدانست مطلوبِ مرا
استخوانم طعمهٔ زاغ و زغن شد در فراق — ای[ن6] مسیحا کو نظر کن صبر ایوبِ مرا
بیشتر شد از نسیم صبح[ن7] آشوبِ دلم — بوی پیراهن بلا گردید یعقوبِ مرا

چون فغانی چند حرفِ دردِ دل خواهم نوشت
گرچه کس پروا نخواهد کرد مکتوبِ مرا

ن۱ تا، ن۲ نقیه، ن۳ در آتشِ جحیم فغانی بآبِ چشم — جوید ز رحمتِ تو بهشتِ نعیم را،
ن۴ شرمِ رویش خلق را منع از تماشا میکند، ن۵ دل ربودم دست، ن۶ آن، ن۷ دل،

به ترانهٔ ندیماں نتواں ربود مارا / (چو)[1] بود غم تو در دل ز طرب چه سود مارا

ز نوید آب حیواں دلِ مُرده باز ماند / تو ز عمر و حسن بر خور که هوس غنود مارا

مشکن عیار عاشق بقیاس (و) قولِ دُشمن / بد و نیک ما چه داند که نیاز مود مارا

بنمای رُخ هماں داں که نماند کس بعالم / چه کسیم ما چه باشد عدم و وجود مارا

ز نظاره[2] تو دود از دل ناتواں برآمد / چو سپند سوخت اکنوں چه غم از حسود مارا

سر فتنه داشت امشب خود بار قیب ورنه / بشراب و ساقیِ کس هوسے نبود مارا

چو نوائے نے **فغانی** دمِ جانگداز باید
که در آتشِ محبت فگند چو عود مارا

وبال گشت گل و باده در پلاس مرا / که هر که دید بدی گفت در لباس مرا

شراب خورده و مستم کجاست هشیارے / که در پناهِ خود آرد ز شرّ ناس مرا

همیں قدر که نمک بر جراحتم نه زنند / بود ز مردم آسوده التماس مرا

هوائے همنفسم بود چوں ستم دیدم / کنوں ز سایهٔ خود میشود هراس مرا

اساسِ قصرِ بهشتم چگونه راست شود / چو صرفِ میکده‌ها میشود اساس مرا

ز مزرعِ فلکم خوشهٔ نشد حاصل / چرا ز غصه نباشد بسینه داس مرا

مکن ز عقلِ[3] **فغانی** قیاس چارهٔ من
چو در دل است تمنّاے بے قیاس مرا

ساقیا بیدار گرداں[4] چشم خواب آلوده را / باده نوش و نقل کن دلهائے خوں پالوده را

لاله از حد میبرد مستی و گل تردامنی / خیز در جامِ شراب انداز مشکِ سوده را

گر گنهے هست در مستی ثوابے نیز هست / اجرِ چندانے نباشد کارِ نافرموده را

آنچه در کنجِ دو عالم نیست در میخانه هست / تا بخواری ننگری ایں کهنه گلِ نابوده[5] را

ن ۱ چو، ن ۲ بنظاره، ن ۳ بعقل، ن ۴ کن ن ۵ فرسوده،

کشتیِ[۱] غم مے برد از ورطهٔ خویشم بروں — ورنہ آساں چوں نروم[۲] ایں راهِ ناپیمودہ را
اے صبا بگذر بخاکِ شور بختانِ فراق — ایں نمک بر دل میفشاں مردمِ آسودہ را
نامۂ دردِ **فغانی** لائقِ تحریر نیست
بہرِ ایں بیت العمل ضائع مگرداں دودہ را

از عمر بسے نماند مارا — غیر از نفسے نماند مارا
ہر سود و زیاں کہ دیدہ بودم — دیگر ہوسے نماند مارا
مائیم و دل رمیدہ از خود — پروائے کسے نماند مارا
گو روی زمیں مگیر آتش — اکنوں کہ خسے نماند مارا
بہرِ چہ دریں دیار باشم — چوں ملتمسے نماند مارا
رفتیم چناں کہ در دلِ کس — گردِ فرسے نماند مارا
بس آہ زدیم چوں **فغانی**
فریاد رسے نماند مارا

عرضہ بدور گل مدہ ساغرِ لالہ گوں مرا — کز گل و مُل نمیرسد فائدہ جُز جنوں مرا
بود بوئے گل رخے میلِ دلم سوئے چمن — خاصہ کہ خود نسیمِ گل آمدہ رہنموں مرا
اہلِ صلاح را بکف کاسۂ شہد و شیر بہ — منکہ خراب و عاشقم بادچو لالہ خوں مرا
ہر نفسے[۳] زنی بسر سنگِ ملامتے دگر — از ہمہ اے پری مگر یافتۂ زبوں مرا
شد چوں **فغانی** ام بدن سوختہ در پلاسِ غم
چرخ کبود گو مدہ اطلسِ نیلگوں مرا

بر دل[۴] فشانم ہر نفس خارِ تو در گلزارہا — شاید کہ روزے بر دمد شاخِ گلے زیں خارہا
دشت و کویت لالہ گوں گلہا دمید از خاکِ خوں — سرہا زدہ اہلِ جنوں از بسکہ[۵] بر دیوارہا

ن[۱] کشتیِ مے، ن[۲] چوں برم، ن[۳] نفسم، ن[۴] در دل نشانم ہر نفس، ن[۵] ہر گوشہ،

افگندہ چنگ از ضعف تن شورے عجب در انجمن — گویا شرارِ آہِ من پیچیدہ شد در تارہا
اے از تو خوباں تنگ دل گلہا ز رویت منفعل — بیروں ز نقشِ آب و گل حسنِ ترا بازارہا
کارِ بتانِ عشوہ گر بازی نماید سر بسر — آنجا کہ بر اہلِ نظر حسنت نماید کارہا
زاں روئے چوں برگِ سمن گلہا[1] بود در انجمن — آبِ لطافت در سخن با آتشیں رخسارہا
چوں از بیاضِ سیمگوں نقشِ خطت آید بروں — سازند تعویذِ جنوں صورتگراں طومارہا
از لعلت اے کانِ نمک عیسےٰ دما نرا یک بیک — پیوستہ تسبیحِ ملک در حلقۂ زنارہا
سوز و فغانی ہر نفس از شعلۂ داغِ ہوس — سوزاں[2] و گریاں در قفس دارد بدن آزارہا

شمع تو در ہر محفلے نارِ تو در ہر منزلے
یکبار سوزد ہر دلے مسکیں فغانی بارہا

تازگی کہ شد زمے آں رُخِ ہمچو لالہ را — تازہ کند بیک نفس داغ ہزار سالہ را
کشتۂ دیر سالہ را زندہ کند بجرعۂ — چاشنی کہ میدہد مے زلبت پیالہ را
پیشِ تو سرو لالہ را جلوۂ ناز میرسد[3] — خیز و بعشوہ حلقہ کن بر گلِ تر کلالہ را
ہر قدمے کہ مے نہی روزِ شکار بر زمیں — سرمۂ ناز میکشد گردِ رہت غزالہ را
تا ز خطِ بنفشہ گوں فتنۂ انجمن شدے — ماہِ دو ہفتہ گرد رخ دائرہ بستہ ہالہ را
بسکہ چو ابر در چمن شب ہمہ شب گریستم — بر گل و سبزہ صبحدم جلوہ گذشت ژالہ را
خونِ ہزار بے زباں در دل و دیدہ شد گرہ — غنچہ بدیں شگفتگی گو مگشا رسالہ را
مرغِ چمن بعشق گل بستہ بخونِ دل سجل — گل بکرشمۂ نہاں شستہ بخوں قبالہ را

برشکنی[4] چو بنگری سوی فغانی حزیں
آہ گر امتحاں کند از[5] پیت آہ نالہ را

اے ترا با سرو و گل در جلوہ پنہاں رازہا — سرو را در سایۂ سروِ[6] تو در سر نازہا

ن ۱ گلہائے الواں در چمن، ن ۲ نالاں چو بلبل، ن ۳ کے رسد، ن ۴ برشکنی چو بنگری سوز، ن ۵ در، ن ۶ قد

بسکہ میخوانند دلہا را بکوئیت ہر نفس — بلبلانرا در گلستانہا گرفت آوازہا
تا چرا دم زد ز رعنائی بہ دورِ حسنِ تو — گل بناخن میکند از روے چوں نرگارہا
جانم از تن مے پرد ہر دم ز شوقِ روے تو — بر سرِ آتش بود پروانہ را پروازہا
گلشنِ کوے ترا از لطف و احسان^ل^ است باز — بر گرفتارانِ دل ہر گوشہ سنگ اندازہا

در تماشاے مہ رویت **فغانی** را چو شمع
بر زبانِ آتشیں شبہا گرہ شد رازہا

اے ز ابروے تو ہر سو فتنہ در محرابہا — فتنہ را از چشمِ جادوے تو در سر خوابہا
عارضت آبست و لب آبِ دگر از تاب مے — من چنیں لب تشنہ و چوں بگذرم زیں آبہا
نگسلم زاں جعدِ مشکیں گرچہ در چنگِ بلا — دارم از دستِ غمت در رشتۂ جاں تابہا
مطربانِ بزمِ عشقت رازِ سوزِ عاشقاں — گشتہ آتشبار بر رگہاے جاں مضرابہا
در حریمِ دل براے سجدۂ ابروے تو — بستہ ام ہر گوشہ از خونِ جگر محرابہا
پیشِ آں لبہاے میگوں دیدہ را از اشکِ سرخ — سر بسر بر خارِ مژگاں بستہ شد عنابہا

اے مہِ خرگہ نشیں شبہا **فغانی** در خیال
صحبتے بس گرم دارد با تو در مہتابہا

زہے حیاتِ ابد از لبت حوالۂ ما — دمے وصالِ تو عمرِ ہزار سالۂ ما
ز آبِ دیدہ برد سیل خانۂ احباب^ل^ — رسولِ اشک چو پیشِ آورد رسالۂ ما
چو با تو زاریِ احباب در نمی گیرد — چہ سود از آں کہ جہاں گیرد آہ و نالۂ ما
دمے کہ بر سرِ خوانِ وصال مہمانیم — فلک ز رشک بتلخی دہد نوالۂ ما
دواے چہرۂ زرد از طبیب پرسیدم — بعشوہ گفت کہ یک جرعہ از پیالۂ ما
چو گفتمش چہ گل است ایں کہ ہیچ خارش نیست — شگفت و گفت کہ رخسار ہچو لالۂ ما
دریغ و درد **فغانی** کہ از نعیمِ وصال — نوالۂ جگرِ خستہ شد حوالۂ ما

ن لہ واجب گشت بار (ہ ۔۔ مرحوم)

شکستہ شد دل و شاد ہست جانِ خستۂ ما — کہ یار نیست جدا از دلِ شکستۂ ما
چو روزِ حشر بر آریم سر ز خوابِ اجل — بروے دوست شود باز چشمِ بستۂ ما
گذشتہ کوکبہ صبحِ وصل و منتظریم — کہ باز جلوہ کند طالعِ خجستۂ ما
نشست آتشِ دل چہرہ بر فروز اے شمع — بود کہ شعلہ کشد[۱] آتشِ نشستۂ ما
رمید خوابِ خوش از چشمِ ما کجاست خیال — کہ آرمیدہ شود چشم خواب جستۂ ما
ہزار دستہ گل بستہ شد بخونِ جگر — نظر نکرد بگلہاے دستہ دستۂ ما

زخاک و خونِ **فغانی** ہزار لالہ دمید
ہمیں بود ز رخت باغ تازہ رستۂ ما

دیگر از بزمِ طرب غمخانۂ باید مرا — من عاشق و دیوانہ ام ویرانۂ باید مرا
از دولتِ عشق و جنوں آزادم از قیدِ خرد — اکنوں براے ہمدمی دیوانۂ باید مرا
خواہم کہ افروزم شبے شمعِ طرب در کنجِ غم — لیکن ز دیوانِ قضا پروانۂ باید مرا
شاید کہ بینم رلخنے در خواب شیریں اے اجل — از نرگسِ عاشق کشے افسانۂ باید مرا
بے صحبتِ شیریں لبے تلخ ہست بر من زندگی — از جاں بتنگ آمد دلم جانانۂ باید مرا
بے آں چراغِ چشم و دل شبہا مقیمِ گلخنم — شمعے ندارم کز طرب کاشانۂ باید مرا

ہمچو **فغانی** آمدم از کعبہ در دیرِ مغاں
پیماں شکستم ساقیا پیمانۂ باید مرا

کارِ دل از پہلوے دلدار بکشاید مرا — یار باید تا گرہ از کار بکشاید مرا
گر مرا بر دار بہ بند دیار بہرِ امتحاں — کیست کاں ساعت ز تیغ از دار بکشاید مرا
بسکہ دل تنگم اگر گویم غمِ دل با کسے — گریہ سیل از دیدۂ افگار بکشاید مرا
بستۂ زنجیرِ زلفت شد دلِ افگارِ من — زلف بکشا تا دلِ افگار بکشاید مرا

ن[۱] زند،

از سخن گویند مے خیزد سخن بکشائے لب تازبانِ بستہ در گفتار بکشاید مرا

بند بندم شد **فغانی** بستۂ زنجیرِ شوق
خوشدلم زیں بندہا گر یار بکشاید مرا

بہر گلخن کہ بینیم مبتلائے رو نہم آنجا ز داغش آتشے افروزم و پہلو نہم آنجا
چو بینیم دردمندے بر سرِ رہ بیخود افتادہ بخاک افتم سرِ او بر سرِ زانو نہم آنجا
روم تا شہرِ بابل از جفائے ایں سیہ چشماں غمِ دل در میاں با مردمِ جادو نہم آنجا
بہر منزل کہ بینیم صحبتِ گرمِ تو با یاراں ہزاراں داغِ حسرت بر دلِ بدخو نہم آنجا
چو بوئے آشنائی از سگِ کویت نمے یابم بصحرا افتم و سر در پئے آہو نہم آنجا
چو در گلشن بہ بزم مست و خرامانت بگل چیدن چہ منتہا کہ بر سرو و گل خودرو نہم آنجا

نشینم چوں **فغانی** روز جولاں بر سرِ راہت
کہ ہر جائے پائے بردارد سمندت رو نہم آنجا

کہ تنگ دوخت عفا اللہ قبائے تنگ ترا کہ داد زیب دگر سرو لالہ رنگ ترا
مصورے کہ جمالِ تو دید حیراں ماند چو در خیال در آورد زیب و رنگ ترا
ز سنگِ لیلیٰ اگر کاسہ شکست چہ شد جفا کشاں ہمہ بر سر زنند سنگ ترا
ہزار بار روم از برائے مدِ نظر بلوحِ سینہ کشم صورتِ خدنگ ترا
لطیفہ ایست نہاں در تکلمت گہِ ناز بکس نمیکند اظہار صلح و جنگ ترا
سخن یکیست برو باغباں و عشوہ مدہ کہ دل قبول ندارد گلِ دو رنگ ترا
دلم کہ ہمنفسی کرد با نوائے مطرب نوائے نالہ فزوں ساخت تارِ چنگ ترا

نہفتہ نالہ **فغانی** درونِ پردۂ دل
چو گل بغنچہ نگہداشت نام و ننگ ترا

شد باز دیدہ بر رخِ نیکوئے او مرا گلہا شگفت در چمنِ کوئے او مرا

اے باغباں برو کہ خدا داد در ازل — سروِ سہی ترا قدِ دلجوے او مرا
شادم کہ ہر دم از دمِ دیگر فزوں تر ہست — دیوانگی ز سلسلۂ موے او مرا
رخصت نمیدہد بہ تماشاے ماہِ نو — میلِ نظارۂ خم ابروے او مرا
من ہم یکے ز گوشہ نشینانم اے رفیق — سرگشتہ کرد نرگسِ جادوے او مرا

از منتِ صبا چو **فغانی** دریں چمن
آزاد ساخت نکہتِ گیسوے او مرا

دریں چمن چہ گلے باز شد بمنزلِ ما — کزاں بباد فنا رفت غنچۂ دلِ ما
ندید روشنیٔ دیدۂ امید ہنوز — فلک نشاند بیکدم چراغِ محفلِ ما
دگر برائے چہ نخلِ امید بنشانم — چو گل نکرد نہالے کہ بود حاصلِ ما
بخوں ز لالہ رخاں پنجۂ کہ برتابم — کہ درمیانہ عیاں نیست دستِ قاتلِ ما
قیامت است ملاقات یار غائب خویش — فغاں کہ تا بہ قیامت بماند مشکلِ ما
چناں مہے کہ مقابل بچشم روشن بود — ببیں کہ چوں فلکش برد از مقابلِ ما

بلند ساز **فغانی** سرودِ نوحہ کہ رفت
ترانہ و طربِ بیغمی ز منزلِ ما

منور ساختی اے شمعِ خوباں محفلِ ما را — فروغِ مطلعِ خورشید دادی منزلِ ما را
چراغِ دیدہ و دل شد زمینِ مقدمت روشن — اثر ہیں طالعِ مسعود و بختِ مقبلِ ما را
باٰبِ دیدہ خواہم از خدا اے سایۂ رحمت — کہ سروِ سرکشت مائل بود آب و گلِ ما را
خلاص از قیدِ ہستی مے نمود احباب را مشکل — کشاد از عقدۂ[1] زلفِ تو آمد مشکلِ ما را
دلے پر درد دارم اے طبیبِ عاشقاں بنشیں[2] — قدم چوں رنجہ کردی گوش کن دردِ دلِ ما را
خوش آں ساعت کہ عشقِ خانہ سوز از وادیِ حیرت — بعزمِ کعبۂ مقصود بہ بندد محملِ ما را
فغانی چوں گرہ کردند خوباں کاکلِ مشکیں — بدامِ آرزو بستند مرغِ بسملِ ما را

ن [1] حلقۂ، ن [2] رحمے ،

بروں خرام وقدم نہ رکابِ زریں را — نگار خانۂ چیں ساز خانۂ زیں را
زپائبوسِ تو دست از وجودِ خود شستیم — نثارِ جوہر جان است ساقِ سیمیں را
چو طوطیم ہوس شکرّاست با تو کہ گفت — کہ طوق گردنِ من ساز دست رنگیں را
رہینِ دیدۂ شب زندہ دارِ خویشتنم — کہ کرد تلخ برائے تو خوابِ شیریں را
بر آستانِ تو ہستند ناظراں کہ زچرخ — بہ تیر آہ فرود آورند پروین را
صبا چگونہ بود پردہ دارِ حرمے — کہ راز دارندانند شمع بالیں را
ہنر فضیلتِ شخصے ست وچابکی آرے — بتاج وبہلۂ زریں چہ فخر شاہیں را
سفید ساختم از گریہ چشم و در طلبم — کہ در کنار کشم آں نہال نسریں را

فغاں کہ آرزوئے پائے بوس شاہ وشے
زدست برد **فغانی** بیدل و دیں را

وائے کہ تلخ شد[ن ۱] دوا بر دلِ پر گزندِ ما — مرگ بود نہ زندگی دار وئے سود مندِ ما
از دولبت نصیبِ ما ناز و عتاب شد ہمہ — وہ کہ شراب تلخ شد از تو گلاب و قندِ ما
عاقبت مرادِ ما چو ہمہ نامرادیست — چیست ببیکد وجام مے اینہمہ زہرخندِ ما
عشرت یکزمانِ ما محنت جاودانہ شد — بیں کہ چکار میکند طالعِ ارجمندِ ما
بر سر دار شعلہ زد آتشِ دل ہمیں بود — پیش بلند ہمتاں مرتبۂ بلندِ ما
غمزۂ ساقی ار چنیں کار کند در استخواں — عشق وجنوں بر آورد دود زبند بندِ ما

نیست **فغانی** آنکہ دل[ن ۳] از تو رہا کند دگر
باش کہ صید اینچنیں کم جہد از کمندِ ما

زبس کہ داشتی اے گل ہمیشہ خوارمرا — نماند پیشِ کساں ہیچ اعتبارمرا
بسے امید بدل داشتم چو دیدم آں — زدست رفت نیامد بہیچ کارمرا

ن ۱ ساز، ن ۲ پیر شد بلا، ن ۳ دست،

عجب اگر نروم از میاں کہ مجنوں دوش بخواب آمد وبگرفت در کنارمرا
ہنوز سوزدم از داغ آرزوے تو دل گہے کہ لالہ دمد از سر مزارمرا
دوائے خود زکہ جویم کہ تا تو برگشتی شدست دشمنِ جاں آنکہ بود یارمرا
نہ من زسنگِ جفائے تو دل شکستہ شدم کہ در فراق چنیں ساخت روزگارمرا
بشہر وکوے **فغانی** کسم نہ یا بد'
کہ نیست بے مہرِ خود ہیچ جا قرارمرا

عشقت مدام خونِ جگر میدہد مرا دردے نرفتہ دردِ دگر میدہد مرا
دادی جوابِ تلخ ومن از غایتِ امید خوش میکنم دہاں کہ شکر میدہد مرا
صدرہ بجستجوئے تو کردم زخود سفر غافل ہماں نشاں بسفر میدہد مرا
پروانہ کنی وبہر کس کہ دل دہم چوں بینّدم بداغ تو سر میدہد مرا
در دل نشاند وعدۂ شوقت نہالِ وصل ایں نخلِ تازہ تا چہ ثمر میدہد مرا
با آفتاب ہمنفسم لیک آفت است آبے کہ از پیالۂ زر میدہد مرا
ایں آہ سوزناکِ **فغانی** زماں زماں
از روزگارِ رفتہ خبر مے دہد مرا

نظر بغیر نباشد اسیرِ بندِ ترا نیاز کس نکشد دل نیازمند ترا
شکر لباں ہمہ دارند بر کلامِ تو گوش چو لطف داد فدا لعلِ نوش خند ترا
مے کہ از کفِ یوسف عناں ربود بحسن ہزار بوسہ دہد جلوۂ سمند ترا
ترا رسد کہ لب از شیر شستہ مے نوشی کسے بہانہ نیارد گرفت قند ترا
نگاہ بر کمر لعل وتاج زر نہ کنی چہ احتیاج بہ زر ہمّتِ بلند ترا
پری بہ ایں ہمہ افسوں گری ندارد تاب کہ روزِ رزم بر آتش نہد سپند ترا
کنند دام رہِ عاقلاں کلالہ حور زہے جنوں کہ گذارم خمِ کمند ترا

بوعدہ صبر نکردیم و تلخ کام شدیم   بکش بناز کہ نشنیدہ ایم پند ترا
صبا بمجلس گرم تو داستانے گفت
کہ جاں گداخت **فغانی** دردمند ترا

بہر سرچشمہ کاں آرامِ جاں زد خرگہے آنجا   بعشرت بادہ و معشوق بنشیند مہے آنجا
نہ دل آگہ شود کز دیدنش چوں میشود حالم   نہ از غیرت توانم بردبارے آگہے آنجا
کہ میداند کہ چونم میکشد در خلوت آں بدخو   چو ہرگز از عزیزاں نیست یا من ہمرہے آنجا
نیازے مے کنم عرض و بروں مے آیم از پیشش   نخواہم تا قیامت ساختن ماتم گہے آنجا
دراں نظارہ کز ہر ذرہ آتش در جہاں افتد   ندارد عاشقِ بیچارہ یارائے رہے آنجا
کہ میداند کہ چوں آمد بروں از گلشنش عاشق   تمنائے بلندے بود و دستِ کوتہے آنجا
دگر در سایۂ دیوارِ آں گل از چہ رو افتد
فغانی چوں ندارد قیمتِ برگِ کہے آنجا

نہ ہوائے باغ سازد نہ کنار کشت مارا   تو بہر کجا کہ باشی بود آں بہشت مارا
چو تو کافرے ندیدم بفراغ رفت عمرے   کہ نبود ہیچ در دل ہوسِ کنشت مارا
ندہند رہ بکویت چہ کنم چرا نسوزم   ہمہ گل برند و بر سر بزنند خشت مارا
بگلِ فسردۂ ما نرسید ابرِ رحمت   چہ امیدِ خیر باشد ز چنیں سرشت مارا
ہمہ وقت بود ما را دلِ پاک[1] و جانِ آگہ   غمِ عاشقی در آمد کہ بخود نشست مارا
فلکِ دو رو چو بر ما رقمِ بدی زد آخر   بکتابِ نیکناماں ز چہ بنوشت مارا
تو بدی مہر **فغانی** بکسے گمانِ تہمت
کہ گواہِ حال باشد[2] حرکاتِ زشتِ مارا

چشمِ از دو جہاں دوخت تماشائے تو مارا   کرد از ہمہ بیزار تمنائے تو مارا

ن[1] شاد، ن[2] خود شد،

ما ایم و تو دیگر سخنِ غیر چہ گوئیم — پروائے کسے نیست ز پروائے تو مارا
این دیدہ کہ سرگرم مرا با تو چنیں ساخت — ہم سوختہ بپسند بتہِ پائے تو مارا
رفتی و سر پائے ترا سیر ندیدیم — داغے بجگر ماند ز ہر جائے تو مارا
کشتی ہمہ را از سخنِ تلخ نہ این بود — امید بلب ہائے شکر خائے تو مارا
تا چند بغمزہ دا فگنی کامِ دلِ من — حسنت ندہد وعدۂ فردائے تو مارا

ہر دم چہ خراشی دلِ احباب **فغانی**
بس کن کہ سرے نیست بسودائے تو مارا

صبحست و جلوہ دادہ مستاں پیالہا را — لب از نشاط خنداں گلہا و لالہا را
در ہر کنار جوئے افتادہ ہائے ہوئے — مرغاں بلند کردہ آہنگِ نالہا را
ہر مے کہ خوردہ یارے از دستِ گلعذارے — گلہا نثار کردہ از شوق ژالہا را
دلہا کباب و مستاں باہم بہ عذر خواہی — چوں نقل و مے تکلف کردہ نوالہا را
در حلقۂ محبّاں از بہرِ بستنِ دل — مستانہ باز کردہ خوباں کلالہا را
در خونِ عندلیباں خوباں چو غنچۂ دل — نو کردہ اند ہر یک رنگیں قبالہا را
بُلبُل چرا نگوید این نکتہ ہائے رنگیں — در حسن چوں گشادہ گلبن رسالہا را
خوش وقت بادہ نوشاں کز غایتِ کرامت — نوشند و آب بخشند زرّیں پیالہا را

در شاہراہِ معنی در ہر غزل **فغانی**
دامے دراز کردہ مشکیں غزالہا را

آنم کہ سر نمیکشم از خنجرِ بلا — دارم بعشقِ روئے تو سر در سرِ بلا
عشقم ادیب و تختۂ تعلیم لوحِ صبر — تن نسخۂ ملامت و دل دفترِ بلا
ہرگز بیمنِ سایۂ خدنگِ[ن] پری وشاں — خالی نشد خزانہ ام از زیورِ بلا

ن[ن] سرو،

درماندہ است مہرۂ عقلم بہ نردِ عشق — از کعبتینِ چشمِ تو در ششدرِ بلا
استادہ ام بکشتن و آویختن چو شمع — از ہیچ جانبے گذرم از درِ بلا
چندیں چراغِ[ن ۱] شعلہ کشید از مزارِ من — آرے بتن شدم علمِ لشکرِ بلا
دائم بجنگ عربدہ برخانِ[ن ۲] مجلسم — یعنی مدام سرخوشم از ساغرِ بلا
القصہ روزگار بصد رنگم آزمود — در بوتۂ محبّت و در مجمرِ بلا

سنگِ حصارِ عشق **فغانی** دلِ من است
دیوانہ ام در آمدہ در کشورِ بلا

در طاعت و عشرت بقرار است دلِ ما — ہر جا کہ رود ہمرہِ یار است دلِ ما
ما آئینۂ حسنِ تو آشفتہ نخواہیم — برخیز و اگر زانکہ غبار است دلِ ما
روزے ہدفِ تیرِ بلائے شود ایں دل — ویرانہ مگرداں کہ حصار است دلِ ما
در جستنِ ایں طعمہ ہمایاں بدر آیند — بر بند کہ تعویذ شکار است دلِ ما
دارد نظرِ ہمتِ بسیار عزیزاں — ہر چند کہ در دستِ تو خوار است دلِ ما
ہر پارۂ ایں قلبِ سیہ جوہرِ فضلت[ن ۳] — بگذار و مسوزاں کہ بکار است دلِ ما
بر حرفِ دلِ ما منہ انگشتِ ملامت — اے مدعی اندیش کہ خار است دلِ ما
باد از شرفِ صحبتِ دیدارِ تو محروم — گر در غمِ آغوش و کنار است دلِ ما

از غلغلۂ سینۂ پر جوش **فغانی**
آسودہ ز گلبانگ ہزار است دلِ ما

کہ برفروخت بمے چہرہ آفتاب مرا — کہ سوخت باز بآتش دلِ کباب مرا
شبیکہ مست بکاشانہ ام فرود آید — فرشتہ رشک برد مجلسِ شراب مرا

ن ۱ چندیں چراغ شعلہ کشید از شرارہ ام — ایں لعل پارہ شد علم لشکرِ بلا
ن ۲ خواں، ن ۳ فرداست؛

نمیشود مژه ام گرم زانکه سحر نباز — گشاد نرگس مخمور و بست خواب مرا

شبے که میکند از سایه همائے گریز — چه التفات کند منزلِ خراب مرا

برون خرام به پیراهنِ کتان امشب — که آنچنان اثرے نیست ماهتاب مرا

سرم برید و زد آتش چنانکه محو شدم — نخواست هم لبسگِ کوے خون ناب مرا

زمن گذشت و زد شمنِ پیاله خواست دریغ — که تشنه بود نخورد از غرور آب مرا

شکسته دل چو **فغانی** تلخکام شدم
که پشتِ دست زدی شکر و گلاب مرا

بسوے من نظرِ مهر[1] نیست ماه مرا — هنوز آن[2] و غرور است کجکلاهِ مرا

هزار پاره الماس از گِلَم[3] سر زد — اثر هنوز نه پیدا است برقِ آهِ مرا

که برفشاند قبا بر منِ جراحت ناک — که گرد نافهٔ چیں ریخت تکیه گاهِ مرا

فرشته وار زپیشِ جنازه ام بگذر — باآبِ خضر بشو[4] نامهٔ سیاهِ مرا

سحرگه از جگرِ خسته خاست طوفانے — که راه خانه غلط گشت خضر راهِ مرا

لبِ تو نامِ من از لوح زندگانی برد — بهر بهانه قلم زد خطِ گناهِ مرا

چه ذرهِ تو **فغانی** که لاف مهر زنی
برو که پایه بلند آمده[5] ست ماهِ مرا

هرگز نظر بکام نیالوده ایم ما — فارغ شوائے حسود که آسوده ایم ما

زخم دلِ شکسته بالماس لبسته ایم — بر داغهائے سینه نمک سوده ایم ما

آبحیات در نظر و جهر بر دهاں — آئینه در برابر و نه نموده ایم ما

یکرو و یکدلیم اگر نیک و گر بدیم — قلبِ سینه بحیله نه اندوده ایم ما

کمترزهر یکیم و کم کمتریم ما هم — برخود هزار پایه نه افزوده ایم ما

ن [1] لطف، ن [2] چه، ن [3] دلم، ن [4] مشو، ن [5] است بادشاهِ مرا،

خود را چنانکہ ہست بہر دم نمودہ ایم
ہر جا کہ بودہ ایم چنیں بودہ ایم ما

دم در کشیدہ ایم **فغانی** زنیک و بد
در ہر فسانہ باد نہ پیمودہ ایم ما

آنکہ بہ تیزیِ زباں نرم کند ادیب را
نیست گناہ اگر کشد عاشقِ بے نصیب را

نالۂ مُرغِ بوستاں گریہ کجا آرد اینقدر
بس کہ بہانہ ساختم نغمۂ عندلیب را

آبحیات کے شود روزیِ نا کسے چو من
من بہ ہلاکِ خود خوشم غصہ مدہ رقیب را

عشق چو پنجہ زد بجاں تیغ رسد باستخواں
ہست کشندہ دردِ من نیست گنہ طبیب را

کے دلِ یوسفِ حزیں یار شود بہ مصریاں
بلکہ وفائے دیگراں پند بود غریب را

وقتِ نماز چوں بود وعدہ بطرفِ گلستاں
دل چہ تحمل آورد زمزمۂ خطیب را

بزمِ وصال گرم شد خیز **فغانی** ازمیاں
دانۂ دل سپند کن جلوہ گہِ حبیب را

گر بشمشیرِ جفا پارہ[1] کنی سینۂ ما
ہمچناں مہر تو ورزد دلِ بے کینۂ ما

رقمِ مہر و مہ از صفحۂ افلاک رود
نرود عشقِ جمالِ تو ز آئینۂ ما

قطرۂ بودی و دلہا ہمہ جویائے تو بود
شب چراغے شدۂ باشِ گنجینۂ ما

جائے آنست کہ خوں سر زند از چشمِ حسود
بسکہ پر شد دلش از کینۂ دیرینۂ ما

در صفِ طاعت اگر تیغ کشد غمزۂ تو
خوں بجیحوں رود از مسجدِ آدینۂ ما

یارب آں نغمہ کہ پرداخت کہ ابریشمِ عود
آتش انداختہ در خرقۂ پشمینۂ ما

بر نیامد[2] نفسِ گرم **فغانی** امروز
در خمارست مگر از مئے دوشینۂ ما

نخواہد گشت خالی ساغر از مے شاد کامانرا
چنیں بگذار[3] لب تشنہ شکیب افتادہ جانانرا

ن[1] چاک، ن[2] نیاید، ن[3] مگذار

زبانم لال بادہ تا نگویم کز کہ مے نالم — کہ باشم من کہ بدنامی رسانم نیکنامان را
شدی خنداں و بیروں آمدی ابرو ترش کردہ — عجائب چاشنی ہا مے چشانی تلخکامان را
عناں کج کردہ مست از ہر طرف پیش آمدم شوخے — نمیدانم چہ انگیز است بازایں کج کلاہان را
جمالت ہست روز افزوں و قایم برقرار خود — ہمہ چیزے بجائے خود نکو باشد تمامان را
اگر ایں چاشنی درکار دارد آں لب میگوں — سخن خود بگذرد در بزم آں شیریں کلامان را

فغانی از کجا و حالت مستانہ در بزمت
باہ گرم دارد حالت خیل غلامان را

دارد نہ بوں بہ تیغ زباں طعنہ گو مرا — بستاں بخیر اے اجل از دست او مرا
از بخت شور و تلخی عمرم خبر نداشت — آں کز خدا نخواست بصد آرزو مرا
آید ہماں شکست ز سنگ ملامتم — دوراں اگر کند ز گل و سازد سبو مرا
ضائع چناں شدم کہ گر افتم بگوشۂ — کس ننگرد ز نیک و بد از ہیچ سو مرا
دیگر حریف رشک جگر سوز نیستم — منشیں بغیر یا بکُش اے تند خو مرا

یارب چہ کینہ داشت **فغانی** بمن کہ او
شد رہنموں بدیدن آں تند خو مرا

اے بردلم ز وعدۂ شام تو داغہا — شبہا در انتظار تو سوزد چراغہا
بس روئے آتشیں بہوایت بخاک ماند — چوں برگہائے لالہ بر اطراف باغہا
عیشت مدام باد کہ مستان بزم تو — دارند ز آب خضر لبالب ایاغہا
یارب ز جیب و دامن پیراہن کہ بود — ایں بوئے خوش کہ ساختہ معطر دماغہا

از شوق آہوئے تو **فغانی** بدید رفت
چندانکہ یافتند نشانش براغہا

ن لہ خوش خراماں را، ن ٢ہ سخن در بزم او چوں بگذرد شیریں کلاماں را، ن ٣ہ حالیا، ن ٤ہ تیغ، ن ٥ہ سوزم،

چندم خراشی از سخنِ تلخ سینہ را
آزار تا کے این دلِ چوں آبگینہ را

انگیز خار خار دلِ ریشِ عاشق است
دادن بدست خار گلِ عنبر ینہ را

صبحست و در پیالہ مے ہمچو آفتاب
ساقی بیار باقیِ نُقلِ شبینہ را

در کش بحرفِ رفتۂ[ن ۱] قلم ہر چہ رفت رفت
ما لوحِ سادہ ایم چہ دانیم کینہ را

مستانہ آمدی بکنارِ محیطِ فیض
پُر کن **فغانیؔ** از دُرِ مکنوں سفینہ را

مدامت چہرہ گلگوں از شرابِ لالہ گوں بادا
ترا خوبی و ما را گرمیِ حسنت فزوں بادا

زجامت جرعۂ کز لعل نوشیں چاشنی گیرد
گرفتارانِ دل را شعلۂ داغ دروں بادا

چو بکشائی لب میگوں ز بہرِ اضطراب[ن ۲] من
زلعلت تبسّم سحر و بر گفتن فسوں بادا

فغان و نالۂ من کز دلِ محزوں بروں آید
بگوشت خوشتر از صوت و صدائے ارغنوں بادا

دلے کز حلقۂ زلفِ تو آزادی ہوس دارد
گرفتارِ بلا و بستۂ قیدِ جنوں بادا

نمیگویم کہ از دل خار خارِ غیر خالی کن
ہمیگویم کہ خارت از دلِ غیرے بروں بادا

بعزمِ خانۂ چشمِ **فغانیؔ** چوں قدم بنہی[ن ۳]
دلِ روشن چراغِ راہ شوقت رہنموں بادا

بسوز اے شمعِ خوباں[ن ۴] عاشقِ دیوانۂ خود را
مشرف کن بہ تشریفِ لقا پروانۂ خود را

تو شمعِ بزمِ اغیاری و من در آتشِ غیرت
ز برقِ آہ روشن میکنم کاشانۂ خود را

سرِ من در خمارست از مے لعلِ لبت اے گل
بہر خارے میفشاں جرعۂ پیمانۂ خود را

مزن سنگِ ملامت زاہد بر ساغرِ رنداں
اگر خواہی سلامت سبحۂ صد دانۂ خود را

چناں از بادۂ بزمِ وصالت بیخبر گشتم
کہ از مستی ندانم باز راہِ خانۂ خود را

ز کنجِ عافیت تا در میانِ مردم افتادم
فراواں یاد کردم گوشۂ ویرانۂ خود را

ن لہ فتنہ، ن ٢ امتحان، ن ٣ مانی، ن ۴ امروز،

نیاز ست و محبّت شیوۂ رندانِ میخوارہ
غنیمت داں **فغانی** شیوۂ رندانۂ خود را

خدا را صاف کن با ما دلِ بے کینۂ خود را — مدار از خاکساراں در غبار آئینۂ خود را
دلم گنجینۂ راز ہست و برلب مہرِ خاموشی — کہ پیشِ غیر نکشایم درِ گنجینۂ خود را
نخواہد غنچۂ بختم شگفت اے شاخِ گل بے تو — اگر صد چاک سازم چوں گریباں سینۂ خود را
امامِ شہر گر کیفیتِ بزمِ تو دریابد — زمینِ تاک سازد مسجدِ آدینۂ خود را
بیکدم شادمانے از بلا آسودہ نتواں شد — چو خواہم یاد کرد آخر غمِ دیرینۂ خود را
دلا امروز اگر خوشحالی داری غنیمت داں — مبیں ناکامیِ فردا و کامِ دینۂ خود را

اگر یابد **فغانی** یکسرِ موئے تو از مستی
بسوزد در حضورت خرقۂ پشمینۂ خود را

آہ کامشب دیدہ ام خوابے کہ میسوزد مرا — خوردہ ام جامِ مئے نابے کہ میسوزد مرا
مے تپد در خونِ دل بیصبر و یادم میدہد — ہر دم از گلگشتِ مہتابے کہ میسوزد مرا
صحبتِ گرمی کہ دارد سرگرانم آنچناں — دیدہ ام زاں ترک آدابے کہ میسوزد مرا
آہ ازاں جادو کہ چوں مے آورد لب در فسوں — نکتۂ مے گوید از بابے کہ میسوزد مرا
تشنہ بودم برلبِ آب و نخوردم جرعۂ — دارم اکنوں در جگر تابے کہ میسوزد مرا
از کجا برخاستی امروز سردِ من کہ باز — دارد آں روئے چو گل آبے کہ میسوزد مرا

در نمازِ عاشقی شبہا **فغانی** تا بروز
حالتے دارد بہ محرابے کہ میسوزد مرا

بر دل فزودہ خالِ تو داغِ دگر مرا — افزود از رخِ تو چراغِ دگر مرا
ہر جام مے کہ در نظرم میدہی بغیر — داغیست تازہ بر سرِ داغِ دگر مرا
آندم کہ بے رقیب روی گیرمت عناں — زیں خوبتر کجاست فراغِ دگر مرا

ن لہ چرا۔

هر روز بهرِ دفع غم از خانه همرهے　　بیروں برد بگلشن و باغِ دگر مرا

اما بجز نویدِ وصالت عجب که کس　　از ره برد به لابه و لاغِ دگر مرا

داغم ازاں گلست فغانیؔ دریں چمن
کے دل کشد به لاله و راغِ دگر مرا

زہے سرسبزی از سروِ بلندت تاجِ شاہی را　　فروغ از لمعهٔ مهرِ رخت شمعِ الٰہی را

زشوقِ لالهٔ رویت و دارم آتشے در دل　　که تا روزِ جزا در غش نبیند از دسیاہی را

خطِ سبزت بخونِ عاشقاں محضر نوشت آخر　　دلِ آشفته هم میدادن اول این گواہی را

چه شد وه کز فغانِ گریه هرگز نیست آرامم　　قرارے هست آخر یکزمانے مرغ و ماہی را

سحرگه چوں غمِ روزِ جدائی در دلم افتد　　به آهِ سرد بنشانم چراغِ صبحگاہی را

رُخِ زردِ مرا اشکِ جگر گوں تازه میدارد　　سرشکِ ارغوانی گل بود رخسار کاہی را

چه عذرِ مقدمت خواهد فغانیؔ چوں شود حاضر
که بند و حیرتت حسنت زبانِ عذرخواہی را

آزرده تر ز بلبلِ باغ است دلِ ما　　کبکِ قفس کنج فراغست دلِ ما

صد گونه شراب از قدح دیده کشیده　　فارغ ز صراحی و ایاغ است دلِ ما

آسوده ز آبِ خضر و ساغرِ جمشید　　در روغنِ خود تازه دماغست دلِ ما

بے مرغ کباب و مے چوں چشم کبوتر　　افروخته چوں دیدهٔ زاغست دلِ ما

تا مغزِ قلم سوخته در تجربهٔ عشق　　بر سوختگاں مرہم داغست دلِ ما

آتش صفتانیم که در خانقاه و دیر　　هر جا که نشستیم چراغست دلِ ما

بنا دگرهِ نافه ز لختِ جگرِ خود　　دریوزه کنِ لالهٔ راغست دلِ ما

از قهقههٔ کبک و دمِ دلکشِ قمری　　در ساخته با بانگ کلاغست دلِ ما

گر دیده کباب از دمِ جانسوز فغانیؔ　　در میکده بے لابه[۲] لاغست دلِ ما

ن له میدارد، ن ۲ه با.

مستانہ بروں تاختۂ توسنِ کیں را | بتخانۂ چیں ساختۂ خانۂ زیں را
گر صید کناں ناوک مژگاں بکشائی | چشمِ تو گرفتار کند آہوئے چیں را
روزے کہ نہم رخ بفشانِ کفِ پایت | از سر بنہم سلطنتِ روئے زمیں را
میلِ خمِ ابروئے تو اے مردمِ دیدہ | سرگشتہ کند زاہدِ محراب نشیں را
ساز دمہِ رخسارِ تو آئینۂ مقصود | آں دل کہ طلبگار بود نورِ یقیں را
در چنگِ غمت کم نکنم نالہ کہ آخر | سررشتہ بجائے کشد ایں صوت حزیں را

قومے ہمہ خورشید پرستند **فغانی**
آں ماہِ پری چہرۂ خورشید جبیں را

روزے کہ دل زجاں شود و جاں زتن جدا | ہر یک جدا از عشقِ تو سوزند و من جدا
من چوں زیم کہ ہر نفس آں لعلِ آتشیں | میسوزدم بخندہ جدا از سخن جدا
گر جاں زتن جدا شود و تن زجاں چہ غم | یارب مباد دردِ تو از جانِ[ن لہ] و تن جدا
یک جلوہ کرد شمعِ جمالت شبِ وصال | افتادہ پرتویست بہر انجمن جدا
دامے ست جعدِ پرشکنت کز فریب و فن | دارد ہزار سلسلہ در ہر شکن جدا
گرخوں زداغِ ہجر بگرید غریب نیست | آوارہ کہ بے تو شود از وطن جدا
در مصریاں[ن لہ] زگریۂ کنعانیاں ہنوز | یوسف جدا است غرقہ بخوں پیرہن جدا
در بیستوں زصورتِ شیریں عجب نبود | ہر پارہ کہ شد ز دلِ کوہکن جدا

از گردِ خانۂ تو **فغانی** جدا نشد
بلبل کجا شود زحریمِ چمن جدا

دلا تا کے ہوائے[ن لہ] گشتِ باغ و مے شود مارا | کمندِ زلفِ ساقی دامِ رہ تا کے شود مارا
نچنداں راہِ دل زد جلوۂ ساقیِ سیمیں تن | کہ میلِ قولِ صوفی و سماعِ نے شود مارا

ن لہ جانِ من، ن لہ از مصرجاں زگریۂ یعقوب لہا، ن لہ ہوائے رشئے خوب وے،

موذن خواند و عاشق ز تقصیر عمل سوزد | وبالِ عمر تا کے نعرۂ یا حے شود مارا
لبت فال مرادی بہر ما ہرگز نخواہد زد | تمامی عمر اگر در سحر و افسوں طے شود مارا
فلک ہر روز بر ما عیب دیگر مے کند پیدا | بیا تا زیر پا این نقش باطل پے شود مارا
ز گلشن مے رسی مے خوردہ الگل گرد رو غست این | بچشم آں رنگ آل و عارض پر خوی شود مارا

فغانی عشق چوں آتش بمغز استخوانم زد
چہ تسکینِ دل از باغ و بہار و دے شود مارا

خیز و چراغ صبح کن ماہِ تمام خویش را | ساغرِ آفتاب دہ تشنۂ جام خویش را
خال نہادہ پیش لب زلف کشیدہ گردِ رخ | کردہ بلائے عقل و دیں دانہ و دام خویش را
دہ چہ نبات روشن ست آں خطِ سبز کز صفا | بر لبِ آب زندگی کردہ مقام خویش را
تا چو مہ دو ہفتہ ات بر لب بام دیدہ ام | سجدۂ شکر میکنم اختر تام خویش را
ایکہ مدام مے کشی مے بخیالِ لعلِ او | شاد نشین و شکر گو عیش مدام خویش را
سوزم اگر دگر کسے عرض کند سلامِ من | رخ بنما کہ خود کنم عرض سلام خویش را
میگذری و میکنی ناز و عتاب زیرِ لب | بہرِ خدا نہاں مکن لطفِ کلامِ خویش را
سنگِ جفا چہ میزنی بر دگراں زناز کی | بر سرِ ما حوالہ کن رحمتِ عام خویش را

بیتو فغانی حزیں کردہ مزید آہ دل
نالۂ صبحگاہی و گریہ شامِ خویش را

خراش سینہ شد امروز علیشِ دینۂ ما | چہ سنگ بود کہ آمد بر آبگینۂ ما
ستارہ سوختہ طالع ضعیف و بخت زبوں | بقرنہا نتواں یافتن قرینۂ ما
تو دور میروی از راہ ورنہ نزدیک است | رہے بسوئے تو باز آتشگاف سینۂ ما
زحال خویش مگرد و چنانکہ نقش نگیں | در آب و آتش اگر افگنی سفینۂ ما

ن سلہ بر سرِ دیگراں زنار،

چه جائے جام جم اکنون که عشق ساقی شد
زُلالِ خضر بود جرعهٔ کمینهٔ ما

شکست گرمی بازارِ گنبدِ مینا
چو آفتابِ تو پیدا شد از مدینهٔ ما

تو دوست باش **فغانی** و بدنگر داں دل
به بندِ خلقِ جہاں گوئی کمر بکینهٔ ما

اے زابروئے تو ہر سو فتنه در محرابہا
فتنه را از چشم جادوئے تو در سر خوابہا

نگسلم زاں جعدِ مشکیں گرچه در چنگِ بلا
دارم از دستِ غمت در سینهٔ جاں تابہا

مطرباں برزمِ عشقت راز سوئے عاشقاں
گشت آتش بار بر رگہائے جاں مضرابہا

در حریمِ دل برائے سجدهٔ ابروئے تو
بسته ام بر گوشهٔ خونِ جگر محرابہا

پیش آں لبہائے میگوں دیده را از اشک سُرخ
سر بسر بر خار مژگاں بسته شد عنابہا

اے شهِ خرگه نشیں شبہا **فغانی** در خیال
صحبتے بس گرم دارد با تو در مہتابہا

درِ مستاں زدم تا حالِ ہُشیاراں شود پیدا
نہفتم قدرِ خود تا قیمتِ یاراں شود پیدا

فلک شاید که بردارد ز روئے کارہا پرده
که نقدِ زاہداں از جنسِ میخواراں شود پیدا

ز سیلِ فتنه چو در ورطه افتد زورقِ ہستی
از اں طوفاں سر انجامِ سبکساراں شود پیدا

ہوائے ذره پروردن ندارد آفتابِ من
که استعدادِ ہر یک زیں ہواداراں شود پیدا

اگر معشوق نکشاید گره از گوشهٔ ابرو
ہزاراں عقده در کارِ گرفتاراں شود پیدا

شرابِ لعل در جام است و من در سجدهٔ سہو است این[1]
گذارم گر عذارِ لاله رخساراں شود پیدا

فغانی باده پنہاں کن[2] که حق از غایتِ رحمت
نمے خواہد که کردارِ گنہگاراں شود پیدا

مُرغِ خزاں رسیده را آرزوئے چمن کجا
من بخیالِ زنده ام وصل کجا و من کجا

ن ۱ گر، ن ۲ کش خور،

کشتۂ تیغ عشق را تودۂ خار زیر سر　　بالشِ پرنیاں کجا لالہ و نسترن کجا
در طربے کہ بیستوں ریگ رواں شود زرقص　　دست بدست خسرواں طاقتِ کوہکن کجا
تشنہ بآبِ زندگی خضر دہان نیاورد　　بوسہ زدن رکابِ تو نامِ لب و دہن کجا
جائے تو گفتۂ کجا بعد تعلقِ بدن　　در گل صید گاہ تو گم شدہ بے کفن کجا
کشتۂ بخنجر جفا قصۂ وصل چوں کنم　　ہر کہ فتاد زیرِ پا بردہنش سخن کجا
یار ز صوت مطرباں گرم من از خروش دل　　نغمۂ بلبلاں کجا زمزمۂ زغن کجا
یوسف اگرچہ بیندش رنگ قبائے آتشیں　　آہ کشد کہ سوختم نکہتِ پیرہن کجا
ہمچو فغانیم زدل آتشِ شوق شعلہ زد
جاں بلب آمد از عطش ساغرِ پیلتن کجا

بمسجد آمدی تاباں ز رُخ نورِ سعادت را　　بہشتے ساختی بر خلق محرابِ عبادت را
دمے باسرو قدے بہ زعمرے خاصہ در طاعت　　زہے بختِ بلندِ من کہ دیدم ایں سعادت را
چو از جائے نماز افراختی بہر شہیدت سر　　ہماں ساعت شدم تسلیم شمع من سعادت را
نکردی پرسشم بارے سرِ تابوت روشن کن　　نمازم را قدم درنہ چو دربستی عیادت را
جوانِ پارسا پیرانِ کامل قید مے سازد
فغانی جائے مشکل دادہ دست ارادت را

دو روز شد کہ بعالم تغافلیست ترا　　بشوخیِ کہ توئی خوش تحملیست ترا
نہ بر قرار خودی عاشقی بگویم راست　　کہ دل اسیرِ خم جعد کاکلیست ترا
گرفتہ رشتہ جانہا بکف گماں داری　　کہ از عذار گلے شاخ سنبلیست ترا
چو ماندہ ام متردد بسوز یا بنواز　　بکار خیر عجائب تاملیست ترا
یک التفات ہزاراں ترقی افزاید　　گماں مبر کہ در اینجا تنزلیست ترا
بہ نیکیِ کہ کنی صد بدی شود پنہاں　　دریں معاملہ نیکو تعلیست ترا

شراب نوش و طرب کن که از سعادت بخت — شگفت هر دم ازین بوستان گلیست ترا
بهار حسن تو از چشم زخم دهر ایمن
که چون **فغانی** دل سوز بلبلیست ترا

چه گرمی داد نقل و باده شخص نازنینت را — که شمع آتش افشان ساخت نخل یاسمینت را
شرارے کز نهاد شمع رخسار تو سر بر زد — مدد شد بهر دم سوختن چین جبینت را
ز تاب جامه خوابت قرین آتش دآیم — که در بر چون گرفته گرم نخل آتشینت را
بعشرت گرم بودی و ندانستی که این گرمی — به تبخاله بدل سازد گلاب آبگینت را
رخت در جلوه خوبی زبان در آفرین تیزد — هزاران سجده در هر شیوه نقش آفرینت را
ز دل گرمی چراغ مجلست جانها حزین وارد
فغانی شعله آتش بار باد آه حزینت را

خداوندا خلاصی بخش از قید بدن ما را — بیفشان آخر از آئینهٔ جان گرد تن ما را
در آخر رستگاری ده چو دل مبتلا کردی — گهے با داغ مجنون گه بدرد کوهکن ما را
گریبان شگاف و دامن پیراهن پر خون — بدست یوسفان بسپار تا وقت کفن ما را
بود کز چهرهٔ هستی حجاب پرده بر خیزد — وگرنه کار نگشاید ز بوئے پیرهن ما را
تو در خاک مذلت افگنی در خون کشی خوشتر — که رضوان پرورد در سایهٔ سرو سمن ما را
دل ما از تو در آتش سر ما از تو بر گردون — چو داغ از لاله خود روید چه درد از نسترن ما را
تو دانی عالما کز پرتو نور تو روشن شد — چراغ خلوت پرهیز و شمع انجمن ما را
فغانی را دعائے شام و ورد صبحدم اینست
که از سر کم مبادا ابر لطف پیلتن ما را

به آنکه دیده تماشا کند جمال ترا — نهفته چند توان داشتن خیال ترا
اگرچه دست ز دل افشانده ام ز سود و زیان — بعالمے ندهم یک زمان وصال ترا

ز چار جوئے بہشت آرزوئے دل شستہ — کہ جام وصل و تشنۂ زلالِ ترا
بنوک خامہ نقاشِ صورتت میرم — کہ قید اہل نظر ساخت خط و خالِ ترا
ہزار گونہ سخن در سوال شکر تست — زباں یکے چو اقامت کند سوالِ ترا
بریز خونِ صراحی و انڈو بال مپرس — بکار باش کہ پرسیدہ مہ وصالِ ترا
نہ این دو روز **فغانی** اسیرِ آں چشمست
غزل سراست زبزم انسل غزالِ ترا

برفتی از نظر با چشم تر بگذاشتی مارا — خبر ناکردہ از خود بیخبر بگذاشتی مارا
اگرچہ از نظر دوری عفا اللہ کز خیالِ خود — ہزاراں شکل زیبا در نظر بگذاشتی مارا
غبارِ آستاں گشتیم تا از خاک برداری — فشاندی دامن و بر خاکِ رہ بگذاشتی مارا
شکستی عہد و در دل خار خار درد افزودی — کشیدی تیر و پیکاں در جگر بگذاشتی مارا
میان آب و آتش با دہانِ خشک و چشمِ تر — کباب خونچکاں بیخواب و خور بگذاشتی مارا
نہ برفتراک بستی سر نہ بردی موکشاں ہمرہ — ہم اینجا دست حسرت زیر سر بگذاشتی مارا
نہ بردی ہمرہ و در دل شکستی خار نومیدی — بشہر و کو در اندوہِ سفر بگذاشتی مارا
فغانی مے رسد از پے کمند شوق در گردن — ز تو نگذشتہ ایم آخر تو گر بگذاشتی مارا

ز دلبری ہمہ دم گوشۂ دلیست ترا — عجب عطیہ رساں بخت مقبلیست ترا
بزلفِ سرکش و چاہِ ذقن مبند نظر — کہ زیر ہر شکنے چاہ بابلیست ترا
گہے بلطف بسر وقت بیدلاں گذری — چرا کہ در دلِ ما نیز منزلیست ترا
دلِ تو میرمد از دوستاں و زیں غافل — کہ دام ہمت عاشق سلاسلیست ترا
گہے بآب و گل ما سرت فرود آید — کہ ہر زماں ز ہوس آب در گلیست ترا
مکن عتاب کہ دلخواہ صورتے داری — مباش تلخ کہ شیریں شمائلیست ترا
ہزار درد سر آرد خمار مستیِ عشق — تو شاد کام **فغانی** کہ حاصلیست ترا

ردیف الباء

دہی حیاتِ ابد ایندم از تو نیست عجب — بیک کرشمہ کشی ایں ہم از تو نیست عجب

ہزار بار نمک بر جراحتم زدۂ — یکے اگر بنہی مرہم از تو نیست عجب

دگر ز خونِ شہیدانِ عشق طوفاں خاست — چنیں مزار[1] دریں عالم از تو نیست عجب

مدام مستِ شرابِ غروری اے خواجہ — اگر ز دست دہی جانم از تو نیست عجب

ز من کہ سوختہ ام عیش و بیغمی عجب[2] است — تو شادزی کہ دل بیغم از تو نیست عجب

چنیں کہ در خم زنار میکشی دل ما — بکفر گر بشود محکم از تو نیست عجب

بر آر نالہ **فغانی** و خوں ببار از چشم
تو خانہ سوختۂ ماتم از تو نیست عجب

من از سوزِ جگر دارم دل و جاں در خطر امشب — بخواہم سوخت زیں آتش کہ دارم در جگر امشب

بر آ از قیدِ تن اے جاں اگر آسودگی خواہی — تو ہم ایں جامۂ ناموس را در بر[3] بدر امشب

سز دگر بر چراغِ ہستیِ خود دامن افشانم — کہ شمعِ طلعتِ آں ماہ دارم در نظر امشب

سرِ جاں باختن دارم بپایش ہمچو پروانہ — ز مجلس اے رقیب آں شمع را بیروں مبر امشب

نمے آید بروں اینک **فغانی** از سرِ کویش
ہمانا کز جہانِ دیگرش شد آبخور امشب

دل از نظارۂ آں گلعذارم گلشن ست امشب — چراغ از روغنِ بادام چشمم روشن ست امشب

سپندم خوشۂ پروین و شمع مہر ہمزانو — مہِ نو پاسبان و زہرہ ام چوں یکزن[4] ست امشب

وصالم ہست لیکن زہرۂ بوس و کنارم نیست — گلم در خوابگاہ و خار در پیراہن ست امشب

گذشت از کاوکاوِ غمزہ سیلِ خونم از دامن — بچشمم آنچہ[5] مژگاں بود گوئی سوزن ست امشب

ن ۱ ہزار، ن ۲ خرمی مطلب، ن ۳ برتن پارہ، ن ۴ چابک زن، ن ۵ آنکہ،

گل افشانی چشمم بیں کہ بعد از گریۂ شادی ۔ برم از ارغوان و لالہ خرمن خرمن ست امشب
چناں مشغولِ حسنِ یوسفِ خویشم کہ ہر مژگاں ۔ اگرچہ سوزنِ عیسیٰ ست خارِ دامن ست امشب
دلِ صد پارہ ام کز برقِ دیدار است در آتش ۔ نہ مشتِ پارۂ الماس کوہِ آہن ست امشب
سپندِ آتشِ خویشم مبادا بنگرد چشمے ۔ زبختِ نیم بیدار آنچہ در دستِ من ست امشب
فغانیؔ قصۂ کوتہ ساز تا روشن نگردانی
کہ با دیوانہ جھائے مقیم گلخن ست امشب

دگرم زروئے ساقی چہ گلے شگفت امشب ۔ دلِ بیقرار در خوں بچہ روز خفت امشب
بہ تبسمِ نہانی کہ زدی بگریۂ من ۔ مژہ خیال بازم چہ گہر کہ سفت امشب
زمیانِ ہمنشیناں چہ روی بکینہ جوئی ۔ چو ہیچ باب عاشق سخنے نگفت امشب
بترانۂ جدائی ہمہ را بخوں کشیدی ۔ دلِ بیخبر چہ داند کہ چہ مے شنفت امشب
بنمائے چہرہ اے گل کہ جہاں گرفت بویت ۔ نہ چناں ست عشق و مستی کہ تواں نہفت امشب
نکند نظر فغانیؔ کہ گلے و گلشنے ہست
زہوائے خاک پایت کہ بدیدہ رفت امشب

در ہجرِ نگر رخے خود دارم ملالِ یعقوب ۔ حالِ من ست امروز در عشق و حالِ یعقوب
در فرقتِ عزیزاں دل سوزد و گدازد ۔ گہ ز انتظارِ یوسف گاہ از خیالِ یعقوب
ایں خواب را چو خوانم تقدیر یا ارادت ۔ وصل آفتِ زلیخا ہجراں وبالِ یعقوب
صبرِ جمیل باید کز آبِ چاہِ کنعاں ۔ برچاہ سر برآرد نازک نہالِ یعقوب
ہر چند پیری افزوں درد محبت افزوں ۔ مہر جواں نیستند در ماہ و سالِ یعقوب
در نیل صد ہزاراں کشتے سرنگوں شد ۔ طوفاں ہنوز باقی از اشکِ آلِ یعقوب
در مصر حسنِ یوسف آسودہ نیست یکدم ۔ او ہم ملال دارد دور از جمالِ یعقوب

ن ۱؎ باز، ن ۲؎ غمزۂ ساقی، ن ۳؎ شوخ، ن ۴؎ مژہ،

روزے کہ بر فغانی شد نامزد غمِ عشق
حرفِ فراق فرزند آمد بفالِ یعقوب

ترکِ مرا مناظرہ خوب و فسانہ خوب
دشنام و مبدم خوش و ناز و بہانہ خوب

جانسوز برقِ خنجر و دلدوز زخم تیر
نقشِ کمند چوں الفِ تازیانہ خوب

طبع لطیف ہر چہ کند عینِ حکمتست
خواب صبوح نوش و شرابِ شبانہ خوب

دلخواہ بود ہر چہ بدل خواست لطفِ دوست
افسون و عشوہ بے بدل و دام و دانہ خوب

این خوبیِ دگر کہ ستمگارۂ مرا
خلق زمانہ بد نگرند و زمانہ خوب

آہ از چراغ حسن کہ ہر جا کہ بر فروخت
بودش شرارہ خانہ فروز و زبانہ خوب

بستم زباں ز نالہ کہ بد رید عاقبت
مجنوں کہ مے سپرد و بعشق این ترانہ خوب

سحرت حلال باد فغانی کہ از ہنر
کردی بطرز نو غزلِ عاشقانہ خوب

ردیف التاء

پیشِ تو ناز سرو سہی جز نیاز چیست
جائیکہ قامتِ تو بود سرو ناز چیست

بہرِ چہ دامن از منِ دیوانہ مے کشی
یارب چہ کردہ ام سببِ احتراز چیست

در سجدہ گر نہ روئے تو دارد اسیرِ عشق
تاباں ز رویش اینہمہ نور نماز چیست

بادل مدام حلقہ زلفِ تو بستہ ام
دانستہ ام کہ حاصلِ عمرِ دراز چیست

گر صورتِ جمیل ندارد حقیقتے
چندیں فسانہ در پے عشق مجاز چیست

ناز و نیازِ عاشق و معشوق چوں یکیست
در حیرتم کہ قاعدۂ امتیاز چیست

تا چند برق آہ فغانی و اشکِ گرم
کام دلت ازیں ہمہ سوز و گداز چیست

یار را چوں ہوسِ صحبتِ درویشانست — گر قدم رنجہ کند دولتِ درویشانست
جگر پارہ و داغ دلِ خونابہ چکاں — لالۂ عیش و گل عشرتِ درویشانست
پائے[ن۱] بر چشمِ فقیراں نہ و اندیشہ مکن — کایں عنایت سبب حرمتِ درویشانست
میرسد نعمتِ وصلِ تو باقبالِ خیال — ہم خیالت کہ ولی نعمتِ درویشانست
رخ متاب از منِ درویش کہ سلطانیِ حسن — از صفائے نظرِ ہمتِ درویشانست
غیر ازیں قوم کہ آئینۂ احوال ہمند — کیست کو را خبر از حالتِ درویشانست

گرچہ صد نامہ سیہ کرد **فغانی** ز گناہ
نظرش بر کرم و رحمتِ درویشانست

بہار لالہ ما بے مے و پیالہ گذشت — پیالۂ نکشیدیم و دورِ لالہ گذشت
نیافت در گرہ غنچۂ دلم سببے — صبا کہ در چمنِ او بصد رسالہ گذشت
غریقِ بحرِ امیدم کہ در سفینۂ نوح — بیک لطیفہ بلائے ہزار سالہ گذشت
شرابِ عشق تو ما را حوالہ از لب است — بیار بادہ کہ نتواں ازیں حوالہ گذشت

چو عندلیب غزلخواں در آرزوئے گلے
تمام عمرِ **فغانی** بہ آہ و نالہ گذشت

گل گل رخت ز دیدۂ نمناکِ من شگفت — گلزارِ حسنت از نظرِ پاکِ من شگفت
خوں میچکد ز داغِ دلِ لالہ در چمن — گویا ہمیں دم از جگرِ چاکِ من شگفت
بر روزگار کشتۂ عشقِ تو خوں گریست — ہر لالۂ کہ صبحدم از خاکِ من شگفت
ہر گل کہ نخلبند[ن۲] جمالِ تو نقش بست — در[ن۳] جوئبار دیدۂ نمناکِ من شگفت

روئش کہ نو گلیست **فغانی** ز باغِ[ن۴] حسن
بہرِ جلائے دیدۂ ادراکِ من شگفت

ن۱ در، ن۲ نقشبند، ن۳ از، ن۴ بباغ،

گلِ خود روئے مرا بوئی بنی آدم نیست   آنچه من مے طلبم در چمنِ عالم نیست
علیم اینست که دستم ز زر و سیم تهیست   ورنه از تحفهٔ دردم سرِ موئے کم نیست
غرض از مهلتِ ده روزه ام اثبات وفاست   ورنه گر باشم وگر نیز نباشم غم نیست
برخراشِ[1] دلِ آزردهٔ من ساغرِ عیش   آبگینه ست اگر دست دہد مرہم نیست
چوں کشاید ز سرِ رشتهٔ امید گره   هر که در سلسلهٔ مهر و وفا محکم نیست
هر دم از هجر بصد محنت و حسرت گذرد   وقتِ آسوده دلی خوش که دریں عالم نیست
اول و آخرِ عشاق درست است بعشق   نامِ ایں زنده دلاں تازه همیں یکدم نیست
گرچه صد بار حسود از سخنم پند گرفت   همچناں گرد هنش باز کنی ملزم نیست

از خرد نیست **فغانی** طمع خاطر شاد
در چنیں منزلِ ویراں که دلے خرم نیست

باز آں رخِ شگفته عرقناک بهرِ چیست   واں زلفِ تاب داده به پیچاک بهرِ چیست
مگذار زنده هر که نخواهی ترا چه غم   چشمِ سیه و غمزهٔ بیباک بهرِ چیست
هر[2] دم ز رشکِ غیر زیانم چه میدهی   زهرم چو کارگر شده تریاک بهرِ چیست
رخ بر فروز تا همه جا نها شود سپند   چوں گل شگفت منتِ خاشاک بهرِ چیست
داری هنوز دوش و کنارِ فرشته جاے   همدوشیت بهر دمِ ناپاک بهرِ چیست
گشتم خراب و هیچ ندانم که سال و ماه   خاصیتِ عناصر و افلاک بهرِ چیست

خود را بکش که نیست **فغانی** مرادِ دل
بنگر که چند همچو تو در خاک بهرِ چیست

هرگز به از یں پسر نبوده است   نازکتر ازیں بشر نبوده است
از عمر چه کام دیده باشد   دستے که بر آں کمر نبوده است

ن[1] بخراش، ن[2] مُردم،

جز خالِ لبت کہ چشم بد دور　　یک مور بر آں شکر نبودہ است
بس وحشت و شرم از وست پیدا　　کز خانہ رہش بدر نبودہ است
از دیدنِ عاشقاں چہ رنجد　　گر خود سخنِ دگر نبودہ است
دانست غمم بیک اشارت　　معشوق باین نظر نبودہ است
چوں ماند معلّقش ہمانا　　کز حسن دلش خبر نبودہ است

در عشقِ شکر لباں **فغانی**
کس از تو خراب تر نبودہ است

خرامِ سروِ تو جانا حیاتِ دمبدم است　　نہالِ قدِ ترا آبِ خضر در قدم است
خوشم بنقشِ جمالت کہ در صحیفۂ حسن　　مراد از قلمِ آفرینش این رقم است
بما ہروے تو این آرزو کہ من دارم　　ہزار سال اگر بگذرد ہنوز کم است
بناز در نگذر از دعائے اہلِ نیاز　　کہ جلوۂ گل و سرو از نسیمِ صبحدم است

بزخمِ تیرِ جفا از حریمِ حرمتِ تو
بروں نرفت **فغانی** کہ صیدِ این حرم است

آنی کہ بستہ اند بدلہا دہانِ تست　　نقدیکہ آں بدست نیاید میانِ تست
چندانکہ روز میگذرد میشود زیاد　　این تازگی[ن ۱] لطف کہ در گلستانِ تست
روغن کشد ز دانۂ دلہا ہزار بار　　این خالِ نیلگوں کہ بکنجِ دہانِ تست
بختِ بلند سایہ بہر کس نیفگند　　این فیضِ عام خاصۂ نخلِ جوانِ تست
ما محرمانِ رازِ تو اے ترک نیستیم　　ورنہ ہزار گونہ سخن در زبانِ تست
پر کرد روزگار بالماس پارہ ہا　　آں رخنہ ہا کہ در جگرم از سنانِ تست
یک ذرّۂ تو بیحرکت نیست یکزماں　　دہ زیں ہوا کہ در سرِ سروِ روانِ تست

ن ۱ این نازکی و لطف کہ در گلستانِ تست ،

ہمرنگِ خوں غبارِ فغانی رود بباد
زانرو کہ در ہوائے گل و ارغوانِ تست

طبیبم دید و درمانم ندانست — دوائے دردِ پنہانم ندانست
بوصلم مژدہ داد اختر شناسے — ولیکن آفتِ جانم ندانست
چہ آتش بود رُو آوردہ در من — کہ داماں از گریبانم ندانست
کہ میگوید کہ حاسد چوں ترا دید — براں لب جائے دندانم ندانست
کہ میگوید چو عاشق دید مستم — بہر دو چاک دامانم ندانست
چہ زاں بوئے خوشی کامشب صبا داشت — چو راہِ بیتِ احزانم ندانست

فغانی مست بود آں شوخ کامشب
سخنہائے پریشانم ندانست

مستم اگر بادہ نیست لعلِ لبِ یار ہست — گو مے تلخم مباش شربتِ دیدار ہست
ساقیِ ما بے طلب گر ندہد جرعۂ — تشنہ لباں را کجا قوتِ گفتار ہست
صبح وصالم دمید گلبنِ عیشم شگفت — رخصتِ چندیں نبود بر دلم ایں خار ہست
گر ندہد باغباں رخصتِ گشتِ چمن — من کہ بخواری خوشم سایۂ دیوار ہست
مردِ نظر باز را تلخ مگو اے حکیم — نیش زناں تا یکے غمزۂ خونخوار ہست
خواستم از دل نشاں داد بتیرم جواب — رخنۂ پیکاں ہنوز در دلِ افگار ہست
آنکہ بجلوت دروں نکتہ فروشی کند — گو بدر آ کیں سخن بر سرِ بازار ہست
آنچہ مرادِ منست خارج رنگست و بو — ورنہ گلِ سرخ و زرد در ہمہ گلزار ہست

در قدمِ شمع خویش باش فغانی سپند
زانکہ چراغِ ترا آفتِ بسیار ہست

کشود چاک گریباں یاسمیں اینست — نمود ساعد و گفتا در آستیں اینست

من از حلاوتے خطش کتابتے گفتم — لبش بخندہ در آمد کہ انگبیں اینست
نگاہ بر شکرش کردم از سرِ حسرت — بغمزہ کرد اشارت کہ در کمیں اینست
سخن ز صورتِ چیں میگذشت در مجلس — کشیدہ زلف نےعارض کہ نقش چیں اینست
نشانِ حالِ خراباتِ مستم از رندے — نہادہ کاسۂ دُردی کہ بر زمیں اینست
اگر محبتِ اسلام داری اے زاہد — در آ بکوچۂ رنداں کہ راہِ دیں اینست

رحیم ساخت **فغانی** دلِ چو سنگِ بتاں
سرایت نفس و آہِ آتشیں اینست

آں را کہ قدم در رہ صاحب نظرانست — از ہر چہ کند قطع نظر خیر در انست
غافل مشو از حالِ خود اے رندِ خرابات — یعنی نگراں باش کہ بد بیں نگرانست
صد نقش درست آید و کس را خبرے نیست — چوں رفت خطائے ہمہ را چشم بر انست
از طعنۂ بدخواہ نرنجیم ولیکن — بر دل سخنِ سنگدلاں سخت گرانست
گر ز انکہ کسے نقد دلِ ما نشناسد — مارا چہ گنہ بحث بنا قص بصرانست
غم خوردن و ناب سخن سخت شنیدن — زہریست کہ در کاسۂ خونیں جگرانست
بد گفتنِ من شد ہنرِ حاسد و منکر — صد شکر کہ عیبم ہنرِ بے ہنرانست
با کوہ بلا دست کند تنگ حمائل — آنرا کہ نظر در پئے جوزِ نظرانست

رنگ سخن از خونِ جگر داد **فغانی**
ایں طورِ عبادت نہ طریق دگرانست

سروِ من زلفِ پریشاں بر رخِ گلگوں شکست — بر گل سیراب جعد سنبلِ مفتوں شکست
خندہ بر افسانۂ شیریں لباں زد در سخن — لعلِ میگونت کہ قدرِ لولوے مکنوں شکست
بندۂ آں سروِ آزادم کہ در گشت چمن — حسن شاخ گل نیاز و شیوۂ موزوں شکست
فاش گفتہ از جفائے روشکایت چوں کنم — نخل عمر من ز بار محنت گردوں شکست

گر نہ از مردم مجنوں بود لیلیٰ را نظر | در میاں بہر چہ آخر کاسۂ مجنوں شکست
چشم میدارم کہ آخر غنچہ وردی شود | ہر سر خارے کزاں گل در دلِ پرخوں شکست
ساغرِ عیشم کہ محکم بود در جنگِ قضا | حیرتے دارم کہ از سنگِ ملامت چوں شکست

از دمِ گرمِ **فغانی** دوش در بزمِ طرب
مست شد مطرب چناں کز بیخودی قانوں شکست

از سرمۂ نرگست ہمہ رنگِ حیا گرفت | وز آبِ گل کلالہ شمیمِ[1] وفا گرفت
در خوابِ عشق آمدی و پائے نازکت | چنداں بدیدہ سود کہ رنگِ حنا گرفت
بس نخلِ آرزو کہ زدم بر زمینِ دل | تا در دلم نہالِ وفائے تو جا گرفت
اول کہ باز شد درِ گنجینۂ دلم | آمد ہمائے عشق و برائے تو جا گرفت
کے بر کبوترِ دلِ ما سر در آورد | بازت کہ صید کرد ہما و ہوا گرفت
گردم ز آستانِ تو بردند عاشقاں | ایں خاکِ ما کہ مرتبۂ توتیا گرفت
شبہا **فغانی** از ہوسِ عطرِ دامنت | با آہِ آتشیں رہِ بادِ صبا گرفت

بیمارِ ترا دیدۂ نمناک ہمانست | پرہیز مکن کیں نظرِ پاک ہمانست
از گریہ سوادِ نظرم شستہ شد اما | نقشِ تو در آئینۂ ادراک ہمانست
صد بجر فرو رفت و لبے تر نشد اما | شد زیرِ[2] زمیں پر گہر و خاک ہمانست
شد سلسلۂ گردنِ شیراں رگِ جانم | پیوند بداں حلقۂ فتراک ہمانست
ہر چند کہ خوباں نظرِ مہر نمایند | با اہلِ نظر کینۂ افلاک ہمانست

با آنکہ جگر[3] سوز بود آہِ **فغانی**
در منزلِ خوابش خس و خاشاک ہمانست

خونیں جگراں راچہ غم از ناز و نعیم است | عاشق کہ بود جرعہ کشِ درد دست ندیم ہست

ن ۱ے صبا ، ن ۲ے رشتے ، ن ۳ے جہاں

قانون طرب ساز گرانیست وگرنہ — بس نغمۂ دلسوز کہ در پردہ شمیم است
بس نقش کہ از پردہ بروں آمد و بس رفت — دل شیفتۂ اوست کہ در پردہ مقیم است
بلبل کہ چو گل دید ہماں لحظہ فرومرد — آشفتگی صاحب بستاں ز نسیم است
خوبے کہ نہد گوش بگفتارِ بد آموز — در سلکِ وفا نیست اگر دُرِّ یتیم است
در قاعدۂ بلہوساں فائدۂ نیست — اکسیرِ سعادت سخنِ تلخِ حکیم است
حسنِ عملِ ما نبود قابلِ احساں — امیدِ عنایت ہمہ بر خلقِ کریم است
شاہینِ تو در خونِ دلم پنجہ فرو برد — ایں شیفتہ بنگر کہ بدستِ چہ غنیم است

ہر چند بلا بیش قوی تر دلِ درویش
اورا ست فغانی الم و ضعف کہ بیم است

اینہمہ شکلِ خوش و دلکش کہ در گلزار ہست — خار در چشمم اگر رانہا یکے چو یار ہست
میروم صد بار در گلزار و مے آیم بروں — وز پریشانی نمیدانم کہ گل بہ یا خار ہست
از تماشائے گلِ دو روزہ بلبل را چہ سود — گر شمارم داغ حرمانش صداں مقدار ہست
طاقِ کسریٰ گل شدہ تاج مرصع خاک خورد — نام عاشق ہمچناں بر ہر در و دیوار ہست
شیوۂ درویشی و رندی بزر نتواں خرید — ایں متاع نیست اے منعم کہ در بازار ہست
حق شناسی گر بہ ترکِ ہستیِ خود گفتنست — مرد ایں معنی بسے در خانہ خمار ہست
از فریبِ نقش نتواں جامۂ نقاش دید — ورنہ در ایں سقفِ زر نگاری یکے در کار ہست
صحبتِ احباب را چندانکہ می بندم خیال — نیست چیزے درمیان و زحمتِ بسیار ہست

سبحہ را بگسل فغانی گر پشیماں گشتۂ
کانچہ در تسبیحِ زاہد نیست در زنار ہست

مارا نہ میلِ باغ و نہ پروائے بلبل ہست — فریادِ ما ز جلوۂ آں روئے چوں گل است
گویا ندارد از قد و زلفِ تو آگہی — مُرغِ چمن کہ شیفتۂ سرو و سنبل است

مائیم و ذکرِ حلقۂ زنجیرِ زلفِ دوست — عشاق را چہ کار بدورِ تسلسل است
گردستِ فتنہ سلسلۂ ہستیم گسست — سررشتۂ حیاتِ من آں جعدِ کاکل است
روئے تو کرد عرضِ تجمل زخط و خال — فرخندہ آں جمال کہ اینش تجمل است
ہر جلوۂ تو موجب صد گونہ حیرتست — در ہر کرشمۂ تو ہزاراں مسائل است

روئے تو دید و باخت **فغانی** متاعِ صبر
منعش نمیکنم چہ کنم بے تحمل است

در کنجِ محنت ایں دلِ دیوانہ خوشتر است — دیوانہ را مقام بویرانہ خوشتر است
اے پند گو خموش۔ کہ در گوشِ جانِ من — یک نالۂ حزیں زصد افسانہ خوشتر است
شرم و ادب کہ شیوۂ شوخی و دلبریست — وز نرگسِ تو شیوۂ مستانہ خوشتر است
سوزیست خاص شام و سحر را ہم زدل[ن لہ] — ایں سوختن زجانبِ پروانہ خوشتر است
تا کے درونِ پردہ کشیدن شرابِ عشق — ایں گیر و دار بر درِ میخانہ خوشتر است

دیوانہ شد **فغانی** و رست از کمندِ عقل
آزادگی بمردمِ دیوانہ خوشتر است

تا کے بہانہ ات بدلِ بت پرستِ ماست — ملزم شویم اگر نظرت در شکستِ ماست
ہر چند ما گدائی تو و مدعی غنی — چوں بنگری ہنوز نگاہش بدستِ ماست
چوں ماہی است دل بسرِ تابہ چوں کند — عمریست ایں زماں کہ گرفتارِ شستِ ماست
گردوں کہ صبح و شام مے از جامِ زر دہد — محتاجِ جرعۂ زشرابِ الستِ ماست
آبِ حیات خواہ کہ ایں جا نزاع نیست — در ہست بستیِ زتمنائے پستِ ماست
ساقی مدام بادہ باندازہ میدہد — ایں بیخودی گناہِ دلِ زود مستِ ماست

در خاکدانِ دہر **فغانی** مکن قرار
زیں جا فرار جو کہ نہ جائے نشستِ ماست

ن لہ دلے

آنکه از لوحِ جفا نوکِ قلم باز گرفت ‌‌‌‌ از دعا گوئے چرا لطف وکرم باز گرفت
مژدۂ مہر ووفا میدہدم یار مدام ‌‌‌‌ خود ندیدم کہ دمے جور وستم باز گرفت
حالِ آں خستہ چہ باشد کہ طبیبش بعلاج ‌‌‌‌ خواست صدرہ کہ رود پیش وقدم باز گرفت
در بیابانِ مکافات یکے دہ نہ درود ‌‌‌‌ ہر کہ یکدانہ ز مرغانِ حرم باز گرفت

قلمِ شوق **فغانی** ورقت کرد سیاہ
چند روزیکہ ازیں صفحہ رقم باز گرفت

قدِ نونہالیست کہ آتش ثمرِ اوست ‌‌‌‌ دیوانہ آں بادیہ ام کایں شجرِ اوست
زاں روز کہ از دست صنم توبہ شکستم ‌‌‌‌ سوگندِ درستم ہمہ برجان وسرِ اوست
زلفت گرہے بست بہر قطرۂ خونم ‌‌‌‌ فریاد ازاں دانہ کہ ایں خوشہ برِ اوست
ہم قوتِ دل بخشد وہم روشنیِ چشم ‌‌‌‌ آں گوہرِ سیراب کہ زیبِ کمرِ اوست
فی الجملہ دراں قطرہ کہ یک ذرہ وجودست ‌‌‌‌ میلش بہوا داری وجذبِ نشکرِ اوست

امروز دگر گریہ گرہ گشت[لہ] **فغانی**
بسیار ازیں آبلہا در جگرِ اوست

باران وموج وآب ومے وروزِ عشرتست ‌‌‌‌ از ہر طرف کہ مینگرم دامِ صحبت است
عمرے چنیں شریف وہوائے چنیں لطیف ‌‌‌‌ بیدار شو نہ وقت تہکرِ خوابِ غفلت است
بوئے بہار مژدۂ فردوس میدہد ‌‌‌‌ ویں خوبیِ ہوا اثرِ لطف ورحمت است
خواہی نظر بہ لالہ فگن خواہ گل نگر ‌‌‌‌ اکنوں کہ درمیاں سخن از رنگ وحدت است
آمد برائے عشرت ایں فصل درجہاں ‌‌‌‌ آدم کہ سایہ پرورِ بستانِ جنت است
ایں یکنفس کہ بوئے گلے میتواں شنید ‌‌‌‌ بیروں مروز باغ کہ فرصت غنیمت است
دہر آنچناں کہ قاعدۂ اوست میرود ‌‌‌‌ آنجا چہ احتیاج بقانونِ حکمت است
شاید کہ پرتوِ فگند بر شکستۂ ‌‌‌‌ آں را کہ در سراچۂ دل نورِ دولت است

ن لہ ہمیکرد

اکنوں کہ سبز گشت فغانیؔ کنارِ دشت
گر باغباں درت بکشاید چہ منت است

بیمارِ عشق را سر و برگِ علاج نیست — گفتم چنانکہ ہست حکایت مزاج نیست
ایں دل کہ در عیارِ وفا نقدِ خالص است — بر سنگِ امتحاں زدنش احتیاج نیست
در ذاتِ خویش ہستیِ پروانہ ہم خوش است — ہست آں قدر کہ در برِ شمعش رواج نیست
گو بند ترکِ تاج کن و دردِ سر بکش — جائیکہ ترکِ سر نبود ترکِ تاج نیست
تا ہست از بقا اثرے دخلِ عشق نیست — تن در دہ و منال کہ دہ بے خراج نیست

ایں قیدِ ہستیِ تو فغانیؔ بلائے تست
بشکن قفس کہ بر سرِ آزادہ باج نیست

شب دیدہ ام مشاہدۂ آں جمال داشت — ہر چند گریہ کرد و لیکن وصال داشت
از نازکی نداشت تنش طاقتِ نظر — حیرانِ آں گلم کہ چہ نازک نہال داشت
بندِ زبانِ ما گرہِ ابروئے تو شد — ورنہ چہ مے شدی دلِ ما صد خیال داشت
رخ بر فروز بر ہمہ کس تا ابد بتاب — کایں حسن بر کمال نخواہد زوال داشت
شد از سعادتِ تو بد انساں کہ خواستم(۱) — سیّارۂ مراد کہ چندیں وبال داشت
ایں حیرتم کشد کہ چہ گل چید روزِ وصل — آنکہ حیائے روئے تو ہمہ انفعال داشت

گریاں فغانیؔ از تو ہمیں تو بہار نیست
کایں کہنہ ماتمے ست کہ ہر ماہ و سال داشت

بادۂ صافم خلاص از آبِ حیواں کردہ است — فتوئ پیرِ مغاں کارِ من آساں کردہ است
یارہا دل باز مے آرم ز بزمِ مے فروش — تا نگہ کردم دگر خود را پریشاں کردہ است
اے کہ میگوئی چرا جامے بجانے میخری — ایں سخن با ساقیِ ما گو کہ ارزاں کردہ است
اے کہ بیخود سر نہی پیشِ صراحی ہوشدار — کاں بتِ چینی فراواں خانہ ویراں کردہ است

(۱) خواستم،

چوں بیک ساغر نشاند آتشِ دل اے کلیم — بے سرانجامے کہ در خمخانہ طوفاں کردہ است

قائلم بر وعدۂ فردا کہ در تعبیر آں — ہست تاثیرے کہ کافر را مسلماں کردہ است

مستیِ عشقِ فغانی ہمچو بوئے مشک و مے
نیست پنہاں شمہ ہر چند پنہاں کردہ است

مجنونِ راہِ عشقم و دل ہادیِ من است — منشورِ عاشقی خطِ آزادیِ من است

مجنوں کجاست تا گلۂ دل کنم کہ او — ہمدردِ کہنۂ عدم آبادیِ من است

عشقم کند زجائے اگر بیستوں شوم — ویراں دلے کہ در پئے آبادیِ من است

من خود چنیں خرابم و دشمن گماں برد — کایں بیخودی ز غایتِ استادیِ من است

در رنج و راحتم دل از اندیشہ دور نیست — بیچارہ مبتلائے غم و شادیِ من است

آہ بلند باد فغانی کہ ایں چراغ
در منزلِ ستارہ وشاں ہادیِ من است

دوش جاں زندگی از چشمۂ حیوانِ تو داشت — دیدہ آبِ دگر از چاہِ زنخدانِ تو داشت

دل بسے چاشنی از چشمۂ نوشینِ تو یافت — دیدہ چندیں نمک از پستۂ خندانِ تو داشت

از گلِ عیش فراہم نشود غنچۂ دل — ویں کشادیست کہ از چاکِ گریبانِ تو داشت

روزگارے دلِ دیوانہ بر آشفت کہ دوش — کار با سلسلۂ زلفِ پریشانِ تو داشت

عشق میخواست کہ رسوا کند ایں خرقۂ تر — دست بر من زد و بر آتشِ سوزانِ تو داشت

ملکِ دل خرم و آراستہ بے شرکتِ غیر — شد بفرمانِ خیالِ تو کہ فرمانِ تو داشت

بلبلِ صبح فغانی غزلے خواند غریب
گریہ آورد مگر نسخۂ دیوانِ تو داشت

گواہِ حالِ مستی شد بمکتب چشم پر خوابت — فروغِ مجلسی میگشت نورِ طاقِ محرابت

چناں مستم کہ شمع از شخص تشخیص از سایہ نشناسم — اگر ناگہ دوچار افتم شبے در گشتِ مہتابت

ن لے غم

مدامت وقت خوش باد از حدیث و نقل هر مجلس — که روز از روز خوشتر میشود بادام عنایت
شراب اندر سر و معشوق در بر خواب در دیده — خیال است اینکه میگویم که آید یادِ احبابت

فغانی عشق صیدِ فربه و لاغر نمیداند
به تیغِ تیز گردن نه که خونریزست قصابت

غریبِ کوئے تو بے نالۂ حزین ننشست — نداشت صحبت و با هیچ همنشین ننشست
نه مرغ بر سرِ من مور نیز خانه گرفت — کسے براهِ بتِ خویش به ازین ننشست
زخاکِ کشتۂ زهرِ فراق سبزه دمید — هنوز یکسرِ مویت برانگبین ننشست
چه غم ز دامنِ آلودهٔ که نیست مرا — که گرد غیر بدامان و آستین ننشست
خرابِ آں دو لبِ لعلِ یار خویشتنم — که هرگز او ز حیا با بتانِ چین ننشست
گلِ مراد ز روئے تو شمع مجلس چید — که تا نخواست از و شعله بر زمین ننشست
حسود بر دلِ تنگم هزار داغ نهاد — که یک همش عرق از شرم بر جبین ننشست
خوش آں حریف که هر چند درد و دُرد کشید — گره بگوشۂ ابرو مزد غمین ننشست
بدامنِ تو چه زیباست قطره هائے شراب — ببرگِ لاله و گل شبنم این چنین ننشست

برائے صبحِ وصالت **فغانیٔ** مهجور
شبے نرفت که تا روز در کمین ننشست

شبانه مے زدهٔ ماهِ من چنین پیداست — نشان باده اَت از لعلِ آتشین پیداست
همان بکینۂ ما تیر در کمان داری — در ابرویت لبیاست هنوز چین پیداست
بطرف باغ گذر کردهٔ بگل چیدن — ز چاک پیرهن برگ یاسمین پیداست
بدین و دل چه تفاخر کدام دین و چه دل — مرا که در غمِ عشقت نه دل نه دین پیداست
بگو که بر دلِ گرمم که دست داشتهٔ — که داغ تازه ات از چاکِ آستین پیداست
به نکته‌هائے غریبم اسیر خواهی کرد — چنین ازاں دو لبِ سحر آفرین پیداست

ازاں

چه تازه است فغانی جراحتت که هنوز   نشانِ خونِ تو در هر گلِ زمیں پیداست

لبت به نکتهٔ شیریں کشد فغانی را
هلاکِ مورِ گرفتارِ انگبیں پیداست

جفائے لاله رخاں راحت فراغِ من است   هر آنچه داغ بود پیشِ خلق باغِ من است

بسوز که آتشِ دل بر فلک زبانه کشد   ازیں هوا که شبِ هجر در دماغِ من است

دلے که طائرِ بستاں سرائے جنّت بود   بسے شب است که پروانهٔ چراغِ من است

حریفِ جور نهٔ دل مده بساقیٔ دوره   دریں شراب نظر کن که در ایاغِ من است

چه عیش و ناز فغانی نصیبِ دشمن باد
همیں حضور که در گوشهٔ فراغِ من است

شب است و ما همه جویائے مے ایاغ کجاست   چه تیرگی ست دریں انجمن چراغ کجاست

چه شد که جرعهٔ ما دیر میرسد امروز   حرارتِ نفسِ تشنگانِ داغ کجاست

براهِ میکده گم کرده ایم جوهر عقل   کجاست اهلِ دلے تا دهد سراغ کجاست

من و هوائے تو پروائے هیچ کارم نیست   چنیں خیال که من مے پزم دماغ کجاست

بخلوتیکه گلے نیست رنگ و بوئے نیست   دلم گرفت دریں خانه طرفِ باغ کجاست

دراں مقام که بستند بلبلاں دمِ عشق
تو خود بگوی فغانی مجالِ زاغ کجاست

دل به بیداد نهادیم عطائے تو کجاست   ما خود از جور ننالیم وفائے تو کجاست

ما بیک جلوه خرابیم و تو پروا نکنی   آخر اے نخلِ جواں نشو و نمائے تو کجاست

میگذاری که کشد دامنِ پاکِ تو رقیب   آں همه سرکشی و جور و جفائے تو کجاست

روزگاریست که دل بوئے مرادے نشنید   نافهٔ از گرهِ زلفِ دوتائے تو کجاست

شده از آمدنت خلق پریشان و هنوز   کس ندانست میِ من که سرائے تو کجاست

نیستی خضر فغانیؔ مطلب آبِ حیات
شرم از ہمتِ خود دار فنائے تو کجاست

باز از شبنم زلالہ و گل خانہ پر شدہ است
وز آبِ دیدہ کلبۂ ویرانہ پر شدہ است

چنداں بہ نرگسِ تو نظر باختم کہ باز
چشم و دلم ز عشوۂ مستانہ پر شدہ است

عاشق چگونہ یکنفس از آشنا زند
چوں مجلس از حکایتِ بیگانہ پر شدہ است

شبہا بزخم تیغ نرفتم ز کوئے تو
امروز چارہ نیست کہ پیمانہ پر شدہ است

چوں ذرہ عاشقاں نگرانند شمعِ من
رخسار بر فروز کہ پروانہ پر شدہ است

در حسرتِ نظارہ بایں خجلتم مسوز
بر آستانہ باشم اگر خانہ پر شدہ است

ایں حال کس نیافت فغانیؔ مگر بخواب
مستی بکن کہ شہر ز افسانہ پر شدہ است

شمعِ من میلِ کست امروز چوں ہر روز نیست
واں نگاہ گرم و شکر خندہ جانسوز نیست

بے سخن آں شکلِ مخمورانہ خواہد کشتنم
حاجتِ گفتارِ تلخ و غمزۂ دلدوز نیست

یک بیک اسبابِ حسنت آتش انگیز ست لیک
ہیچ دلسوزاں ترا ز لبہائے سحر آموز نیست

تابِ دیگر دارد آں عارض کہ سوزد خلق را
ورنہ ہیچ آتش بدیں صورت جہاں افروز نیست

تا بکشتن بر نیامد کارم از بیشِ تو ہم
دہ کہ ایں بختِ زبونم ہیچ جا فیروز نیست

آہ گرمم گر دہد یاد کباب دل چہ شد
بوئے عشقست ایں فغانیؔ نگہتِ نوروز نیست

رویم شگفتہ از سخنِ تلخ مردم است
زہر ست در دہان و لبم در تبسم است

بے طاقتم چنانکہ ندارم مجالِ صبر
رحمے بدل برآر کہ جائے ترحم است

بختم زبوں شدہ چکند رفتہ مہر تست
در کارِ من گرہ نہ از افلاکِ انجم است

دانم حلاوتِ سخن بپسند گو ولے
آفت زبانِ ساقیِ شیریں تکلم است

بر ہر کہ تاختی سر و جاں باخت در رہت — رخشِ ترا چہ خون کہ نہ در کاسۂ سم است

از ہیچ رو نیافت فغانی رہے بدست
خضرِ رہش شوید کہ در کار خود گم است

اے دل بیا کہ نوبتِ مستی گذشتہ است — وقتِ نشاط و بادہ پرستی گذشتہ است

از آبِ زندگی چہ حکایت کند کسے — با دل شکستۂ کہ ز ہستی گذشتہ است

خواہی بلند ساز مرا خواہ پست کن — کارِ من از بلندی و پستی گذشتہ است

دارم چناں خیال کہ ز شکستۂ دلم — گر ہم شکست چوں تو شکستی گذشتہ است

بنشیں دمے و باقی عمرم عدم شمار — ایں یکدو لحظہ تا تو نشستی گذشتہ است

ہم در شراب خانہ فغانی خراب بہ
عمرش چو در خرابی و مستی گذشتہ است

اے آنکہ ہمہ[لہ] سوختنت از پئے نام ہست — تا در دلِ گرمے نہ رسی کارِ تو خام است

درویش چو در مشربِ توحید رسیدی — ہم صحبتیِ خلق دگر بر تو حرام است

اے مردِ خدا از تو رہِ باز پسی نیست — گر پائے طلب پیش نہی یکدو سہ گام است

در وادیِ عشقست اگر ہست شکارے — باقی ہمہ چوں مینگرم دانہ و دام است

عاشق[لہ] نکند فرق سیاہی و سپیدی — ایں نکتہ کہ گفتم سخنِ شاہ و غلام است

عاشق بہ ازیں دیدہ نگہدارد مرو دور — کاں مہ کہ ز کویش طلبی بر لبِ بام است

مجنوں ز درِ خانۂ لیلےٰ نرود پیش — دیوانہ چہ داند کہ رہِ کعبہ کدام است

ساقی مے اگر دُرد بود عذر میاور — پیش آر کہ کیفیتِ مے در تہِ جام است

از جائے بلند آمدہ است ایں سخن دور
خوش باش فغانی نفست ایں چہ کلام است

ن لہ در عشقِ تو ترکِ سر جاں از پے نام ہست ، ن لہ پستی و بلندی نبود در رہِ عشاق ،

نیست بیرون و درونم ذرۂ خالی ز دوست ۔۔۔ صورتم آئینۂ معنی ۔ و معنی عینِ اوست
آنچناں با دوست یکتایم کہ چوں مجنونِ زار ۔۔۔ ہیچ غیرِ دوست نبود چوں بروں آیم ز پوست
حسنِ مہر افروزِ یار و عشقِ خرمن سوزِ من ۔۔۔ ہمچو گل در غنچہ سیراب و چوں مے در سبوست
اختلافے ہست در صورت ولے معنی یکیست ۔۔۔ آنچہ در ہر لالہ رنگست در ہر نافہ بوست
دیدہ را آبے و دل را آتشے دارم تمام ۔۔۔ آہ ازیں معجز کہ در آئینۂ روئے نکوست

سایۂ لطف از فغانی کم مکن اے آفتاب
جاں فدائے مہربانے باد کہ اینش خلق و خوست

ما راز نوبہارِ گلِ روئے اویس است ۔۔۔ نو نظر بنفشۂ خود روئے اویس است
جعد بنفشہ را چکنم قیدِ مرغِ دل ۔۔۔ دیوانۂ مرا شکنِ زلفِ اویس است
گو سرو باز جلوہ مکن در حریمِ باغ ۔۔۔ آنجا خرام قامتِ دلجوئے اویس است
بیدار ساز یکدمش اے ہمدمِ صبح ۔۔۔ در خواب نازِ نرگسِ جادوئے اویس است
مکشائے اے نسیمِ سحر جیبِ غنچہ را ۔۔۔ از بوئے گل چہ سود مرا بوئے اویس است
گو صحنِ روضہ جلوہ گہِ مرغِ سدرہ باش ۔۔۔ مرغِ دلِ مرا چمنِ کوئے اویس است
جائے سرے کہ گشت گراں از مئے وصال ۔۔۔ در خوابِ بیخودی سرِ زانوئے اویس است

بہرِ دہانِ تلخ فغانی شبِ فراق
افسانۂ عقیقِ سخن گوئے اویس است

دمے کہ آں گلِ خنداں بقصدِ خونِ من است ۔۔۔ ز خوئے نازکِ او نیست از جنونِ من است
بنا امیدی ازاں آستاں شوم محروم ۔۔۔ نشانِ بختِ بد و طالعِ زبونِ من است
بروں ز بزمِ طرب سوزدم بخندۂ شمع ۔۔۔ کسے کہ بے خبر از آتشِ درونِ من است
مراں بگریہ ام اے باغباں ز گلشنِ خویش ۔۔۔ کہ آبروئے گل از اشکِ لالہ گونِ من است
نہ قسم بمنصبِ فرہاد یم کشید قضا ۔۔۔ کہ بارِ خاطرِ من کوہِ بیستونِ من است

تو خود بعشوہ نظر کن - بسوز گفتارم　　چہ احتیاج بہ افسانہ و فسونِ من ہست

دلیلِ سوزِ **فغانی** بس ست آتش آہ
نشانِ داغ درون شعلۂ برونِ من ہست

اے کہ رخسارِ تو آئینۂ مقصودِ من ہست　　دانۂ خال بر و اخترِ مسعودِ من ہست
شب کہ بے لعل تو مے کشم از ساغرِ چشم　　جگرِ پارہ کباب نمک آلودِ من است
بسکہ در آتشِ سودائے تو سوزم ہمہ شب　　روزنِ خانۂ گردوں سیہ از دودِ من است
چند بنشینم و اندیشۂ بیہودہ[1] کنم　　مردن از درد و غمِ عشقِ تو بہبودِ من است
من کہ سر در سرِ سودائے غمت باختہ ام　　جاں اگر در سرِ کارِ تو کنم سودِ من است
عاشق و رند و نظر بازم و بدنام و لیک　　دیدنِ روئے نکو شیوۂ محمودِ من است

نظرے سوئے **فغانی** فگن از گوشۂ چشم
کہ ہمیں شیوہ ز دیدارِ تو مقصودِ من است

عید ست و نو بہار و چمن سبز و خرم است　　مائیم و روئے دوست کہ نوروزِ عالم است
بر نازکانِ سروِ چمن سروِ نازِ من　　در جلوۂ جمال بخوبی مقدم است
بخرام سوئے باغ کہ از جار رود قدم　　شمشاد را کہ بر لبِ جو پائے محکم است
برباد اگر رود دلِ ما در ہوائے تو　　انگار کز حریمِ چمن غنچۂ کم است
آں گل کہ مے نہند بنازش بتاجِ سر　　گاہِ خرامِ سرو قداں خاکِ مقدم است

اے گل مخواں **فغانی** غم دیدہ را ببلاغ
گشتِ چمن مناسبِ دلہائے بے غم است

چمن شگفت و شمیمے ز ہر گلے برخاست　　ز ہر نہال گلے بانگِ بلبلے برخاست
نسیمِ صبح دل آویز مشک بیز آمد　　مگر ز سلسلۂ جعد و کاکلے برخاست
تو آں رمیدہ غزالی کہ ہر قدم زیں راہ　　بجست و جوئے تو صاحب تو کلے برخاست

[1] بیہودہ،

بہر طرف کہ خرامان و سرگراں رفتی | در آرزوئے تو صاحب تحمّلے برخاست

غلامِ ہمتِ آں عاشقِ سبک خیزم | کہ از بہرِ دو جہاں بے تاملے برخاست

بہر چمن کہ **فغانی** رسید نالہ کناں
زبلبلانِ چمن شور و غلغلے برخاست

خود رائے من بخلوت رازت پناہ چیست | در بستہ بر روئے غریباں گناہ چیست

دارد ہوائے خاکِ درت عاشقِ غریب | بر عزم کار بستہ میاں شرطِ راہ چیست

بیروں خرام و کشتۂ دیرینہ زندہ کن | تا خلق بنگرند کہ صنع آلہ چیست

از بسکہ خوں بحالِ دل خود گریستم | آگہ نے شوم کہ سفید و سیاہ چیست

دہ گر تو یکدو شب بسرِ کوئے آمدی | پیدا شدے کہ کوکبۂ مہر و ماہ چیست

زیں غمزہ و اشارت دانستہ ہر طرف | معلوم شد کہ گوشۂ چشم و نگاہ چیست

زیں آہِ دردناکِ **فغانی** چہ فائدہ
چوں یارِ بے غمِ تو نداند کہ آہ چیست

بیگناہم خشم و نازت بامنِ خود کام چیست | یک طمع ناکردہ زاں لب اینہمہ دشنام چیست

ناگزیدہ آں لبِ شیریں چہ داند ہر کسے | کز تو در جامِ منِ رسوائے دُرد آشام چیست

یار پیشِ دیدہ و دل ہمچناں در اضطراب | سوختم ایں آتشم در جان بے آرام چیست

داغ داغم کردی اے دل از تمنائے وصال | آتشم در جاں زدی باز ایں خیالِ خام چیست

بیشتر عمرم اناں بدخوئے بناکامی گذشت | بہر اندک روزگار دیگراں ابرام چیست

شاخ گل در برکشے آرد **فغانی** آبِ چشم
عیش مردم تلخ شد ایں گریۂ ہر شام چیست

آہ ازیں ناز و دلبری کہ تراست | ویں جفا و ستمگری کہ تراست

شاید از آدمی نپرسندت | ایں ہمہ کار و کافری کہ تراست

اے دل آشفتگی دراز کشید　　رشتہ در دست آں پری کہ تراست
تشنہ لب جاں دہی بخاک اے دل　　زیں خیالِ سکندری کہ تراست
بے سر و پا کند فغانیؔ را
ایں تراشِ قلندری کہ تراست

دوش آہِ من سرِ راہش بہ سم داد بست　　باز کرد آں حلقۂ زلف و دریدہ داد بست
عشق سرہا در رہم انداخت تا دل بر کنم　　چوں خورم آبے کہ ایں سرچشمہ از بنیاد بست
خواستم از کاوکاوِ غمزہ اش فریاد کرد　　ہمچو طوطی شکرم داد و رہِ فریاد بست
ایں ہمہ کوئے بلا خیز است کآوازِ سگش　　پردۂ مجنوں درید و گردنِ فرہاد بست
باد مے آرد ز زلفش ہر نفس بوئے وفا　　تیک مے آرد و لے نتواں گرہ بر باد بست
در دلِ تنگم چو جوہر در نہادہ آئینہ　　نقش روئے او ہزاراں صورتِ نوشاد بست
بگذرم چوں باد در گلزار تا سویش روم　　گرچہ راہم با ہزاراں خنجر و فولاد بست
زیں سرا بستاں فغانیؔ چوں گلے وصلے نیافت
رفت و سنگِ نامرادی بر دلِ ناشاد بست

از گلم گلہا شگفت و از ہزارم لالہ خواست　　کشتِ امیدم نگر کز اشک ہمچو ژالہ خواست
ہر کہ بشنید آہِ سردم در دلش پیکاں نشست　　وانکہ دید ایں چشمِ خونبارم جانش نالہ خواست
آنقدر در بزمِ مے خواراں شستی شمعِ من　　کز لبِ چوں آبگینت عاقبت تبخالہ خواست
مُردم ازیں ہمدمی یارب چہ ہشیارانہ رفت　　آنکہ زیں مجلس اول کاسۂ غسالہ خواست
نالۂ جانکاہِ عاشق رخنہ در جاں افگند　　کز سرِ ایں بخت مشکل ساحری گوسالہ خواست
یارب ایں صید از کجا آمد کہ چوں افتاد پیشش　　ہر طرف صد نیزہ بالا گردش از دنبالہ خواست
ماہ مجلس نیم شب آئینہ با من صاف کرد　　از دلِ تنگم بیکدم گرد چندیں سالہ خواست
ساحرِ بابل چہ داند سرِ ثعبانِ کلیم　　بس کن ایں شیون فغانیؔ کز دلم پرکالہ خواست

داغ را چوں اتصالِ ساعدِ او داد دست — دلبرانِ ماہ سیما را سراسر دست بست

تا برائے سوزِ مشتاقاں نہادی رسمِ داغ — چشم بر روئے تو دارد ہر گل اندامے کہ ہست

بسکہ مے بندم درونِ دل خیالِ خامِ تو — عاقبت بینی کہ مے سوزم منِ آتش پرست

شمع تا واقف شد از سوزِ دلِ سوزانِ من — قصۂ من در میاں مے آورد ہر جا نشست

چند گویم در فراقت اے بتِ چالاکِ من — زانکہ از شوقِ تو دادم روزِ اول جاں ز دست

سوخت صد ہمچو **فغانی** از ہوائے داغِ تو
آنکہ ہرگز برگِ گل از ناز نگرفتے بدست

دل بے تو چناں سوخت کہ داغش نتواں یافت — در بزمِ تو دیگر بچراغش نتواں یافت

ہر چند کہ گم گشتۂ ما ہست پری رو — اما نہ چناں ہم کہ سراغش نتواں یافت

دل شیفتۂ تند سواریست کہ ہرگز — ہوش نتواں دیدن و داغش نتواں یافت

مجنونِ در مکتبِ خوبان ست دلِ ما — در خانقہ و کنجِ فراغش نتواں یافت

مخمور بماندیم ازیں بزم کہ ساقی — ترکیست کہ لبریز ایاغش نتواں یافت

مرغے کہ سراسیمۂ دامست **فغانی**
در گردِ گل و گوشۂ باغش نتواں یافت

دیوانۂ ترا ہوسِ گشتِ باغ نیست — در گلشنم مخواں کہ مرا آں دماغ نیست

ہم کاسہ چو شود بحریفانِ بہرہ مند — آں را کہ غیر بادۂ خوں در ایاغ نیست

میسوزم و رقیب ہماں خندہ میزند — آتش ہزار بار بر آں دل کہ داغ نیست

روشن تراست بُردنِ شبہائے من بروز — با آنکہ در خرابۂ تارم چراغ نیست

بر من چگونہ سایۂ مہر افگند ہمائے — کیں استخوانِ سوختہ در خوردِ زاغ نیست

من عاشقم مراست پریشانیِ ہمہ — معشوق را چہ غم کہ حضورِ فراغ نیست

عاشق چہ کسبِ فیض کند زیں سیہ دلاں — ہنگامہ الیست اینکہ درو غیرِ لاغ نیست

زین انجمن **فغانی** دیوانہ چوں رود
یک لالہ چوں برنگِ تو در ہیچ باغ نیست

آتش کدہ دلے کہ درو منزلِ تو نیست — بُت خانہ کعبۂ کہ درو محملِ تو نیست
مردن در آرزوئے تو خوشتر ز عمرِ خضر — خود زندہ نیست آنکہ دلش مائلِ تو نیست
چوں در میانِ گرم رواں سر بر آورد — پروانۂ کہ سوختۂ محفلِ تو نیست
ایزد ترا بخوب تریں صورتے نگاشت — اے گل چہ نازکی کہ در آب و گلِ تو نیست
خواہی بمہر باش بخواہ کینہ ورز — خود دانی و خود آئی[له] کسے در دلِ تو نیست
معشوق را چہ باک بود عاشقی بلاست — بارِ غبارِ کس بدلِ غافلِ تو نیست
بر دوشِ گل رخاں ست **فغانی** جنازہ ات
ایں تربیت سزائے تنِ بسملِ تو نیست

دل بے قرار و دولتِ دیدار مشکل است — گر تو عنایتے نہ کنی کار مشکل است
ہر دم بدل ہزار سناں آب میکنم — با آنکہ درد خوردنِ یک خار مشکل است
تا نیست جذبۂ نتواں کرد جاں نثار — رفتن بپائے خود بسرِ دار مشکل است
پیشِ دہانِ تنگِ تو بستم لب از سوال — آرے دریں مقابلہ گفتار مشکل است
بتخالہ بروں ندہد ایں شرابِ تلخ — کمتر کہ شرح مسئلہ بسیار مشکل است
از قرص آفتاب کند کسب نور ماہ — کار چنیں ز ذرّۂ دیوار مشکل است
دل را بیازمائے **فغانی** و عشق ورز
رفتن دریں محیط بیکبار مشکل است

پیشِ ما خاطرِ شاد و دلِ غمناک یکیست — حالِ آسودہ و دردِ جگرِ چاک یکیست
برگِ عیشِ دگراں روز بروز افزون است — خرمنِ سوختۂ ماست کہ با خاک یکیست

ن له خودرائی و خدائی

از گلستانِ حیا تم اثرِ خیز نماند | ہمچناں بہ کہ بہ گلشن خس و خاشاک یکیست
ما چو از خویش گذشتیم چہ ہجر و چہ وصال | مردن و زیستنِ مردمِ بے باک یکیست
آں چنانم کہ جفائے تو ندانم ز وفا | زہر پیشِ منِ دیوانہ و تریاک یکیست
صدقِ[1] ما با تو درست است چو آئینۂ ذات | عاشقاں را دلِ چاک و نظرِ پاک یکیست

راحت و رنجِ **فغانی** زخیالِ من و تست
راست بیں باش کہ نیک و بدِ افلاک یکیست

دور از تو عمرِ من ہمہ با درد و غم گذشت | عمرے چنیں بعیشم و در دلم گذشت
گفتم کہ روزِ عید خورم با تو جرعۂ | ایں ہم نصیب من نشد و عید ہم گذشت
ہر گام بہرِ گم شدۂ رہبری نشاند | بر ہر گلِ زمیں کہ بناز آں صنم گذشت
گفتی کہ رو اگر بنمایم عدم شوی | بنما کہ کارِ من ز وجود و عدم گذشت
پہلو ز روئے مرتبہ با آفتاب زد | چوں سایہ رہروے کہ ز خود یکقدم گذشت
ساقی بیا کہ ز آئینۂ دل خبر نداشت | عمرے کہ در مشاہدۂ جامِ جم گذشت

از چشمِ شب نخفتہ **فغانی** ستارہ ریخت
کاں آفتاب از نظرش صبحدم گذشت

فروغِ حسنِ تو از آہِ سوزناکِ من است | صفائے دامنِ پاکت ز عشقِ پاکِ من است
ببیں خرابیٔ حالم کہ زیرِ طاقِ سپہر | ہزار تعبیۂ[2] جاں در آب و خاکِ من است
شرابِ لعل ز دستِ حریفِ تلخ سخن | نہ آبِ روح فزا شربتِ ہلاکِ من است
ہزار پیرہن از اشک مے شود پارہ | کہ دستِ او بگریبانِ چاکِ چاکِ من است

جریدہ الیست **فغانی** دلم ز مہرِ بتاں
بر او نوشتہ سخنہائے دردناکِ من است

ن[1] صدقِ ما با تو بود راست چو آئینۂ آب، ن[2] تعبیۂ پنہاں،

یار باید کہ غمِ یار خورد یار کجاست — غمِ دل ہست فراواں دلِ غمخوار کجاست
دلم افگار شد از داغ و بمرہم نہ رسید — سوختم مرہمِ داغِ دلِ افگار کجاست
نرگس از چشمِ تو مردم کُشی آموخت ولے — چشم او را مژہ غمزۂ خونخوار کجاست
زخم خاریست مرا در دل ازاں غمزہ نہاں — خوں عیاں گشت و عیاں نیست کہ آں خار کجاست
زہرِ چشم و سخنِ تلخ ز اندازہ گذشت — آں شکر خندہ و شیرینیٔ گفتار کجاست
نیست در حلقۂ مستانِ تو بیگانہ یکے — ہمہ یار اند دریں دائرہ اغیار کجاست

شد گرفتار فغانی بکمندِ غمِ عشق
کس نپرسید کہ ایں صیدِ گرفتار کجاست

روز یکہ در دلم غمِ عشقِ تو خانہ ساخت — سیلِ بلا بخانۂ صبرم روانہ ساخت
نقاشِ فطرت آں رخِ عابد فریب را — آشوبِ روزگار و بلائے زمانہ ساخت
آں قطرہ ہا کہ بر مژہ ام خوشہ بستہ بود — چشم ز شوقِ لعلِ لبت دانہ دانہ ساخت
صد بار یاد کرد گلستانِ کوئے تو — بلبل کہ در حریمِ چمن آشیانہ ساخت
شمشاد را کہ فاختہ در طوقِ بندگیست — خواہد برائے زلفِ تو مشاطہ شانہ ساخت
خوابِ اجل گرفتہ منِ خستہ را کہ دل — شرحِ درازیٔ شبِ ہجراں فسانہ ساخت
عاشق بیک نگاہِ تو اے ماہ چہار رہ — کارِ ہزار سالہ دریں آستانہ ساخت

مطرب برائے گریۂ جانسوزِ اہلِ دل
گفتارِ دردناکِ فغانی ترانہ ساخت

بادہ در جامت مدام از اشکِ گلگونِ من است — غنچۂ لعلِ تو گویا تشنۂ خونِ من است
خرم آں محفل کہ عمداً گویم از لیلیٰ سخن — ہر کہ پرسد حالِ من گوئی کہ مجنونِ من است
چہرۂ زردم نمودار یست از خونِ جگر — صورتِ حالِ دروں عنوانِ پیراہنِ من است
سایۂ اقبال و تشریف ہمائے وصلِ تو — آفتابِ طالع و بختِ ہمایونِ من است

جلوهٔ حسنت دہد آئینهٔ جاں را جلا — دیدنِ رویت صفائے طبعِ موزونِ من است

چوں **فغانی** از سوادِ خامه سحر انگیختم

وصفِ زلفت در غزل طومارِ افسونِ من است

بازم چراغِ دل بہ مئے ناب روشن است — چشمم ز جلوهٔ گلِ سیراب روشن است

بخشد صفائے چشمهٔ خورشید دیده را — آئینهٔ رخِ تو که چوں آب روشن است

امشب که در خرابهٔ درویش آمدی — بیروں مرو که خانه بمہتاب روشن است

چوں صبح گر ستاره فشانی کنم رواست — کز دیدنِ تو دیدهٔ بے خواب روشن است

شمعِ مرادِ من ز تماشائے ابرویت — ہمچو چراغ گوشهٔ محراب روشن است

خالی مباد ساغرِ دوراز مئے وصال — کز ایں چراغ مجلسِ احباب روشن است

سربازیِ **فغانی** شیدا بہ تیغِ عشق — جوہر صفت ز خنجرِ قصاب روشن است

من بندهٔ حسنے که نشانش نتواں یافت — پنہاں نتواں دید و عیانش نتواں یافت

گنجے که ازاں کون و مکاں ہست بفریاد — فریاد که در کون و مکانش نتواں یافت

افتاده چو دولت بکنارِ منِ درویش — آں نقد که در ہیچ میانش نتواں یافت

نزدیک تر از لب بدہانست دریں باغ — آں سیبِ سخن گوئے که نشانش نتواں یافت

چوں عاقبت از دُردکشاں دید **فغانی**

دیریست که در دیرِ مغانش نتواں یافت

خوبی ہمه کرشمه و ناز و خرام نیست — بسیار شیوه ہست بتاں را که نام نیست

کامے ندید از تو دلِ نامرادِ من — جائیکه نامرادیِ عشق است کام نیست

گاہے صبا بوئے تو جاں بخشدم ولے — افسوس کیں نسیمِ عنایت مدام نیست

مائیم و آهِ نیم شب و نالهٔ سحر — اہلِ فراق را طلبِ صبح و شام نیست

ہرجا که ہست جائے تو در چشمِ روشن است — بنشیں که آفتاب بدیں احترام نیست

ناصح مگوئے پند کہ گفتار تلخ تو | چوں گفت و گوئے ساقی شیریں کلام نیست

مستاں اگر کنند **فغانی** بہ توبہ میل
پیری باعتقاد بہ از پیر جام نیست

وقت گلم تمام بآہ و فغاں گذشت | چوں بگذرد خزاں کہ بہارم چناں گذشت
زیں انجمن چہ دید کہ بیروں نمی رود | دیوانۂ کہ از سر کون و مکاں گذشت
سہل است اگر کنند بجامی مضایقہ | بادل شکستۂ کہ تواند ز جاں گذشت
ہر بادبوئے از نفسے صرف نیکواں | ایں عمر بے بدل کہ چو آب رواں گذشت
نکر کفن کنید کہ آں ترک تیز چنگ | تیغ آں چناں رساند کہ از استخواں گذشت
گوہر فروز چہرہ و بازار گرم کن | اکنوں کہ عاشق از سر سود و زیاں گذشت

فرہاد کار کرد **فغانی** کہ در وفا
رسمی چناں نہاد کہ نتواں ازاں گذشت

بروئیم میشوی خنداں و چشم از تو خونریز است | در آب و آتشم می افگنی باز ایں چہ انگیز است
نداری تاب درد من بروں آ از دل تنگم | دریں محنت سرا منشیں کہ ایں جائے بلاخیز است
بر آب لالہ و دانہ خود خواندہ طعنم مزن چندیں | زباں تیزی چہ حاجت شمع من چوں آتشم تیز است
چہ حاصل چارہ سازی چوں بعاشق در نمی آئی | چہ سود از آشنائی چوں دولت بیگانہ آمیز است
من بدروز بہبودی ندارم ورنہ از بویت | صبا عنبر فشاں گشت و نسیم صبح گل بیز است
مسیحا خستہ گردد گر تو از دستش کشی دامن | من دیوانہ را از ناز کشتن ایں چہ پرہیز است
ہمہ چیز تو محبوبانہ و عاشق کش است اما | قیامت در قبائے چست و آں قد دل آویز است
من و جولانگاہ شیریں سواراں بگذر اے ناصح | بساماں بازماند سر کہ خاک راہ شبدیز است

فغانی در وطن ہر دم گلے از گلشنے دارد
ولے مرغ لشن در صحبت یاران تبریز است

وله مرا بخواند و بگه باز آید برگ

تو ئی مراد دو عالم خرد ہمیں دانست
کسے کہ دید خدا در میاں چنیں دانست

بپایۂ شرف آں رند حق شناس رسد
کہ ریگ بادیہ را لعل آتشیں دانست

چناں کرشمۂ ساقی ربود عاشق مست
کہ در کشید می تلخ وانگبیں دانست

خطا نگر کہ بیک دم ہزار شیشۂ دل
شکست زاہد خود رای و ذرّہ دیں[1] دانست

ہر آنکہ دست بدست گرہ کشائے داد
کلید گنج سعادت در آستیں دانست

سزد کہ مُہر سلیماں باہر من بخشند
ہر آنکہ نیک و بد کار در نگیں[2] دانست

ز برق حادثہ آتش بخرمنش نرسید
غنی کہ قدر گدایان خوشہ چیں دانست

چہ خاک در نظر ہمتش چہ آب حیات
کسے کہ رتبۂ رنداں رہ نشیں دانست

قبول کرد فغانی کہ مفلسش خواندی
تو طعن کردی و ایں سادہ آفریں دانست

باز نقاش خزاں طرح دگرگوں زدہ است
زنگہار یختہ در ہم کہ خم از خوں زدہ است

صاحبان قلم انگشت گزیدند ہمہ
زیں رقمہا کہ سر خامۂ بیچوں زدہ است

دور باد اخطر چشم بد از دختر رز
کہ چو خورشید سر اپردہ بگردوں زدہ است

آنکہ ایں نامۂ سربستہ نوشت است نخست
گرہ سخت بسر رشتۂ مضموں زدہ است

زہرہ آہنگ ہمہ راست زد اں راست گفت
داستاں غلط است کہ از دل زدہ است

ادب از بادہ مجو تیشہ کہ ایں لعل قبا
سنگ بر جام جم و خم فلاطوں زدہ است

عشق در ہر لب جو کوہکنی کرد ہلاک
بہماں سنگ کہ در کاسۂ مجنوں زدہ است

نیست در دائرہ و سطح فلک نقطۂ خیر
اہل ہمت قدم از دائرہ بیروں زدہ است

ساقیا جام لبالب بہ فغانی پیما
کہ بفکر ذہنت نکتۂ موزوں زدہ است

ن ۱ے دوربیں، ن ۲ے از نگیں،

چمن ز سایهٔ ثروت چو گلشنِ ارم است — نهالِ قدِ ترا آبِ خضر در قدم است

یکے ہزار شد آشوبِ حسنت از خط سبز — فغاں ز خامهٔ صنع اینچہ شیوهٔ قلم است

خوشم بنقشِ جمالت کہ در صحیفهٔ کُن — مراد از قلمِ آفرینش این رقم است

بغیرِ آں رخ چو مه کہ تا ابد باقیست — نظر بهر چہ دریں باب میکنم عدم است

بماهِ روئے تو آں آرزو کہ من دارم — ہزار سال اگر بنگرمت هنوز کم است

بناز بر مشکن آرزوئے اہلِ نیاز — کہ جلوهٔ گل و سرو از نسیمِ صبحدم است

بزخمِ تیرِ جفا از حریمِ حرمتِ تو
بروں نرفت **فغانی** کہ صیدِ این حرم است

صد شعلہ آه از دلِ ہر گوشه نشیں خاست — آه این چہ بلا بود کہ از خانهٔ زین خاست

آشفته و کاکل بسر و دوش کشیده — گویا کہ ہمیں دم ز پریخانهٔ چیں خاست

دشمن چہ فسوں خواند کہ آں شمع دل افروز — بنشست چو شاخِ گل و خنداں نه چنیں خاست

ہر چند کزیں دل شکناں گوشه گرفتیم — از جائے دگر سخت کمانے بکمیں خاست

در خاتمِ فیروزه شیریں چہ حلاوت — چوں زهر جدائیش ہم از زیرِ نگیں خاست

سر زد ز دلم صد بنهٔ صبر بلندیش — زیں تلخ گیاہے کہ ازیں شوره زمیں خاست

ہر بار کہ شمشیرِ ترا دید **فغانی**
زاں گونه برآشفت کہ مویش ز جبیں خاست

آزرده بلبلے کہ بدامِ بلا نسوخت — ترکِ ہوس گرفت ز بادِ ہوا نسوخت

یکره دلم در انجمنِ آتشینِ جان — نامِ وفا نبرد کہ با صد جفا نسوخت

ہرگز جدا نشد ز دلم بے تو پارهٔ — کاں پاره ہم ز داغِ جدائے جدا نسوخت

در آبِ چشم و آتشِ دل غرق حیرتم — کیں از چہ رو نگشت مرا آں چرا نسوخت

در محفلے کہ چہره برافروخت شمعِ من — ننشست از کرشمه ز پا تا مرا نسوخت

جائے نگر دبے تو فغانی خیال عیش
کز آرزوئے شمع رخت چند جانسوخت

آہ کاں ابرو کماں چشم سیاہ از ناز لبت
پردۂ نیلو فری بر نرگسِ غماز لبت

داد ازاں سلطاں کہ در مجلس بصد ناز و نیاز
بار کردم صد رہش تیغ از میان و باز لبت

تا چہ افسوں خواند آں لعلِ شکر خا روزِ وصل
کاینچنیں محکم زبان و گوش اہل راز لبت

مے رسد در گوشم آوازے ندانم از کجاست
ترک من گویا بعزم صید طبل باز لبت

چرخ صیادش بصد جاں باز نتواند خرید
ہر کہ دل در دامِ معشوقِ شکار انداز لبت

نالۂ طنبور ترکاں رخنہ در جاں میکند
آہ ازاں ساعت کہ چرخ ابریشم ایں ساز لبت

دوش در میخانہ از چنگ غمش آہے زدم
مطرب خوش لہجہ را صد عقدہ در آواز لبت

استخوانم را بہ بینی خورد کیں تعویذ مہر
از ہوا بالِ ہما صد بار در پرواز لبت

طوطی عمر فغانی بہرِ آں چیستے قبا
ایں ہمہ نخل سخن در گلشن شیراز لبت

آمد سحاب و چہرۂ گلہا ز خواب شست
نیساں دہان غنچہ بمشک و گلاب شست

صحبت مے نبوش کہ گردوں با شکِ گرم
از بہر جرعہ قدح آفتاب شست

خوشباد وقتِ آں کہ صبو بر سرم شکست
کیں دلق خونفشار نشانِ شراب شست

از داغہائے بادہ بر افرافت صد علم
پشمینہ ام کہ عشق بہفتاد آب شست

گو ہمچو برگ لالہ ز برقِ حنا بسوز
گل چوں کتاں خود لبشب ماہتاب شست

بس رند جامہ سوز کہ در مجلس شراب
آلودہ ساخت خرقہ و مے در شراب شست

از من خراب گشتہ دلِ ابتر من است
دیوانہ کہ لوح شکست و کتاب شست

در خاک و خوں نشاند فغانی دلخراب
تا دست از متاع جہاں خراب شست

زہے زخلعتِ نوروز نوبہارِ تنت • درد بہار گریباں زشوقِ پیرہنت
زفرق تابقدم آفتی بجلوہ رخت • تبارک اللہ ازیں زیب و زینتِ چمنت
سفید روئے قبا آب رنگ بالاتش • چہ در خورست و مناسب شگوفہ سمنت
فدائے دامنِ پاکت ہزار باغ و بہار • کہ لائق است بایں لطف پیرہن بدنت
بایں صفت کہ تو آراستی حدیقۂ حسن • روا بود کہ بخوانم بہار انجمنت
ببوسہ میکشی و زندہ میکنی بہ سخن • چہ نیک میروی اے شوخ بوسہ بر دہنت

برائے تحفۂ نوروزِ یوسفانِ چمن
نوشتہ است فغانی ببرگِ گل سخنت

آنم کہ ببزم کسم آہنگ نبودہست • وز پہلوئے من جائے کسے تنگ نبودہست
چندانکہ بہار آمدہ و رفتہ گل از باغ • در ساغرِ عیشم مے گلرنگ نبودہست
ایں نیز صفائیست کہ از ہمدمی ما • در آئینۂ ہمنفساں زنگ نبودہست
زنہار کہ یکبار چنیں پردہ میفند از • زانرو کہ دل آدمی از سنگ نبودہست
یوسف کہ ازو ایں ہمہ خونابہ کشیدند • عاشق کش و بیباک بدیں رنگ نبودہست
من کشتۂ غوغائے تو کہ چوں تیغ فگندی • گویا بکست ہیچ قدر جنگ نبودہست
من از تو مثل گشتم و یعقوب ز یوسف • در ہیچ زماں مہر و وفا ننگ نبودہست
ہر گام رہ عشق زدین است بعقبے • ایں بادیہ را منزل فرسنگ نبودہست

مخروش فغانی ز نوا گفتن عشاق
دلخواہ چو آوازۂ ما چنگ نبودہست

خوباں کہ ز ملک دل شاں چشم خراج ست • حق نظر ست آنچہ ستانند نہ باج ست
در دوست طبیب است علاجِ ہمہ دردے • دردے کہ طبیبم دہد آنرا چہ علاج ست
ایں ذرہ کہ مے آورد دم مژدۂ خورشید • در دل نمک سودہ و در چشم زجاج ست

در منزل عنقا چه رسد مرغ سلیمان — چندانکه نظر میکنم اینجا سرو تاج است
فیضے که نظر میبرد از چشمه خورشید — در روز تواں یافت سخن در شب داج است
در آتشِ سودائے تو صد قافله اشکست — خاکسترِ بازار بود این چه رواج است

بسیار مکش این نفس گرم فغانی
شاید که تحمّل نکند بارِ مزاج است

اے گنجِ دوستی که بود دل نشیمنت — گفتن نمیتواں بکسے راهِ مسکنت
من مرغِ آشیانِ مغیلانِ غیرتم — یارائے آن کجا که در آیم بگلشنت
شاید که شعله بر چمنِ هفتمیں رسد — از آتشِ نهانِ اسیرانِ گلشنت[۱]
سنگِ سیاه سرمه شد از ترکتازِ تو — چشم و چراغِ اهلِ نظر نعلِ توسنت
خنگی سوارِ من چو در آید بترکتاز — زنگ از دلِ غنیم برد برقِ جوشنت
بر اهلِ درد طبعِ لطیفِ تو سرگران — شادی بروزگار رقیبانِ کردنت
بسیار دانهائے دلت پائمال شد — آزارِ ذرّه نرسیده بخرمنت
اے صاحب هزار پری خانه جمال — آزاد کرده عجبے سرو و سوسنت

با آنکه گردِ مژه را بر جهاں دراز
یک چاکِ دل ندوخت فغانی ز سوزنت

هر گه که در سماع رود نخلِ پر فنت — گرد از دلِ جهان ببرد گردِ دامنت
برعزمِ رقص چوں کنی آهنگِ انجمن — خورشید سر زند بتماشائے روزنت
لرزد دلم چو بنگرم از آفت و خیزِ رقص — لرزاں چو برگِ لاله و گل جامه بر تنت
در بزم و رزم هستیِ عاشق دهد بباد — گاهے سماعِ گلبن وگه رقصِ توسنت
سرمست و کف زناں چو کشی نغمه در سماع — آرد جماد را بزبان سرو و سوسنت
در رقص و جلوه چوں مژه را امیدهی کشاد — در میرود برشتهٔ جاں نوکِ سوزنت

۱ ل گلخنت ،

رعنائیِ تو کشت فغانیِ مست را
چوں در سماع شد الفِ سایہ افگنت

شدی بباغ و قدِ سرورِ رواں بشکست   قبائے سبز تو رنگ رخِ خزاں بشکست
میانِ باغ بر افشاند آستیں نخلت   بباد دست بسے گلبنِ جواں بشکست
شہید عشق چناں سرخوشاں شد از بزمت   کہ جام مے بسر خادمِ جناں بشکست
گراں گراں بسر تازیانہ راندی رخش   غرور صف شکنانِ سبک عناں بشکست
پر از شراب امل بود جامِ دل افسوس   کہ ہجر بر سرم آں ساغرِ گراں بشکست
کتاب دردِ من آں یادگار رنگینی دل   کسے کہ خواند ورقہائے بے نشاں بشکست

رقیب و یار بہم دست درمیاں کردند
دلِ فغانیِ بیتاب درمیاں بشکست

زہے در بستر پرہیز غلطاں سرو سیمینت   چراغ دیدہ شب زندہ داراں شمع بالینت
گلستاں شد جہاں از سایۂ ات اے گلبنِ خوبے   خدا در سایۂ خود پرورد گلہائے رنگینت
چناں گرمی کہ چوں جولاں دہی در بیستوں گلگوں   شود آب و غبارِ رہ نشاند نقش شیرینت
نیا رامے دمے از گیرودار شاہد و ساقی   عجب شور شراب تلخ بر دل گشت شیرینت
نخیزد از دلے آہے کہ نبود بر دلت روشن   رموزِ عالمے ثبت است بر جامِ جہاں بینت
مرا داغ تو در بزم ازل شد ہمنشیں با جاں   نکو بنگر کہ ہستم از گرفتارانِ دیرینت
توئی گز عین عزت صانعت از گلشن خوبے   بآبِ زندگی مے پرورد شمشاد و نسرینت
ترا در سر مرا ز آشوب دل تاب کدام آرد   خطاب بزمِ عشرت با عتاب خانۂ زینت
جہانے صیدِ فتراک است چہ سرمستانہ مے بینی   زدہ چنگال در خونِ دلِ احباب شاہینت
بنچیراں لباس مشکیت مانع بود ورنہ   در آویزد بدامن خونِ چند آہوئے مشکینت
فغانی بر نہالِ قامتش چوں میدمی الحمد   حد اورنہ چمن مے افگند گلبانگِ آمینت

ای آفتاب مشعله دار یکملت — آفاق روشن از علم نور مشعلت
دلهای دوستان که کتاب الٰهی است — مستان چو ترک تازکنی حرز و هیکلت
بر عزم کارزار چو بیرون نهی قدم — از شرق تا بغرب بود گام اولت
ای تابعان شیوۀ حسن تو یوسفان — بر صاحبان حسن خدا ساخت مرسلت
سر دفتر جمال توئی مجمل سخن — تفصیل را چه فائده گفتیم مجملت
ای بسته در امور به پروردگار دل — پروردگار در همه کارت موکلت
دیباچۀ وفاست وجود شریف تو — نقش جبین و زلف دو تا لوح جدولت
یکبار بنیم بدهم جان و بگذرم — مردم چو بی غمان نتوان بود ایکلت

مستانه چاک ساخت **فغانی** لباس صبر
گرمست از نظارۀ سنجاب و مخملت

مرادم ز تو دیدنی بیش نیست — تمنا خرامیدنی بیش نیست
شب وصل کامم از آن چشم و لب — نگاهی و خندیدنی بیش نیست
ببزم نظر رقص چشم و دلم — بخونابه غلطیدنی بیش نیست
دل خسته را از دو عناب تو — هوس حال پرسیدنی بیش نیست
ز بس غیرت عشق میسلم بتو — عتابی و رنجیدنی بیش نیست
بخورشید روی تو مقصود من — نهان مهر ورزیدنی بیش نیست
ز گلزار حسن تو پنهان ز تو — بنظاره گل چیدنی بیش نیست

فغانی مرو پیش دنبال او
که بیهوده گردیدنی بیش نیست

تا جان تنم ز سیل فنا در کشاکش است — سیل عرق مگوی که طوفان آتش است

. . . .

زاں نخل تر فغاں کہ زگلہائے آتشیں — از پائے تا بفرق چو شمع منقش است

فریاد ازاں حریص طرب کز چراغ جام — آتش بخلق در زدہ در فرش زرکش است

غش کرد ہر کہ دید بایں آتش آں جمال — ایں لالہا شگفتہ زمے ہائے بیغش است

مارا ز آتشِ تو دہاں خشک و دیدہ تر — خوش آں عرق کہ از شکرت چاشنی خوش است

ہر دم **فغانی** از اثر گرم آں نظر — در آتش از حرارت آں ترک مہوش است

آتش فروز سینۂ احباب پیلتن
کش آفتاب رشتہ کش بند ترکش است

بود خوبی زیادہ عشرت افزوں روز از روزت — خدا بر منتہائے ہمت خود کرد فیروزت

ترا ہر ماہ داداں عید و نوروزیست در پہلو — کہ عید از عید و از نوروز خوشتر باد نوروزت

نمیدانم چہ درد دل داری اے سوزاں تر از آتش — کہ در کیں بر سر آشوبِ دیگر بینم امروزت

زہے صدقِ درست و نیتِ صافی کہ با یاراں — چو شہد و شیر بینم طبع خوبی کینہ اندوزت

چرا کافر نگردم از دو چشم کافرت زینساں — کہ بر ایمان و دینم رخنہ زد ترکان کیں سوزت

دو عالم سوز داز شمع رخت یکدل چہ تاب آرد — کہ از ہر دم نہاں دارد چراغ عالم افروزت

زمانے ہمدمی با تو جہانے آتش انگیزد — چہ تابِ آنکہ گردم ہمدم و ہمرازِ نوروزت

سرت خوش صبح شام از نغمۂ عود و طرب سازند
فغانی ہم یکے از حلقۂ یاراں دل سوزت

یار گلگوں راند و داغ حسرتم در دل گذاشت — گرم بگذشت و مرا در اول منزل گذاشت

آہ اگر آہے بر آید از دلے کاں فتنہ جوئے — رفت چوں آب حیات و خلق را بسمل گذاشت

لعل بر آتش چو برق از دیدہ رفت آں سحر ساز — صد گرہ در دل مرا چوں شیشۂ قلقل گذاشت

آسمانم تا کنوں در چارہ کشتن نبود — کارم اکنوں شد کہ در ہجران آں قاتل گذاشت

از پے آں گرم جولاں میزند سر بر زمیں — آنکہ صد ناخن بسنگ راہِ ہر محمل گذاشت

درمیان ما و او گردے نبود از ہیچ رو　　　　در حجاب حیرتم ایں بخت نامقبل گذشت

بادلِ نالاں **فغانی** دور گشت از بزم دوست
از برائے درد دورے فیض آں محمل گذشت

دل خواست تا ز دور ہوا خواہ باشمت　　　　آں دولتم نبود کہ ہمراہ باشمت
روز تماشا را مقدم گلگوں بہم رہی　　　　شبہا غبار دامنِ خرگاہ باشمت
روز شکار ہمدمِ گلگشت لالہ زار　　　　مستاں غزل سرائے شب ماہ باشمت
زیں شعلہ ہائے گرم کہ در دل زدم گرہ　　　　دشمن گداز و جانِ عدو کاہ باشمت
آہے کہ برکشی ز دل ہمچو آئینہ　　　　از جاں شرار چیں تنک آہ باشمت
چوں نیست تابِ صحبتم از عینِ اشتیاق　　　　ہر جا کہ انجمن تہی آگاہ باشمت

خوش گفت با **فغانیِ** مسکیں خیال تو
بنشیں کہ بر جنازۂ دل شاہ باشمت

آنرا کہ دیدۂ دل آگاہ بیش نیست　　　　از دست تا بپا قدمے راہ بیش نیست
دمساز ہجر باش کہ مرد وصال جوے　　　　دست دراز و ہمت کوتاہ بیش نیست
در دست آنچہ خیزد از و کام درنہ کام　　　　جز آب حسرت و غم جانکاہ بیش نیست
حق خیال جلوۂ رومال و پیرہن　　　　مارا مجال دامن خرگاہ بیش نیست
گفتی میاں درار الف ہو برائے من　　　　گشتم الف و مے الف آہ بیش نیست
عاشق کہ سر نباخت بود نقش روئے آب　　　　سیم سرشک و چہرہ خوں کاہ بیش نیست
ابرو اگر بلند کند ماہ نو بحسن　　　　گو باش ایں معاملہ یکماہ بیش نیست

ایں مشتِ استخواں کہ **فغا نیست** نام او
نیکو ببیں کہ بندۂ درگاہ بیش نیست

خوش آں رسیدہ کہ در دوام روزگار نسوخت　　　　نیامد از عدم اینجا و زار زار نسوخت

کدام تنگدل از بادہ مست گشت شبے — کہ چند روز دگر در غم خمار نسوخت
کہ دل بوعدۂ شیریں لبے مقید ساخت — کہ تا بروزِ قیامت در انتظار نسوخت
شرارِ دل نہ مرا ذرہ ذرہ سوزد و بس — درونِ کیست کہ صد بارہ زیں شرار نسوخت
چراغِ عیش نا فروخت درسراچۂ دل — کسے کہ پیش تو خوں را ہزار بار نسوخت
دریں محیط ندیدم درے کہ در طلبش — ہزار طالب سرگشتہ در کنار نسوخت
نہ دوست بود کہ غمگیں نگشت در غمِ دوست — نہ یار بود کہ جانش برائے یار نسوخت

بخور شراب **فغانی** واشک گرم مریز
نہ خوش دمے کہ دماغت دل فگار نسوخت

دوا خواہم ز تو اور اکم اینست — ہلاکِ آں لبم تریاکم اینست
یکے بند قبا بکشای اے گل — دوائے سینہ صد چاکم اینست
ترا در بر کشم تا گشتہ گردم — تمنائے دلِ بیباکم اینست
بروز آرم شبے باچوں تو ماہے — مراد از انجم و افلاکم اینست
بسوزاں جان من ہر جا کہ باشی — بگو من آتشم خاشاکم اینست
ہمہ حرف تو روید بر زبانم — چگویم چوں در آبِ خاکم اینست
اگر زہر م چشانی اے دل افروز — مراد از لعل تو تریاکم اینست

گہے سوزد دلت بہر **فغانی**
نشان آہ آتشناکم اینست

دیوانہ ام مراسخنِ واژگوں بس است — در نامہ ام حکایت عشق و جنوں بس است
یکچند تیسر تالہ من مے تواں شنید — اے مست عشق[ن] زمزمہ ارغنوں بس است
بہر ہلاک خویش چہ آیم بسزم تو — ایں یکنظر کہ مے نگرم از بروں بس است
تا چند رنج خاطرم از دیدنِ رقیب — عمرے بدرد دل گذراند کنوں بس است

ن لہ عیش ،

انگیز گشتنم کن اگر دوستی رفیق ‌ ‌ ‌ رسوا شدم بر رفع جنونم فسون بس است

بازاین چه شیون است **فغانی** بشهر و کوی
چشمے نماند کز تو نشد غرقِ خوں بس است

دردِ من امروز عجب از عشق زیبا دلبریست ‌ ‌ ‌ دوزخے در جانم از داغ بهشتی پیکریست
چوں نسوزم بیتو در بستاں که در جانم زغم ‌ ‌ ‌ هر گلے داغے و هر داغے فروزاں اخگریست
من که مشغولم بذکر بادهٔ لعلت مدام ‌ ‌ ‌ کے بود یادم که جائے سلسبیل و کوثریست
شوق گفتارت که شد در سینهٔ سوزاں گره ‌ ‌ ‌ آتشے گویا فروزاں در دل خاکستریست
دفتر گل را که شست از گریه ابر نوبهار ‌ ‌ ‌ هر ورق بر خونِ پاکِ دردمنداں دفتریست

هر حباب از چشمهٔ چشم **فغانی** روز هجر
از هوائے باده در شبهائے وصلت ساغریست

فرهاد رفت و کوهِ ملامت بجا گذاشت ‌ ‌ ‌ کار تمام ناشده را پیش ما گذاشت
مجنوں که بود شهره بدرد و بلائے عشق ‌ ‌ ‌ رفت از میاں و جا بمنِ مبتلا گذاشت
دل دید چوں هجوم غمت کرد ترک جاں ‌ ‌ ‌ خود را خلاص کرد و مرا در بلا گذاشت
گر من شدم بقائے سگانِ درِ تو باد ‌ ‌ ‌ خوش آنکه رفت جائے باهل وفا گذاشت

لب از فغاں به بست **فغانی** دریں چمن
گلبانگ را به بلبلِ دستاں سرا گذاشت

بکشا زباں که طبع زبونم گره شده ست ‌ ‌ ‌ در سینه آرزوئے فزونم گره شده ست
از بس که جور بینم و دم بر نیاورم ‌ ‌ ‌ اندوه عالمے بدرونم گره شده ست
نگشاید آیم از دل و رویم بخنده هم ‌ ‌ ‌ از درد و غم درون و برونم گره شده ست
خواهم که بگسلم زهمه کار چوں کنم ‌ ‌ ‌ در طبع سفله همت دونم گره شده ست
دلسوخت چوں سپند و کشادش نشد ز تو ‌ ‌ ‌ دردا که با تو سحر و فسونم گره شده ست

هر جام مے کہ قطرہ فشاں دادہ بغیر
در دل ہزار قطرۂ خونم گرہ شدہ ست

هر کس کشاد یافت **فغانی** ازاں کمند
بیچارہ من کہ بند جنونم گرہ شدہ ست

ترکِ من جانب صحرا پے نخچیر شدہ ست
ہر سر موئے دگر بر تنِ من تیر شدہ است

آنچناں کز ہمہ آں ترک سر آید بجمال
در جہاں داری و لشکر شکنی میر شدہ است

در دلش ہست کہ چوں آب خورد خونِ مرا
گرچہ با من بزباں چوں شکر و شیر شدہ است

ہمہ را سوختی آں روز کہ بر بام شدی
آفتابِ تو بیک جلوہ جہانگیر شدہ است

شعلہ آہ **فغانی** نگر و حال مپرس
کز لب تشنہ او قوتِ تقریر شدہ است

نے دارم از دو سودم ہمین است
نگارم سخت بہبودم ہمین است

کشم آہے و سوزم خرمنِ خود
زبانِ آتش آلودم ہمین است

فراموشم کند آں دیر پروا
بلائے جان مردودم ہمین است

اگر من زندہ باشم ور نہ باشم
ترا خوش باد مقصودم ہمین است

ز فرقِ آہ سازم خانہ روشن
طرب گاہے زراندودم ہمین است

کشائم در خیال آں روئے و سوزم
فغانی فالِ مسعودم ہمین است

سبزی آثارِ خط گرد لب آں سادہ بست
ایں عجب آبِ زمرد بیں کہ در بیجادہ بست

کشتۂ آں خطِ نوخیزم کہ چوں ترکیب شد
صورتش معنی آب زندگی در بادہ بست

زاں نو آموزم جگر خوں شد بلائے از زیاں
ہر کہ پیماں با حریف کار نا افتادہ بست

آنکہ دامن مے فشاند از گرد راہ میفرش
بہر بزمش گل خرید و بر سرِ سجادہ بست

اے کہ در دامے نیفتادی ہمیں زنجیر زلف
ایں کمند فتنہ پائے مردم آزادہ بست

ہر سرِ موئے فغانی رشتۂ زنار شد
تا بنائے عہد یا آں نا مسلماں زادہ [ن لہ] بست

مستِ تو بجز نالۂ جانسوز ندانست — نشۂ رخت گل تازہ و نوروز ندانست
مجنونِ تو ہم بر سرِ خاکسترِ گلخن — جاں داد و بہار چمن افروز ندانست
فردا چکند با جگر سوختہ عاشق — چوں فائدہ صحبت امروز ندانست
سوزِ دل عشاق چراغِ رہ جانست — بے نور دورنی کہ چنیں سوز ندانست
دل جوہر دانش بے و روئے نکو داد — قدرِ خرد مصلحت آموز ندانست

ناقص شد ازیں طارم فیروزہ فغانی
مسکیں اثر طالع فیروز ندانست

دستِ اجلم بر دل ماتم زدہ رہ بست — عودِ دلم از دود جگر مار سیہ بست
آہ از دلِ آں مست کہ چوں رخش بر قتا خت — اول گذر بادیہ بر میر سپہ بست
منشور سر افرازی گردنکشی او — تعویذ دلِ ماست کہ بر طرفِ کلہ بست
ہر دل کہ ز دلبر اثرِ حسن و فا جست — سودائے خطا کرد و تمنائے تبہ بست
دست از ہمہ او برد کہ در معرکۂ عشق — از روئے ارادت کمرِ خدمتِ شہ بست
یوسف بہ بیابان بلا چو علم افراخت — خورشید ہر ابر دہ اش از پردہ مہ بست
ہر طرح کہ در پردۂ دل حسنِ تو انداخت — صد صورت دلکش ہمہ بر وجہ شبہ بست

قطع نظر از شہر بتاں کرد فغانی
بیروں شد و از دیر مغاں بار گنہ بست

عاشقاں را در سرِ شوریدہ سودا آتش ست — در نہاں چوں نشتر و در دل ہویدا آتش ست
تن نخواہد خوابگاہِ نرم چوں گرم ست دل — گلخنے را زیر پہلو فرش دیبا آتش ست
میگدازم از حیا تا از تو مے جویم مراد — در نہادِ بیدلاں عرضِ تمنا آتش ست

ن لہ تازہ۔

خواب مستی کردہ میسوزم ز آشوبِ خمار | چوں نسوزم چوں مرادر جملہ اعضا آتشست
مے مخور بے یار گرچہ ساقیت باشد خضر | کانچہ امشب آبحیوانست فردا آتشست
مردِ صاحبدل رساند فیض در موت و حیات | چوب گل چوں خشک گردد وقت سرما آتشست

گرچنیں خواہد کشید از دل **فغانی** آہِ گرم
تا نفس خواہد زدن گلہائے صحرا آتشست

باز با مرغ سحر خواں غنچہ عقد تازہ بست | دفترِ گل را بعنوانِ وفا شیرازہ بست
آب و سبزہ شد برون بر روئے گلرویان شہر | محتسب ہر چند از غربت در و دروازہ بست
جوش مستان و خروش رود و گلبانگ ہزار | زیں نواہا در ہوا از شش جہت آوازہ بست
اشتیاقِ بادہ چنداں شد کہ ہنگام صبوح | غنچۂ سیراب نتواند لب از خمیازہ بست
نازکانِ باغ را حاجت برنگ و بو نبود | زیں سبب در کاسہائے لالہ مشک غازہ بست
طرح ایں مجلس برون ز اندازۂ وہم است و عقل | آفریں بر دانشِ استاد کیں اندازہ بست

طبع موزونِ **فغانی** بیں کہ در گلزار عشق
ہر بہار از معنیِ رنگیں چہ نخلِ تازہ بست

خورشید من کہ رخشِ جفا گرم داشتست | حسنش بدیں خیال خطا گرم داشتست
تا کے دہد عنانِ مرادم فلک بدست | حالا بتازیانہ مرا گرم داشتست
تا آمدم بوادیِ ہجراں گداختم | ایں منزل خراب ہوا گرم داشتست
در عاشقی بسوزشِ من نیست عندلیب | ہنگام را بصوت و صدا گرم داشتست
چوں بیضہ سپہر برآرد بزیر بال | مرغے کہ آشیان وفا گرم داشتست
در حیرتم کہ آتشِ صوفی برائے چیست | چوں صفہ را سماع و صفا گرم داشتست
در چنگ دہر نیست نوائے غلط مرو | کیں بزم را ترانۂ ما گرم داشتست
یک اختر نیست بر درِ ایں خانہ آفتاب | بازار خوبئے تو خدا گرم داشتست

چوں شمع انسوخت فغانی نیافت وصل
مجلس از آنِ اوست که جا گرم داشتست

عاشقاں را دم گرم و دل پر درد بس است
گریہ و گل نبود اشک و رخ زرد بس است

آسماں گو بر ہم مشعل خورشید مدار
کہ مرا ہمرہیِ آں مہِ شب گرد بس است

شہرہ گشتیم بہ تر دامنی و تیرہ دلی
چند ریزید بر آئینۂ ما گرد بس است

مطلبِ جامِ جم و آئینۂ اسکندر
کہ زمردان رہے یک نظر فرد بس است

نیم جانے بدر آوردہ ام از دیر مغاں
ایں قدر زیں سفر دور رہ آورد بس است

مرشدِ راہ فنا تجربۂ زندہ دلانست
خضر ایں راہ دلِ حادثہ پر درد بس است

از پریشانی شمع است گراں جانیِ جمع
لب فرو بند فغانی نفسِ سرد بس است

چشم نظرے در رخ آں دل گسل انداخت
در ہم شد و نیزم بدل منفعل انداخت

جنگِ مے و معشوق جنگ دل و دیدہ ست
کو حملہ بدل زد دلِ پر خوں بگل انداخت

در جامہ نگنجیم ازیں شوق کہ آں شمع
دستم بگریباں زد و آتش بدل انداخت

ہر ہیلۂ بلغار کہ در دست نگاریست
دستیست کہ سر پنجۂ ترکِ چگل انداخت

میخواست کہ سر رشتہ فرو ریزدم در ہم
آتش شد و سوزم بدلِ مضمحل انداخت

یکبار نہ پرسید تغلطیدن چشمے
مارا کہ بمژگاں زدن متصل انداخت

در آب و عرق از غضب یار فغانی
دل را چو گل نم زدہ خار و خجل انداخت

ردیف الجیم

دو ہفتہ ای کہ حریفی دریں سرائے سپنج
اگر بہ جرعہ دُردے رسی بنوش و مرنج

جہاں بت ایست کہ چوں دل بمہرِ او بستی | جفا و جور زیادہ کند بشیوہ و غنج
ترا کہ ہست پر از شب چراغ خانۂ دل | سر شکِ لعل مریز از برائے گوہر و گنج
تو مردِ بازی سیارہ نیستی اے دل | زیادہ با فلکِ خردہ داں مچیں شطرنج
کمندِ حادثہ دامیست درکمیں گہِ تو | ہزار حلقہ و ہر حلقۂ ہزار شکنج
نشانِ سنگِ ستم ساز دش نہ محرمِ راز | عروسِ دہر بہر کس کہ زد زمہر ترنج

فغانیست وہمیں داستان مہر فزائی
شمار سنج ندانند زبانِ قافیہ سنج

چند رود مستِ ما برورِ خمار کج | تاج کرامت کند بر سر آزار کج
ماہ در آید بسر مہر در افتد برو | بر سرکیں چوں نہد گوشۂ دستار کج
آہ چہ مردم کشست ہمدمِ میخوارہ را | در سرِ ابرو گرہ نرگس خونخوار کج
آنکہ کہ غنچہ بود بر روش اعتدال | باغ چو بشگفت ساخت رشتہ بیکبار کج
زلفِ پریشاں خوشست در نظرِ مشتری | چوں نگر داین متاع چشم خریدار کج

مست و خرا با تیم از شرف کعبہ دور
کردہ کلاہِ ادب بر سرِ بازار کج

ردیف الحاء

شد[۱] از نظارۂ تو خجل آفتابِ صبح | لعلت بخندۂ نمکیں بردہ آبِ صبح
تاباں ز جیب پیرہنت سینہ چو سیم | چوں روشنیِ روز سفید از نقابِ صبح
مارا چو شمع با تو نشانید رو بروے | سوز و گداز نیم شب و اضطرابِ صبح
دل را فراغ میدہد و دیدہ را ضیا | دیدار آفتاب وشاں و شرابِ صبح
دیوانۂ جمال تو از مستیِ خیال | ذوق مے شبانہ ندانست و خوابِ صبح

[۱] ن لہ اے۔

خونین دلم ز سیر مہ و مہر روز و شب[1] — وز دیر ماندنِ شبِ تار و شتابِ صبح

بستاں مے صبوح فغانی بفالِ سعد
ایں دم کہ آفتاب کشاید کتابِ صبح

ردیف الخاء

مرغِ دلم بحلقۂ موئے نہادہ رخ — در باغِ وصل بر گل روئے نہادہ رخ

مستِ وصال چوں نشود آنکہ ہر نفس — بیخود بجیب غالیہ بوئے نہادہ رخ

در بزمِ عشق ہر نفس از گرمیِ فراق — لب تشنۂ بہ پائے سبوئے نہادہ رخ

در گلشنِ خیال تو از تند بادِ غم — ہر برگِ لالہ بر لبِ جوئے نہادہ رخ

از دیدہ ام بجُستنِ آں دانۂ گہر — ہر قطرۂ سرشک بسوئے نہادہ رخ

افگندہ ام عنانِ دل از دست ہر دو ہر[2] — در خونِ من دو اسپہ عدوئے نہادہ رخ

ہر صبح تا بشام فغانی بجا جتے
گریان و مبتلا[3] سرِ کوئے نہادہ رخ

تا کے بزیرِ چشم کشیدن شرابِ تلخ — شیریں نمے شود دہنِ ما ز آبِ تلخ

تلخی مکن کہ بر دلِ ما تلخ میکنی — شیرینیِ کرشمہ بناز و عتابِ تلخ

ما بوسہ خواستیم تو دشنام میدہی — شیریں نماید از لبِ شیریں جوابِ تلخ

عشاق راست در پئے ہر ساغرِ فراق — از دیدہ نُقل شور و ز دلہا کبابِ تلخ

شب جامِ بیخودی و سحر زہرِ نیستی — آہ ایں چہ زندگی بود خوردہ و خوابِ تلخ

دودِ دلم ز بیخودیِ غم بروں دہد — از کاسہائے دیدۂ گریاں گلابِ تلخ

از دل سوادِ صبر فغانی ز گریہ شست — در آبِ شور بہ ورق ایں کتابِ تلخ

ن [1] چوں شفق ، ن [2] ہر طرف ، ن [3] بقبلہ ،

ردیف الدال

خوبی با لتفات و وفاکم نمے شود
بنمائے روے کہ از تو صفاکم نمے شود

صحبت بیاد بوسہ و پیغام تا بکے
ایں غائبانہ بازیِ ماکم نمے شود

من بوئے دل فرستم و تو نکہتِ عبیر
بارے ورین میانہ صباکم نمے شود

روزیکہ[1] بود با منِ مخلص یکے شوی
در کارِ بندہ لطفِ خداکم نمے شود

اکنوں کہ آمدی نظرے ہم نمے کنی
از نرگسِ تو رنگِ حیاکم نمے شود

یارب چہ خیر میکنی اے پادشاہ حسن
کز پیش خرگہِ تو گداکم نمے شود

ہر چند خیر بیش بود ذکر خیر بیش
نعمت زیادہ کن کہ جزاکم نمے شود

خوں خوردنست کارِ فغانی زہجر وصل[2]
آسودہ چوں شوم کہ بلاکم نمے شود

بیا کہ شاہدِ گل شمعِ بوستاں گردید
چمن ز حور وشاں روضۂ جناں گردید

ہوا کریم صفت گشت و ابر گوہر بار
فلک انیس شد و بخت مہرباں گردید

بیکد قطرہ کہ از دیدہ ریخت بلبلِ مست
نظر بکن کہ چہا در چمن[3] عیاں گردید

کسے کہ با مے و مطرب نشست بر لبِ جو
میانِ برگ گل از چشمِ بد نہاں گردید

چناں پیالۂ دُردی کشاں لبالب شد
کہ خاک راہ ہوسِ آب در دہاں گردید

شراب گشت چو خون شہید عشق سبیل
بدستِ ہر صنمے ساغرے رواں گردید

ہوا خوشست فغانی حریف بادہ طلب
کنوں کہ در ہمہ جا مستِ میستواں گردید

دمبدم در عاشقی دل را زیانے مے شود
ہر زماں از عمر من آخر زمانے مے شود

دل اسیرِ خردسالی گشت وایں چرخِ کہن
پیر میسازد مرا تا او جوانے مے شود

ن ۱ روزے بود کہ، ن ۲ بہ ہجر و صل، ن ۳ جہاں،

روزِ اوّل چوں نہاد انگشت بر حرفِ قلم　　نفس مے بستم کہ آخر نکتہ دانے میشود

ماہِ من باشد فہن ساقیِ خورشید روئے　　بر درِ میخانہ ہر ساعت ترانے میشود

ایں خرابیہا کہ واقع شد ز آبِ چشمِ من　　گر فرشتہ در قلم آرد جہانے میشود

من نہ آں مرغم کہ رنگے دارد از باغ و بہار　　ایں قدر دانم کہ گاہے خوش خزانے میشود

بعد ازیں از دستِ بدخواہاں نخواہم خورد مے　　بر تنم ایں آب اگر ہر قطرہ جانے میشود

ایں خبر ہائے عجب کز یار مے آرد صبا　　میبرم از یاد اگر نہ داستانے میشود

دہ چہ معنی دارد ایں صورت کہ با چندیں سخن
در حضورِ او فغانی بے زبانے مے شود

روزِ گل گشت است یاراں برگِ عشرت ساختند　　گل رخاں رفتند و در گلزار صحبت ساختند

گوشۂ بستاں خوش است اکنوں کہ محبوبانِ مست　　در یکے پائے گلے جستند و خلوت ساختند

کار افتاد است عاشق را کہ در صحرا و باغ　　دلبراں ہر روز مجلس را بنوبت ساختند

وقت آں آمد کہ در عالم بدست آید گلے　　بینوایاں بس کہ با خارِ ندامت ساختند

دوست دارم بزمِ میخواراں کہ گر دشمن رسد　　در زمانش مست از جامِ محبّت ساختند

گرچہ مستم چشم بر لطفِ ازل دارم ہنوز　　زانکہ حاضر بودہ ام آنجا کہ جنّت ساختند

آہ ازیں بستاں کہ تا برگِ نزہت آمد بروں　　از برائے رفتنش صد گونہ تہمت ساختند

بادہ پنہاں کن فغانی تا نگیرند تامِ بد
کیمیائے کاں بصد تدبیر و حیلت ساختند

تو آں گلی کہ مہِ آسماں جبینِ تو بوسد　　ملک ز سدرہ فرود آید و زمینِ تو بوسد

چناں لطیف مزاجی کہ جاں بسجدہ نیاید　　اگر نسیمِ صبا برگِ یاسمینِ تو بوسد

بخوبی آنکہ سر از جیبِ آفتاب برآرد　　ہنوز دل نپسندد کہ آستینِ تو بوسد

کسے کہ مہرِ خموشی بلعلِ نوش لباں زد　　در آرزوست کہ بگذاری و نگینِ تو بوسد

بمکتب تو ملازم بود فرشتهٔ رحمت — که رشحهٔ قلم سحر آفرین تو بوسد
رود نشانهٔ دندان حسرت از لب عاشق — دمے که میبہنی دست نازنین تو بوسد
نخورد عاشق لب تشنه مے ز جام مرصع — ازیں ہوس که مگر لعل آتشین تو بوسد

ببیں که تا بچه غایت رسید شوق فغانی
که در خیال دہان چو انگبین تو بوسد

براوج حسن چو آں ماه کجکلاه برآید — خروش عشق ز هر روش پادشاه برآید
چه طالع است بینندگان ستارهٔ روشن — یا آفتاب روی همره و یا ماه برآید
نهان بسینهٔ شرخود دگرسے سینه چه دارم — بسوزم و ز گلم لالهٔ سیاه برآید
چو خط و خال وے چند از برائے سوختن من — یکے غنیم شود دیگرے گواه برآید
گناه گرچه نکرد ہم ازاں چناں بقصاصم — که دوست گر بدید از جان دشمن آه برآید
ز حد گذشت ملامت خدا رز شعلهٔ آہے — که روز درد ز دل هلیے بے گناه برآید

غم و ندامت و حسرت بجاں رسانده شبیخوں
چناں فغانی تنها بایں سپاه برآید

گل آمد ساقیا معشوق گل رخسارے باید — مے بیغش بدست آمد گل بے خارے باید
چرا باشند مرغان بہشتی حبس در مکتب — مقام آں نادروان گوشهٔ گلزارے باید
چو نام دوستی بردی بیفشاں از وفا تخمے — بگفتن راست ناید کارها کردارے باید
خوشست آں وعده کز جاں بمقصودے رسد عاشق — زبان چرب را از شیرینی گفتارے باید
نه آسانست کشتن خلق را و ساختن زنده — لب شکرفشاں و ز غمزه خونخوارے باید
بر آں محنت که در عالم از آں دشوارتر نبود — به پائے میتواں از پیش بردن یارے باید
جمال چهرهٔ معنی ندارد عاشقش چنداں — متاع یوسف است ابدل کنون بازارے باید
فغانی خانهٔ ویراں ساز تا نامت بقا گیرد — اثر خواهی که ماند در جهاں شیارے باید

بقدرِ طاقتِ خود ہر کسے غمے دارد — دلِ من است کہ اندوہِ عالمے دارد
خراب حالم و باکس نمیتوانم گفت — خوشا کسے کہ بہر حال محرمے دارد
شد است نامہ سیاہ خواجہ را و خاتمِ زر — دلش خوش است کہ در دست خاتمے دارد
مرا و با بمیانِ سہی قداں بستند — ولے چہ سود کہ بس جائے محکمے دارد
چہ دل نہی بر رفیقانِ ناز پرورده — کسے ست یار تو کو بہر تو غمے دارد

شراب خوردہ فغانی و در خمار شدہ
جدا ز ساقیِ گل رخ جہنمے دارد

خوش آں شبہا کہ سر بر آستانِ دلستانم بود — ز خاکِ پائے او مہرِ خموشی بر دہانم بود
بہر صورت کہ میرفتم بکویش آشنا بودم — نہ غوغائے سگانش بیم سنگِ پاسبانم بود
بخوابِ بیخودی شبہا بکنجے میشدم ساکن — ز سوئے پاسبانش گوشۂ چشمے نہانم بود
چو بلبل نیم شب گر خواب مستی میشدم بیدار — زباں چوں میکشودم نام آں گل بر زبانم بود
چو از نظارۂ خورشید رویش بیخود افتادم — ز کویش ذرۂ کاں بر ہوا میرفت جانم بود

فغانی میشدم بے طاقت از نظارۂ آں ماہ
ولیکن غیرتِ او مانعِ آہ و فغانم بود

جز جور و جفا پیشۂ محبوب نباشد — خوبی کہ جفائے نکند خوب نباشد
جائے نرسانکہتِ پیراہنِ یوسف — گر خود کششِ از جانبِ یعقوب نباشد
ہرگز دلِ پُر خوں نشود طالبِ درماں — مارا کہ بجز دردِ تو مطلوب نباشد
یک شمہ نجات از المِ عشق نیابد — آں راکہ بدل صبرِ صد ایوب نباشد

گر جذبۂ عشقت نشود یار فغانی
در راہِ طلب سالکِ مجذوب نباشد

احباب را ادائے کلامِ تو مے کشد — نقلِ درست و بحثِ تمامِ تو مے کشد

ن۔ ردیش۔

ہردم رقیب از تو پیامے رسا ندم
باک از رقیب نیست پیامِ تو مے کشد

بیداد کن کہ خون نتواں خوم است از فلک
صیدے کہ در شکنجۂ دامِ تو مے کشد

وہ زین غرورِ حُسن کہ بر ہر گلِ چمن
خلقے در آرزوئے سلامِ تو مے کشد

چوں آبِ زندگی ہمۂ جان و دل جیسو د
چون زنده میکنی و خرامِ تو مے کشد

پیدا بُود کہ روضۂ بچند آدمی رسد
مارا ہوائے صحبتِ عامِ تو مے کشد

در آب و آتش ست فغانی بیادِ تو
وسواسِ دل بگفتنِ نامِ تو مے کشند

مجاوران سرِ کوئے یار سر بخشند،
خورند زہر و بخلقِ خدا شکر بخشند

چہ جائے بادۂ لعل و مفرّح یاقوت
درآں مقام کہ احباب جامِ زر بخشند

گدائے شہر کجا ہم عناں تواند شد
بہر دمے کہ گہے تاج و گاہ سر بخشند

ہمیں بود کرمِ دلبرانِ اہلِ نظر
کہ سیم ناب ستانند و خاکِ در بخشند

بہر امید کہ خوباں نہ آں درختانند
کہ گل دہند بعشاق یا ثمر بخشند

اگرچہ یک ہنرم است و صد ہزاراں عیب
غریب نیست کہ جرمم بداں ہنر بخشند

ہوائے میکدہ دارد فغانی مخمور
بود کہ اہلِ دلش ہمّتِ نظر بخشند

بتانِ شہر کہ ترکانہ تاج مے طلبند.
مرا د سر بود از ہر کہ باج مے طلبند

نماند در جگرم آب ازین سیہ چشماں
ہنوز ازین دہ ویراں خراج مے طلبند

ز دردِ عشق دلِ خلقِ روزگار پُر است
بغایتے کہ طبیباں علاج مے طلبند

بجلوہ بتواں شد چراغ مجلس و بس
صفائے فطرت و لطفِ مزاج مے طلبند

دُردِ دُردکشاں رفتہ رفتہ گشت و ہنوز
شراب لعل ز جامِ زجاج مے طلبند

مراں ز انجمنِ خویش تنگدستاں را
کہ جرعۂ ز سر احتیاج مے طلبند

ن ا د ا و

شکر ز شیر جدا مے کند یک جہاں — نہ ہمچو شیر و شکر امتزاج مے طلبند

مدہ ز دست فغانی کمند زلفِ بتاں
کزیں مراد بہ شبہائے داج مے طلبند

چہ شد کہ از ہمہ جا گئے بوئے درد مے آید — زہر کہ مے شنوم آہِ سرد مے آید
ز گریہ کور شدم وہ کہ کس نہ شد پیدا — ازیں گلاب کہ بر روئے زرد مے آید
قرار نیست دریں چشم ہر زہ گرد ہنوز — ز رہگذار تو چنداں کہ گرد مے آید
ز عشق خونِ جگر نوش شکر کن مستیز — ز عالم از پئے تو آب خورد مے آید
یکے دو دست نساز و زمانۂ نامرد — ز صد شکست کہ در کار مرد مے آید
مخور فریب کہ پس ماندۂ ہزار خم است — مئے کزیں قدحِ لاجورد مے آید

ضرورت است فغانی وصال ہم نفسے
ز صد ہزار یکے چوں تو فرد مے آید

آنانکہ با خلاص کلامِ تو نویسند — در اولِ دفتر ہمہ نامِ تو نویسند
آنی کہ زبر بزمِ ہنر و انجمنِ فضل — جا دو قلماں جملہ سلامِ تو نویسند
یا رب چہ بلا ماہ تمامی کہ نمایاں — بر دل صفتِ حسن تمامِ تو نویسند
بس نکتۂ دل گر بزبانِ قلم آید — عشاقِ پریشانِ تو نامِ تو نویسند
یوسف صفتاں نام خود از غایتِ تعظیم — در گوشۂ مکتوب غلامِ تو نویسند
یاقوت لباں بر ورقِ لالہ و نسریں — تعریفِ خطِ غالیہ فامِ تو نویسند
چوں گفتۂ مرغانِ حرم ہست گلو سوز — ہر بیت کہ آں بر در و بامِ تو نویسند

حاشا کہ ملائک بیتِ خونِ فغانی
در حوصلہ و دانہ و دامِ تو نویسند

سحر[لہ] کہ ساقیِ ما بادۂ طہور دہد — ندیم بزم ندائے ہو الغفور دہد

ن لہ بیاکہ۔

دلم بمجلسِ مستانِ حق پرست کشید — کہ دادِ عیش بایں زندہ حضور دہد
قدم براہ نہ ابدل کہ آبنۂ دیگ ست — اگرچہ خضر رہت وعدہ ہائے دُور دہد
ز سنگِ بادیہ وحشی شود زجاجۂ دل — چو بازِ عرضِ تجلّی بکوہِ طور دہد
مخند بر دلِ تاریک رائے ملّا اے شمع — چراغِ دیدۂ دردی کشاں چہ نور دہد

یکے است درد فغانی و محنتِ ایّوب
خدائے عزّوجل اش گر دلِ صبور دہد

ہر مصوّر کاں جمالِ صورتِ موزوں کشد — حیرتش گیرد کہ ناز و غمزۂ او چوں کشد
تشنۂ وصلت ز دستِ ساقیانِ چشم و دل — کاسہائے خوں ز دستِ[1] آں لبِ میگوں کشد
وقتِ آں مستِ محبّت خوش کہ در بزمِ فنا — ساغرِ دردے ز یارانِ دگر افزوں کشد
آنکہ کلکش سحر پرداز دو در اوراقِ خیال — صورتِ لعلش بصد افسانہ و افسوں کشد
در حریمِ دیدۂ دل آمدی دامن کشاں — باش تا جانِ حزینت زیں میاں بیروں کشد
کافرِ چیں گر ببیند صورتِ احوالِ من — رختِ صورت خانہ را از گریہ در جیحوں کشد
گوہرِ لعلت دمے صد بار در بحرِ جمال — غنچۂ اشکِ جگر گونِ مرا در خوں کشد
محملِ لیلےٰ اگر بر مہ رساند روزگار — عاقبت روئے عنانش جانبِ مجنوں کشد

رشتۂ جانِ فغانی بگسلد از بارِ غم
گر نہ ہر دم آہ سردے از دلِ محزوں کشد

بہ ایں جادو فشانم تا سرِ پیوند خواہد بود — بزنجیرِ محبّت گردنم در بند خواہد بود[2]
اگر صد خوب پیش آید ترا یاد آرم و سوزم — بلا آں دل کہ بر وصلِ تو حاجتمند خواہد بود
نسیمِ پیرہن گر روضہ سازد بیت الاحزاں را — ہماں خوں در دلِ پر از غمِ فرزند خواہد بود
درآں مجلس بچیزے ہر کسے دنداں فرو بردند — امّیدِ ما براں لبہائے شکر قند خواہد بود

ن[1] بیاد، ن[2] خواہدش۔

اگر تلخی رسد در صحبت احباب شیرین باش — مکن ابرو ترش تا کی گلاب قند خواهد بود
عروس هر دو روز عهدی بسته یا یاری — نه پنداری که تا آخر بیک سوگند خواهد بود
هنوزم دل طپد کز خوش تر از جان برم آئی — کجا از مژدهٔ قاصد دلم خورسند خواهد بود
وفائے عهد اگر این است سهلست آب حیوان هم — بخواهد خاک شد این جسم آب چند خواهد بود

نه مرد عشق خوبانی **فغانی** زین هوس باز آ
ملامت میشوی گفتن ز یاران پند خواهد بود

گر آن خورشید رخ روزی بر سر من سایه اندازد — رقیبش همچو ابر آید و روزی من سیه سازد
گرفتارم بدست نازنینی کز هوائے خود — مرا چون زار تر بیند بخوبی بیشتر نازد
چنان خوبی که گر آئی میان مجلس خوبان — ز هر جانب پری روئے بر خسارت نظر بازد
رقیب از محرمی گر شمع بالینت شود شبها — گمارم آه گرم خود بر و چندانکه بگدازد

بغیر از خاک پایش اے **فغانی** گر کشی سرمه
سرشک از دیده بیرون آید و روئیت سیه سازد

نظارهٔ روئے تو بسے خانه سیاه کرد — آتش کند این کار که آن روئے چو ماه کرد
زان نخل جوان تا چه شود روزی عاشق — بارے بهوا داری او عمر تباه کرد
امشب من دیوانه دران بزم نبودم — آه از چه کشید آن مه و بر حال که وه کرد
ما را ز تماشائے تو صد گونه سیاست — آن چین جبین و شکن و طرف کله کرد
تنها چه کند آنکه ترا دید همیشه — در آئینهٔ دیده بهر سو که نگه کرد

نزدیک تر از سایهٔ ما بود **فغانی**
بس دور فتاد دست تا از چه گنه کرد

دود بر آمد دلم چون سپند — دور نشد از سر کارم گزند
آه که با طالع بد آمدم — دود سپندم نکند ارجمند

عاشقِ دیوانہ چہ داند کہ چیست　　طالعِ فرخندہ و بختِ بلند
پند نگوئید کہ من عاشقم　　بندشِ زبانم نبود سودمند
سوختم این داغِ جفا تا بکے　　سوختہ شدم آتشِ بیہودہ چند
صیدِ مرا اے نفسا دم بدام　　گرچہ بہر سوئے فگندم کمند
سوخت فغانی و قبولے نداشت
آہ ازیں مردمِ مشکل پسند

ازچہ مجنوں بر سرِ خود مرغ را جا کردہ بود　　غالباً از پیشِ لیلیٰ نامہ آوردہ بود
از منِ محروم دی چوں میگذشت آن شہسوار　　تن تہاں در خاک و خونِ دیدہ ام در پردہ بود
دل نمیدادو از کفِ آساں غنچۂ پیکانِ یار　　کش بآبِ دیدہ و خونِ جگر پروردہ بود
التفاتے کاں پری شب با منِ دیوانہ داشت　　نیست در خاطر مرا کز عشوہ ہوشم بردہ بود
مستی و عشقِ فغانی شورِ دیگر داشت دوش
غالباً از دستِ آن میخوارہ جامے خوردہ بود

مے خوارۂ مرا لبِ خنداں نگہ کنید　　زیں شکل آنچہ مے کشدم آں نگہ کنید
ناگہ بیا سنے بنما یارِ غیورِ من　　گفتم ہزار بار کہ پنہاں نگہ کنید
اے گلرخاں بصورتِ آں ترک ننگرید　　چشمِ سیاہ زلفِ پریشاں نگہ کنید
بے باکِ من رسید و گر مست سرگراں　　طرفِ کلاہ و چاکِ گریباں نگہ کنید
تا چند منع من ز خرابی و بے خودی　　یکبار آں کرشمہ و جولاں نگہ کنید
ہر دیدہ نیست آگاہ ازاں صورتِ غریب　　خوبیِ آں ازیں دلِ ویراں نگہ کنید
از یک زمانِ وصل چہ درد از دلم رود　　عمرِ بلا و محنتِ ہجراں نگہ کنید
داغے کہ در دل است فغانیِ خستہ را
زیں آہِ گرم و نالۂ سوزاں نگہ کنید

افغاں کہ دل بہیچ مقامم نمے کشد کس جرعۂ شراب زجامم نمے کشد
آزردہ ام چناں کہ بگلگشتِ کوئے تو دل ہم بہ اختیار تمامم نمے کشد
دستِ من و میانِ تو زیں نازکانِ شہر جا یک تراز توکس چو بدامم نمے کشد
دل میبُرد فرشتہ ورہ مے زند پری رغبت بسوئے ہیچ کدامم نمے کشد
امروز ہم بوعدۂ مرو آفتابِ من کیں داغ جانگداز بشامم نمے کشد
ایں غیر تم تمام کہ درسال ومہ کسے یارِ دعا و ننگ سلامم نمے کشد

جز عشق خانہ سوز فغانی دگر نماند
ہم صحبتے کہ ننگِ زنامم نمے کشد

نہ قرار دل برمنی بہ زلف یار گیرد بکجا روم ندانم کہ دلم قرار گیرد
نبود دلیسوز عاشق دل ہمدمے ندانم کہ ببزمِ یار خود را بچہ درد زار گیرد
زجفائے لالہ روئے شدہ ام چناں پریشاں کہ زلیں غبار خاطر دلم از بہار گیرد
مشوائے رقیب پامالِ شکستِ خاکساراں زچناں گلے مبادا کہ دلے غبار گیرد
شدہ ام خراب از انرو کہ چناں میانِ نازک دہدم بدست وآنگہ زحیا کنار گیرد

زجوابِ تلخ ساقی چو خراب شد فغانی
دگر از لبش مرادے بچہ اعتبار گیرد

چو باشم سر بزانو ماندہ شب ہا زفکرِ کارِ خود رود چشمم بخواب و ماہ بینم در کنارِ خود
ببزمِ شمع خود خواہم کہ سوزم ہم چو پروانہ کہ غیرت میبرم از سایۂ شخصِ نزارِ خود
براہِ انتظارش تا بکے از اشک نومیدی بخونِ غلطیدہ بینم دیدۂ شب زندہ دارِ خود
زآہِ سینہ سوزم چوں چراغِ لالہ درگیرد خس و خاریکہ شب در دشت غم سازم حصارِ خود

فغانی چوں بخاطر بگذراند روزِ وصل او
نہد صد داغِ حسرت بر دلِ امیدوارِ خود

ن لہ پامالے۔

ترسم که بوسم آن لب و رُو هم نمی دهد — من این طلب ندارم و او هم نمی دهد
در دستِ روزگار رگِ آرزوی من — زان گونه شد خراب که بو هم نمی دهد
من آرزوی آب بدل سرد کرده ام — بختم مجال بر لبِ جو هم نمی دهد
بیم است کز خمار دهم جان۔ و میفروش — یک ساغرم زلای سبو هم نمی دهد
بیگانه دارم از حرمِ وصل را تا یار — جایم به پهلوی سگِ کو هم نمی دهد
من صد سلام کردم و او یک جوابِ تلخ — بعد از هزار تندیِ خوی هم نمی دهد

ازبس که جور دید **فغانی** ز دستِ دل
راهِ نظر بروی نکو هم نمی دهد

دود از دل من بادهٔ گل رنگ برآورد — زین خرقهٔ تر آئینه ام زنگ برآورد
هر بار نمی برد چنین مطربم از دست — این بار ندانم که چه آهنگ برآورد
عشق آمد و در چاه فراموشیم انداخت — و آنگاه سرِ او بگل و سنگ برآورد
گفتم که بیک غمزه درم جامهٔ ناموس — من گفتم و مطرب بنوا چنگ برآورد
شد دیده سفید و گل مقصود نچیدیم — نخلِ غرض ما همه این رنگ برآورد
بس تخمِ امید از هوسِ نام فشاندیم — نامش نشنیدیم شلے ننگ برآورد

صد کوهِ بلا زیر و زبر کرد **فغانی**
هر گاه که آهے ز دلِ تنگ برآورد

خنجر کشید و عربده با اهلِ حال کرد — آن ترک مست بین که چه با خود خیال کرد
حسنش یکے هزار شده آمد از سفر — خوش آن هوا که پرورشِ این نهال کرد
هر شیوه ز صورتِ او معنیست خاص — غافل همین ملاحظهٔ خط و خال کرد
یارب چه شد که از سرِ ما سایه برگرفت — آنکس که کار ما همه بر اعتدال کرد
ناصح بره که انس نگیرد به هیچ کس — دیوانه ئے که همدمیِ آن غزال کرد

ایزد ترا ز بہرِ دلِ خلق آفرید   وانگہ چنیں سر آمد و صاحب جمال کرد
خونم چو آبِ خورد لبت وہ چہ خط نوشت
آنکس کہ بر تو خونِ **فغانی** حلال کرد

تو گر زارم کشی غمخوارِ جانِ من کہ خواہد شد   کہ خواہد خواست خونم مہربانِ من کہ خواہد شد
مگر خواب اجل گیرد شبِ ہجرِ تو ام ورنہ   حریفِ گریہ و آہ و فغانِ من کہ خواہد شد
مرا رشکِ رقیباں مے کشد امشب نمیدانم   کہ فردا تہمت آلودگانِ من کہ خواہد شد
بسوزیدم کہ چوں در پائے دارم کشتہ اندازند   امانت دارِ مشتے استخوانِ من کہ خواہد شد
کہ خواہد گفت حالِ زارِ من بآں پری یارب   دریں شب آیہ کہ از دردِ نہانِ من کہ خواہد شد
شب آمد از کجا جویم **فغانی** یارِ ہمدردے
بہ آہ و نالہ دیگر ہم زبانِ من کہ خواہد شد

صبا برگِ گلے سوئے منِ مجنوں نمیدارد   کہ از خارِ دگر دردِ دلم در خوں نمیدارد
نیفتم ہیچگہ در بزمِ شمعِ خود چو پروانہ   کہ کس دستم نگیرد وز دم و بیروں نمیدارد
فسوں خواں در پئے تسکینِ سوزِ من بگو کآں   کہ آہم آتشے در دفترِ افسوں نمیدارد
توانم خواندن آساں قصۂ او گر برغمِ من   رقیبش در نوشتن حرفے از مضموں نمیدارد
شبے در بزمِ آں مہ زندہ دارم بر مرادِ دل   اگر ساقیِ دوراں در میَم افیوں نمیدارد
فغانی دل منہ بر مہرِ آں دونِ ستم پیشہ
نیفزاید سرے تا دیگرے در خوں نمیدارد

بپیشِ لبت کہ مرد کہ ہم از تو جاں ندید   یک آفریدہ از تو مسیحا زباں ندید
جاوید کامراں کہ نوئی در ریاضِ دہر   گلدستہ مراد کہ بادِ خزاں ندید
فردا جواب نقد کدام آرزو دہد   عاشق کہ ہیچ گونہ مراد از جہاں ندید
باور کہ مے کند کہ مرا رفتنِ تو کشت   از خوں چو کس بدامنِ پاکت نشاں ندید

گے در دلش گذشت کہ سوزِ من از کجاست — دشمن کہ آتشم زدہ داغ نہاں ندید
نگرفتہ در پناہِ خودم زاغ ہم ز ننگ — ہر کس چہ علیہا کہ دریں استخواں ندید
کس را چہ انفعال مرا طعن مے کشد — آسودہ را چہ درد کہ زخمِ زیاں ندید

تا چشم باز کرد فغانی بداں کمر
خود را بہیچ شکل دگر درمیاں ندید

ہر لحظہ ام خیال بسوے دگر برد — دستم گرفتہ بر سرِ کوئے دگر بُرد
جاں را بدستِ بادِ چو سُوئیت واں کنم — لرزد دلم مبادکہ سوئے دگر برد
آشفتہ ام زیاد کہ ہر دم برغمِ من — گردے ز مقامِ تو بسوئے دگر برد
عاشق شنید بوئے گل از باد و شد ز دست — در مجلسش ندیدکہ بُوئے دگر برد

آمد ہوائے آنکہ فغانی بہ ہر نفس
برگِ نشاط بر سرِ کوئے دگر برد،

مے خوردہ طعنہ[ن۱] بر منِ ناشاد مے کند — آں ترکِ مست بیں کہ چہ بیداد مے کند
دارم[ن۲] بدل امید کہ پندارم ایں زماں — دارد بدست جام و مرا یاد مے کند
عاشق چہ مود در تہِ پا رفت و ہمچناں — گلگشت با بتانِ پریزاد مے کند
شوخے کہ در سرش ہوسِ مطربیست و مے — کے گوش بر نصیحتِ اُستاد مے کند
آتش بخرمنم زد و سر داد ہمچو صید — اکنوں کہ داغ کرد چہ آزاد مے کند

با ہر کسے مگوئے فغانی کہ عاشقم
ایں حال خود ز طورِ تو فریاد مے کند

تا چند طلب باشد و مطلوب نباشد — خوں گریم و نظارۂ محبوب نباشد
ہر نالہ میانِ من و او قاصدِ راز است — دلسوز مرا حاجتِ مکتوب نباشد

---

[۱] خندہ۔ [ن۲] دارم چنیں امید و بہ پندارم ایں زماں۔

هر جا که شگفته شد دلِ مهرپرستان — یک ذره نیابند که مجذوب نباشد
گر دیده و دل پاک نگه داشته باشی — هیچ از نظرِ پاکِ تو محجوب نباشد
عشق است که قربانِ سگِ کوی تو کرد — این درد چو دردِ دلِ ایوب نباشد
شک نیست که در قصهٔ پیراهنِ یوسف — خونابه‌تر از دیدهٔ یعقوب نباشد

دل بر مکن از یار جفا پیشه **فغانی**
خوبے که جفائے نکند خوب نباشد

درونِ سینه ام این نیم جاں که بهرِ ماهے بود — بیک نظّاره بیرون رفت پنداری که آهے بود
ببوسی آستاں از ما چو در کویش رسی اے باد — که ما را چوں تو هم در این چمن یکرو زراهے بود
کسم در هیچ گلشن ره ندادا امشب زبدبختی — گذشت آں هم که این دیوانه را آرامگاهے بود
فتادم در تظلم روزِ جولاں بر سرِ راهش — نه گفت آں بیوفا کین آدمی یا برگِ کاهے بود
به آبِ چشمِ من رحمے کن آخر کیں همه چشم است — که بر خورشیدِ رخسار تو اش روزے نگاهے بود

فغانی از سمومِ عشق در دشتِ فنا افتاد
نشد پیدا نشان و نامِ او گویا گیاهے بود

گر مے روم نزدیکِ او ذوقِ وصالم مے کشد — ور مے نشینم گوشهٔ تنها خیالم مے کشد
بے شمعِ خود گر مے روم در کنجِ تنهائی شبے — گه غصّه خونم مے خورد گاهے ملالم مے کشد
من خود نمے گویم که او مے خورده باشد با کسے — آں شکلِ مخمورانه و تغییرِ حالم مے کشد
قربانِ آں شوخم که چوں از دور مے بیند مرا — چنداں تواضع مے کند کز انفعالم مے کشد

گر چوں **فغانی** مے روم در گوشهٔ صحرا دمے
آنجا بیادِ نرگست چشمِ غزالم مے کشد

از جورِ گل رخاں دلِ من خوار و زار شد — چنداں جفا کشید که بے اعتبار شد
رفتیم بے رخِ تو بنظّارهٔ چمن — بر هر گلے که دیده نهادیم خار شد

اے آرزوئے دیدہ و دل بہرِ یاد تست | عمرم تمام صرف رہِ انتظار شد
در گریہ اختیار ندارم کہ دیدہ ام | از گریہ در فراقِ تو بے اختیار شد
حسرت نصیب من بادۂ شب زندہ دار شد | حرماں حوالۂ دلِ اُمید وار شد
گفتم زخت بہ بینم و گیرد دلم قرار | آں خود بلائے جانِ من ہیقرار شد

از جلوۂ تو آہ فغانیؔ علم کشید
در دل غمے کہ داشت نہاں آشکار شد

صبحے چمن آں شاخ گل از خواب نخیزد | تا نیم شبے مست زمہتاب نخیزد
از خانۂ زیں خاست بقصد دلِ عاشق | زاں گونہ کہ عاشق بچنیں تاب نخیزد
از گرمی دل بود کہ آں غمزہ بر آشفت | بے جوششے خوں از رگِ قصاب نخیزد
ہر چند کشم بادہ ز دل پاک نگردم | گردیست دریں دل کہ بصد آب نخیزد
خوں خوردنم از عشق مگوئید بزاہد | تا بے خبر از گوشۂ محراب نخیزد
پہلو بدم تیغ نہ ار بر سر کاری | مردی ہنر از بستر سنجاب نخیزد

ایں بے خودی و مستیٔ عشقست فغانیؔ
زیں گونہ خرابی زمے ناب نخیزد

معاذ اللہ گرت یا دیگراں رغبت زیاد افتد | من دلخستہ را از غصّہ آتش در نہاد افتد
بخود وصلت روا میداشتم بر دیگراں ہجراں | چہ دانستم کہ فال ام جملہ برعکس مراد افتد
رقیباں حال من بادہ رمید ار تا اگر سوزم | الٰہی آتشے در مردم بد اعتقاد افتد
شبے در کلبۂ احزانِ عاشق در نمے آئی | چرا با دوستاں کس اینچنیں بے اعتماد افتد
مہرِ حاجت بغیر اے دل کہ در دستِ کسے نبود | اگر ناگہ خدا خواہد کہ در کارت کشاد افتد

فغانیؔ زیں نظر بازی سیہ شد نامۂ اعمالت
خیالت با خطِ نو خیز د فال فتنہ زاد افتد

ن لہ جان و دل۔ | ن ۲ے میرم۔ ن ۳ے کشاد

ساقی بود و بادہ ازیں آب چہ خیزد
من تشنۂ عشقم ز مے ناب چہ خیزد

گل دیدہ نیفروزد و مہ دل نہ کشاید
مقصود توئی از گل و مہتاب چہ خیزد

خنجر مکش از درد کہ من صید ہلاکم
نزدیک تر ازیں غضب و تاب چہ خیزد

در ہم مکش ابرو ز تمنائے دل من
جز حاجت درویش ز محراب چہ خیزد

چون تیغ تو خوردیم چرا غیر کشد تیغ
تسلیم چو شد صید تو قصاب چہ خیزد

درخواب شد آں مست بشکلے کہ مرا گشت
تا باز چہ بنماید ازیں آب چہ خیزد

اشک تو نیارد گل مقصود **فغانی**
پیداست کزیں قطرۂ خوناب چہ خیزد

ہرگز ازیں دست تہی بند نقابے نکشید
خم زلفے نگرفت و مے نابے نکشید

سر آبے فلک عشوہ گرم جلوہ نداد
کاں سر آب در آخر بہ سرابے نکشید

عاشق سوختہ خرمن ز بیابان فراق
تشنہ آمد بہ لب چشمہ و آبے نکشید

تا دلم آب نشد گوہر مقصود نیافت
بفراغے نرسید آنکہ عذابے نکشید

عاشقت چوں گل شبنم زدہ در بر نگرفت
وز گریبان ترت بوئے گلابے نکشید

ہیچ جا آتش رخسارہ نیفروخت ز مے
کہ ز مرغ دل ما خام کبابے نکشید

دل مشتاق **فغانی** بر جانیست مدام
گرچہ از ساغر مقصود شرابے نکشید

دلم آہ سحر چو بادعا دمساز گردانید
ز غربت آفتاب من عناں را باز گردانید

ہوائے دلکش صحرا و آب دیدہ عاشق
نہال ناز کش خوشتر ز سرو ناز گردانید

کدام ابرو کمانت یار و ہمدم شد دریں رفتن
کہ چشم عشوہ سازت راشکار انداز گردانید

ربود از نرگست باد جوانی رنگ دلداری
غرورت غمزۂ مستور را غماز گردانید

منم بس آتشے کاں از نہاد شمع چوں سر زد
ز دوے تربیت پروانہ را جانباز گردانید

هوائے زلفِ مشک آمیز و چشمِ سُرمہ سائے تو ۔۔۔ چو تارِ عنکبوت ام تار و بے آواز گردانید

ہمینت بس **فغانی** در بلادِ پارسی گویاں

کہ عشقت عندلیبِ گلشنِ شیراز گردانید

سیمائے تو ام در دلِ پُر نور نگنجد ۔۔۔ نورِ شجرِ حسنِ تو در طور نگنجد

از رشکِ گریبانِ تو در غنچہ دلِ من ۔۔۔ چندانکہ ز درد مرہمِ کافور نگنجد

در کنگرۂ وحدت و بر دارِ حقیقت ۔۔۔ غیر از سرِ شوریدۂ منصور نگنجد

از تیغ سیہ پوشاں سر اگر در رہِ عشقے ۔۔۔ در حلقۂ مستاں سرِ مستور نگنجد

مُرغِ دلم از کعبہ زند لاف خرابات ۔۔۔ چوں بُوم کہ در منزلِ معمور نگنجد

چینی شکناں را ہوسِ رفتنِ چیں ست ۔۔۔ در بزمِ گدایانِ تو فغفور نگنجد

آلودہ مکن خلوتِ پرہیز **فغانی**

برخیز کہ در صومعہ مخمور نگنجد

زباں بوصفِ جمالِ تو بر نمے آید ۔۔۔ کہ خوبیِ تو بتقریر در نمے آید

کہ مے رود بتماشائے آں خجستہ خصال ۔۔۔ کہ از نظارۂ او بیخبر نمے آید

ہزار صورت اگر مے کشد مصوّرِ صنع ۔۔۔ یکے ز شکلِ تو مطبوع تر نمے آید

ز آب دیدۂ گریانِ خویش در عجبم ۔۔۔ کہ بے نشانۂ خونِ جگر نمے آید

چہ وصفِ جلوۂ گلہائے ناشگفتہ کنم ۔۔۔ چو غیر حسنِ تو ام در نظر نمے آید

بر آں سرم کہ بسر وقت کشتنم آئی ۔۔۔ دریغ و درد کہ عمرم بسر نمے آید

نشانِ او ز کہ پُرسد **فغانی** حیراں

کہ ہر کہ رفت بکوئش دگر نمے آید

با ہچوں منے چرا مے چوں رغواں خورند ۔۔۔ بگذار تا بکوئے تو خونم سگاں خورند ،

خونابۂ دلم ز نوائے گل نہ اند کیست ۔۔۔ دریا کشانِ عشقِ تو رطلِ گراں خورند

ن لے خونِ من ۔

درماندگانِ عشق ترا خواب و خور حرام　　آناں کہ عاشقند چرا آب و ناں خورند
شیرانِ مرغزارِ تو اے مشکبو غزال　　بخشند صید را و دلِ خونچکاں خورند
تاب زبانِ خلق نداری شکر مخواہ　　دانی کہ عاقبت طلبیاں استخواں خورند
خونم حلال اگر بکشی پیش دشمنم　　ایں بادہ را ز دیدۂ مردم نہاں خورند
گر کوہِ غم رسد ز تو دلبر نمے کنم　　یارانِ مہرباں غمِ یاراں ز جاں خورند

مے کش فغانی از رخِ خوباں کہ خوار نیست
جامے کہ دوستاں برخِ دوستاں خورند

ستمگراں غمِ اہلِ نظر نمے دانند　　جراحتِ دل و داغِ جگر نمے دانند
بجاں ملامتِ عشاق میکنند عوام　　معین است کہ کارے دگر نمے دانند
خرد پسند ندارد شکستِ درویشاں　　علی الخصوص کہ بازار سر نمے دانند
جراحتِ دلِ رنداں ز زخمِ تیر قضا است　　فغاں کہ کج نظراں ایں قدر نمے دانند
بعیب دوستیم دشمنند کج نظراں　　ہزار شکر کہ زیں بیشتر نمے دانند
خوشا نشاط پرستاں کہ سر خوشند مدام　　چنانکہ آب ز آب زر نمے دانند

چہ منزلست فغانی حریم کعبۂ عشق
کہ رہ روِ فرشِ رہ یار نمے دانند

بمجلسے کہ تو ئی مے دگر نمے گنجد　　چہ جائے مے کہ گلاب و شکر نمے گنجد
محبتِ تو چناں ساخت سیرم از عالم　　کہ در مزاج دلم خواب و خور نمے گنجد
میانِ ما و حبیب آنچناں معاملہ ایست　　کہ گر فرشتہ شود غیر در نمے گنجد
بنوش از دلِ عاشق مے کہ میخواہی　　کہ در خزانۂ ما جام زر نمے گنجد
چہ تنگی است کہ در جامِ عیش میکشاں　　بغیر شربتِ خونِ جگر نمے گنجد
مکن دراز فغانی حدیث و شور مکن　　دگر بخلوتِ ما دردِ سر نمے گنجد

عید شد هر کس مه نو را مبارک یاد کرد — هر گرفتاری بطاق ابروی دل شاد کرد
گریهٔ مستان بسوز نالهٔ چنگ صبوح — زاهد خلوت نشین را رخنه در اوراد کرد
شام عید از جان خود بی او ملالی داشتم — آمد آن سرو و ز قید هستیم آزاد کرد
گرچه کشتن عادت هردم نباشد روز عید — جان فدای چشم او کین شیوه را بنیاد کرد
رحمتی بود آنکه آمد بر سرم جلوه کنان — این که رفت و همعنان شد یاد آن بیداد کرد
بندهٔ آن سرو آزادم که در گلگشت عید — دردمندان را به تشریف عیادت یاد کرد

هر سر موی **قعانی** ناله دارد ز شوق
گرچه نتواند ز ضعف این ناتوان فریاد کرد

کیم من تا کسی از هر کجا برای من فرود آید — مرا تشریف گر دی بسکه از دامن فرود آید
فدای حلقهٔ فتراک آن صیاد ولبندم — که بهر صید پیکان خورده از توسن فرود آید
از آن روی عرقناکم رسا از چشم دل آبی — مثال شبنم صبحی که بر گلشن فرود آید
برافروز از چراغ بهر مهوشان منزل — که خورشید از برای پایهٔ روشن فرود آید
چراغ تیره سوز من چه بنماید درین محفل — که روزش آفتاب شب ما ز روزن فرود آید
بنور جان برافروزم سرای دیده لیکن — دل سلطان من مشکل درین مسکن فرود آید

قعانی جز بصاحبدل مخوان درس نظربازی
چنین معنی کجا در طبع هر کودن فرود آید

سحر فغان من آنکه ز طرف بام شنید — شکایتی که از و داشتم تمام شنید
زبان شمعی و نقش دوستی گفتم — عیان نگشت که خود را من کدام شنید
دگر هوای گلستان نکرد مرغ چمن — چو حال خسته دلان اسیر دام شنید
پیام تلخ ز معشوق عین مرحمت است — خجسته وقت اسیری که این پیام شنید
سلیم گر بجواب نمک سخن پرداخت — بشکر آنکه بهر جا که شد سلام شنید

بنام و ننگ مقید مشو که زاهدِ شهر — هزار طعنه ز هر کس برائے نام شنید

دگر ز عشقِ جوانانِ مست توبه نکرد
بنکته که **فغانی** ز پیرِ جام کشید

سرشکِ لعلِ من حالِ گلِ آزار مے آرد — گهر میریزد و سنگِ ملامت بار مے آرد

شکست از دیدهٔ خود خورد جانم این سزائے آں — که صحبت را ز خلوت بر سرِ بازار مے آرد

شرابِ لعل با محبوبِ سیم اندام نوشیدن — فرح دارد ولے تلخ صد آنم خدار مے آرد

مکن عیبِ من از مستی و سربازی شرابست آں — که گردن بسته شیر انرا بپائے دار مے آرد

بسا مرد سلامت او که بهرِ یکزمان مستی — شرابش موکشاں در خدمتِ خمار مے آرد

بجا نبخشیِ مے آنکس که دایم میکند انکار — اگر یک جرعه مینوشد بر آں اقرار مے آرد

فغانی ماه شبگرد تو از عین هواداری
گذر در چشم بیخواب و دلِ بیدار مے آرد

فراموشم شود چنداں کز و بیداد مے آید — ولے فریاد زاں ساعت که یکیک یاد مے آید

ملامت بیں که هر سنگے که جست از تیشهٔ فرهاد — هوا میگردد و هم بر سرِ فرهاد مے آید

بدامِ انتظارِ او من آں مرغ گرفتارم — که جانم میرود تا بر سرم صیاد مے آید

نه تنها آشنا بیگانه را هم میخراشد دل — سخن کز جان پر درد و دلِ ناشاد مے آید

بکوئے دردنوشاں میفشانم قطرهٔ اشکے — که ازیں خاک بوئے هر دم آزاد مے آید

چه میپرسی **فغانی** داستانِ دلخراشِ من
که گر بر کوه میخوانند در فریاد مے آید

آنی که از تو حرفِ جفا میتواں شنید — دردت کشم که نامِ دوا میتواں شنید

قدت بلند باد که بر نخلِ حسنِ تست — آں گل کزو نسیم وفا میتواں شنید

ن ۵ که عشق است ایں۔

بکشائی لب که هر چه تو گوئی چناں کنم — حکم ترا بسمعِ رضا میتواں شنید
جائے که پستهٔ تو زباں آوری کند — دُشنام تلخ به ز دعا میتواں شنید
خوباں بعاشقاں سخن خوش نمیکنند — ورهم سخن کنند کجا میتواں شنید
فریاد ازاں سماع و فغاں زیں نوائے نے — یک ناله هم ز خانهٔ ما میتواں شنید
مقصود صحبتست ز گل ورنه بوئے گل — انصاف اگر بود ز صبا میتواں شنید
شد سالها که نالهٔ فرهاد پست شد — در بیستوں هنوز صدا میتواں شنید

مرغاں شدند مست **فغانی** مروز باغ
کز هر زباں هزار نوا میتواں شنید

روزے فلکم پیشِ درِ او نرسانید — بختم بقبولِ نظر او نرسانید
زانم که چه بر اوج رسید اخترِ طالع — بر حالِ بدم چوں اثرِ او نرسانید
عشقم تنِ چوں موی بروزِ سیه افگند — یکبار در آغوش در او نرسانید
عاشق بچه مشغول کند پیش که دارد — دستے که بطرفِ کمر او نرسانید
یارب ز چه رنجیده شد آں مستِ شبانه — دنداں چو کسے بر شکرِ او نرسانید
آخر دہن آلوده شد از صحبت عاشق — لب گرچه بخون جگر او نرسانید

چوں دست بآں تازه چمن یافت **فغانی**
آزار بگلبرگِ ترِ او نرسانید

گل آمد و بے یار نشستن که تواند — بے یار بگلزار نشستن که تواند
یکدم بمرادِ دلِ خود پهلوئے یارے — بے محنتِ اغیار نشستن که تواند
زیں شیوهٔ مستانه که هردم تو نمائی — در بزم تو هشیار نشستن که تواند
جز بخت زبونم که برد مبدهش خواب — با من بشبِ تار نشستن که تواند
جائے که **فغانی** کند از دستِ تو شیون — بے دیدهٔ خونبار نشستن که تواند

چشم ز گرد آں تتۂ[1] پا یاد میکند ‏ مے گرید و نسیم صبا یاد میکند

در آتشم ز عشرت روز شکار تو ‏ ایں دل رمیدہ بیں کہ چہا یاد میکند

نامم ز لطف تست دراں کو وگرنہ کہ ‏ دیوانۂ غریب ترا یاد میکند

دارد خدا بلطف خودت اے فرشتہ خوے ‏ زینساں کہ عاشقت بدعا یاد میکند

باور نمے کنم کہ کنم ترک چوں توے ‏ دل گر ہزار نام خدا یاد میکند

دارد دلم ہنوز امید وفائے تو ‏ با آنکہ از ہزار جفا یاد میکند

غیر از لبت کہ میکشد آنرا کہ مرہمت ‏ بیمار خویشتن بدوا یاد میکند

چنداں جفا کشید **فغانی** کہ نشنود
گر ہم یکے ز مہر و وفا یاد میکند

خطش چو بنام من زاں خامہ بروں آید ‏ بس نکتۂ دلسوزاں زاں نامہ بروں آید

آں روز کہ در مکتب دیدم سبقش گفتم ‏ کاں طفل گرانمایہ علامہ بروں آید

ننوشتہ سلام من اے دل چہ کشی خود را ‏ بگذار کہ حرفے چند از خامہ بروں آید

دنداں بجگر دادم باشد کہ ازاں مجلس ‏ بخش من کم روزے یک شامہ بروں آید

از بیم اماں خود را آتش زدم و رستم ‏ مردے کہ چنیں دل گرم ہنگامہ بروں آید

اے آنکہ نظر داری روزے بزلال خضر ‏ میباش کہ سرد من از جامہ بروں آید

دانم کہ دہد تسکیں یک روز **فغانی** را
ہر چند کہ آں دلجو در کامہ بروں آید

آں گل از گشت کشت[2] مے آید ‏ وہ چہ عنبر سرشت مے آیاد

شب کجا بادہ خوردۂ اے گل ‏ کز تو بوئے بہشت مے آید

از سرم پا کشیدی و گفتم ‏ کہ سر من نخست مے آید

بستہ زنار و دل گرہ کردہ ‏ مست سوئے کنشت مے آید

ن [1] کف ، ن [2] طرف ۔

بدعائے فرشتہ رد نشود　　آنچہ از سرنوشت مے آید

اے **فغانیؔ** سزائے تست بحش
ہرچہ از خوب وزشت مے آید

تا کے کسے بزہد ولب خشک خوے کند　　خضر رہے کجاست کہ مے درسبو کند
اے طالب بہشت درِ مے فروش گیر　　آنجا دہند ہرچہ دلت آرزو کند
آنکس کہ بر پیالہ ما پشتِ دست زد　　گو ایں قدر گذار کہ ناخن فرو کند
خرسند شو کہ ہرکہ زباں بست از سوال　　حاجت نماندش کہ دگر جستجو کند
بے نیتِ درست نمازش درست نیست　　منکر اگر زچشمۂ حیواں وضو کند
منعم بصد امید نشاند درختِ گل　　غافل کہ فرصتش نگذارد کہ بو کند

کارِ **فغانیؔ** از مددِ خلق بہ نہ شد
کارِ نکو خوشست کہ بخت نکو کند

آں رہرواں کہ روے بدرِ دل نہادہ اند　　بے رنج راہ رخت بمنزل نہادہ اند
تا میتواں شکستِ دلِ دوستاں مخواہ　　کیں خانہ را بکعبہ مقابل نہادہ اند
بسم اللہ اے فقیر کہ چندیں تنِ عزیز　　در شاہراہِ میکدہ بسمل نہادہ اند
در حیرتم کہ پیکر خاک از چہ جاں نیافت　　زیں کشتہائے عشق کہ در گل نہادہ اند
درماندۂ صلاح و فسادیم الحذر　　زیں رسمہا کہ مردم عاقل نہادہ اند
از گوشہ ہائے میکدہ جوئیم صفائے وقت　　کانجا ہزار آئینہ برگل نہادہ اند
کمتر طریق دردکشی دردسر بود　　ایں رسم را بشیوۂ مشکل نہادہ اند

غمگیں مشو **فغانیؔ** اگر بادہ ات نماند
صد جائے بیش بہر تو محفل نہادہ اند

آمد بہار و دل بے وجام تازہ شد　　ہر دم بسا قیانِ گل اندام تازہ شد

ن لہ لبسار۔

از خاک کشتگان وفاخواست بوئے گل
داغے کہ بود بر دل از ایام تازہ شد

دل کندہ بودم از مے وساقی چو گل رسید
جانِ رمیدہ را ہوسِ کام تازہ شد

ہر شاخِ گل ز کنجِ کلبے مید ہد نشاں
یارانِ رفتہ را بجہاں نام تازہ شد

مرغِ ہوا بخانہ خرابیِ من گریست
چنداں کہ سبزہ ام زلب بام تازہ شد

آہ از فریبِ دہر کزیں عشوہ بس نکرد
تا خلق را ہماں طمعِ خام تازہ شد

مے نوش و گل بریز فغانیؔ کہ عاقبت
باغِ ہنر[ن لہ] ز چشمۂ انعام تازہ شد

التفاتِ چشمِ آں مشکیں غزالم مے کشد
مرد میہا میکند کز انفعالم مے کشد

گرچہ آزادم ز قیدِ دانہ و دامِ ہوس
شوقِ دام و دانۂ آں زلف و خالم مے کشد

من نمے نالم ز اندوہِ شبِ ہجراں ولے
ہر نفس اندیشۂ روز وصالم مے کشد

چوں خراماں میرود سروش بگلگشتِ چمن
شیوۂ رفتارِ آں نازک نہالم مے کشد

نامِ دیدارش ندارد دیدۂ حیرانِ من
در نظر مے بندم از زویش خیالم مے کشد

باز میپرسی کہ خونت را کہ مے ریزد بناز
نازنینی را چہ گویم کز سوالم مے کشد

پیر گشتم چوں فغانیؔ در رہِ عشق و ہنوز
آرزوئے دیدنِ آں خورد سالم مے کشد

رسید آں شمع و زہر جانبے پروانہ مے جوید
پریشاں کردہ کاکل عاشقِ دیوانہ مے جوید

چگویم کاں بہشتی از ہوائے گلرخے چوں شد
چو آتش گشتہ در کوئے ملامت خانہ مے جوید

نگردد آشنا باکس و گرہم صحبتاں گردد
حریفے ہمچو خود کافر دلِ بیگانہ مے جوید

زبدخوئی و مستی خوں کند در کاسہ ام اکنوں
کہ پیماں بستہ با میگوں لبے پیمانہ مے جوید

نکردی گوش گفتِ کس ولا اکنوں شدی عاشق
بے خواب از فغانیؔ ہر شبے افسانہ مے جوید

ن لہ ہزار۔

هوا گل بیز گشت و مرغ در پرواز مے آید
بهارِ رفته از گلشن به گلشن باز مے آید

تحیت میرساند بلبلاں را بادِ نوروزی
که گل بارِ دگر بر جلوه گاهِ ناز مے آید

بگرداں پرده اے مطرب که از راهِ عراق امروز
مهِ اوجِ فلک در گلشنِ شیراز مے آید

چه بادِ مشک بیز ست ایں که بوئے جاں دهد گردش
مگر از راهِ آں ترکِ شکار انداز مے آید

مئے لعل و نسیمِ گل مبادا از جهاں خالی
که ایں آب و هوا در سر مرادم ساز مے آید

بیا ساقی که انجامش به از آغاز خواهد بود
هر آنکو با صفائے نیت از آغاز مے آید

بشارت باد زاں صیاد وحش کبکِ خراماں را
که باز از طرف دشت آواز طبل باز مے آید

مسیحا یار و خضرش رهنما و همعناں دولت
فغانی آفتابِ من بدیں اعزاز مے آید

کنوں که باد خزاں فرش لعل خام کشید
خوش آں که در صف مستاں نشست و جام کشید

دلم که جام نگوں داشت سالها چو حباب
ببیں که موج سرابش چناں بدام کشید

فلک نداد مرادم چنانکه دل می خواست
ولی بهر سر مویم صد انتقام کشید

شدم اسیر شکار افگنی که صد باره
سناں ز دیدهٔ شیرانِ تیز گام کشید

هزار جرعهٔ فیض ست در قرابهٔ عشق
خوش آں حریف که آں کاسه اتمام کشید

چگونه لذّتِ جام وصال دریابد
ز یار هر که نه بعد از فراق کام کشید

خوش آں فتاده که هر چند یار سرکش بود
بگرمیِ نفسش بر کنارِ بام کشید

به سیل داد **فغانی** سر سفینهٔ خویش
نه نام نیک شنید و نه ننگ نام کشید

وقت است اے حریف که مے در سبو کنند
دامن کشاں بمنزل مقصود رو کنند

ما جوے شیر و قصر زبر جد گذاشتیم
ساقی بگو که میکده را رُفت و رو کنند

می ده که وضع میکده بے مصلحت نشد
کاریکه می کنند حکیماں نکو کنند

امروز داد مرشد ما رخصت شراب — امّا باین قرار که کم گفتگو کنند
بگذار کار توبه صوفی به ساقیان — تا اندک اند کی بگلویش فرو کنند
مشکل حکایتی است که هر ذرّه عین اوست — امّا نمی توان که اشارت باو کنند
خوبان ز آب دیدهٔ ما غافل اند حیف — زین یوسفان که جامه بخون شُست و شو کنند
قسمت نگر کشتهٔ شمشیر عشق یافت — مرگی که زندگان بدُعا آرزو کنند

آلودهٔ شراب فغانی بخاک رفت
آه ار ملایکش کفن تازه بو کنند

خوبان خراب نرگس مستانهٔ تو اند — خود را نه یاد برده در افسانهٔ تو اند
آنانکه میبرند بحُسن از پری گرو — رخساره بر فروز که پروانهٔ تو اند
مستان که بسته اند لب از آب زندگی — در آرزوئے ساغر و پیمانهٔ تو اند
من خود چه ذرّه ام که هوا را آفتاب رو — هر روز تا بشب بدر خانهٔ تو اند
با خویش کردی اہل نظر آشنا ولی — چو نیک بنگری همه بیگانهٔ تو اند
مستان که شسته اند لب از آبِ زندگی — در آرزوئی ساغر و پیمانهٔ تو اند
حالا بعقل و حیا رقیب از تو کام یافت — بے بهره آن گروه که دیوانهٔ تو اند
اے گنج حسن با تو چه دانه است کاین چنیں — مرغانِ قدس طالب ویرانهٔ تو اند
دل بر وفای همنفسانِ دورو مبند[۱] — آنها که خویش تر بتو بیگانهٔ تو اند

وصلت[۲] چه یافت نیست فغانی طمع مبر
بسیار کس در آرزوئے دانهٔ تو اند

ز گلگشت آمدی بنشیں که مشک چیں فرو ریزد — میان بکشا که از هر شوگل و نسرین فرو ریزد
چه خوشتر زیں که عاشق خفته باشد زار و معشوقش — ز گلزار آید و گل بر سر بالیں فرو ریزد

ن ۱ه منهٔ ۔ ن ۲ه وصلش ۔

خوش آں محفل کہ خورشیدی دوراں آمد عرق کردہ نشیند ورنہ مہ تو خوشۂ پرویں فرو ریزد
زباں دانِ الست ترکِ من کہ ہنگامِ سخن گفتن بعنوانِ عجب بس نکتۂ رنگیں فرو ریزد
زگرد رہ چو افشاند غزالم رشتۂ کاکل ہزاراں نافۂ سربستہ از ہر چیں فرو ریزد
بانگیزد علاج دل طبیب کاردان من زنخل خامہ چندیں میوۂ شیریں فرو ریزد

دگر زاں لب چہ میخواہی فغانی زیں غزل گفتن
ترا بس نیست ایں دُرہا کہ در تحسین فرو ریزد

نسوزیم کہ گل ایں چراغ میماند غبارے رود از پیش و داغ میماند
جز از لقائے خودم نگہتے نمی بخشی مگو کہ ایں سخنم در دماغ میماند
زہے صفائے بناگوش و قطرہائے عرق کہ ہر یکے بدر شب چراغ میماند
خوش آں حریف کہ چوں سر نہد بپائے قدح ز بادہ اش قدرے در ایاغ میماند
چمن شگفت عجب دارم از مہندس سپہر کہ صوفیانہ بہ کنج فراغ میماند

چناں شدست فغانی ز بوئے لالہ و گل
کہ شب بیاد تو در کنج باغ میماند

آہِ آتشناکِ من بوئے دلِ مجنوں دہد گر نسوزد دل کجا ایں روشنی بیروں دہد
نازک اندامے کہ سوزے در جگر دارم ازو تر نگردم گر ہزارم غوطہ در جیحوں دہد
بس محال ست ایں کہ گردوں نم دہد نقدِ مراد ایں کہ من یکذرہ دارم مے ستاند چوں دہد
گر نہ از بیداد تیغم رسد بر استخواں کے بگویم زیں حکایتہا کہ جوئے خوں دہد
حقۂ فیروزۂ افلاک دارد نیش و نوش دل فدا شد ہر کہ را یکبار ازیں معجوں دہد
طالب مے خانۂ عشقم کہ مستِ جام او حشمتِ جمشید بخشد تاجِ افریدوں دہد
وہ چہ دلکش مجلسے داری کہ ہر روز آفتاب رو بدیوارِ تو آرد پشت بر گردوں دہد
عشق در ہر مشربے کیفیتے دارد غریب یک شراب ست ایں و لیکن نشئہ گوناگوں دہد

دیده دریا کن فغانی تا کنارت پر شود
تا صدف باران نگیرد کے دُرِ مکنوں شود

توئی کز تو کسے بہ شیوۂ خوبی نمیداند — ز تو خوشتر کسے آئین محبوبی نمے داند
بحسن صفحہ سیم تو ناظر مردم چشم — رموز حرف ملفوظے و مکتوبے نمے داند
پر از خونامۂ سروی کنار دامنِ عاشق — لب جوئے بہشت و سایۂ طوبے نمے داند
من از جانش ہوا خواه دلِ فارغ کہ از خوبی — چہ داند رغبتِ طالب چو مطلوبے نمے داند
چہ حاصل گر شود صد جامۂ جاں چاک تا دامن — چو یُوسف روئے من اندوہِ یعقوبے نمے داند

دلے کز دلربائے در نیابد جذبۂ شوقے
فغانی جز طریق آستاں روبی نمے داند

دلم کہ سوخت سپندِ مہِ جمال تو باد — اسیر سلسلۂ دام زُلف و خالِ تو باد
ہزار افسر شاہی و تخت سُلطانی — فدائی سلطنت حُسن بے زوال تو باد
تمام صورت احوال دردمنداں را — مدام جلوه در آئینہ جمال تو باد
ز دفترِ دل عشاق چوں کشائی ملال — نوائے زمزمۂ شوق حسب حال تو باد
چراغ دیده شب زنده دارِمن یارب — ز نورِ شمع طرب خانہ وصال تو باد
چو صف زنند بتاراج دل سیہ چشماں — بلائے اہلِ نظر شیوۂ غزال تو باد

بلائے جان فغانی و آفت نظرش
کرشمۂ خمِ ابروئے چوں ہلال تو باد

ایں باد ز طرفِ چمن کیست کہ داند — ویں بوئے گل از پیرہن کیست کہ داند
ایں نافہ کہ بر گل شکند غالیۂ تر — از سلسلۂ پُرشکن کیست کہ داند
مارا برخِ زرد بود صد رقم از خوں — دو گل رُخ و نسرین بدن کیست کہ داند
اے باد چہ داری خبر از غنچہ لعلش — افسونِ تو مہرِ دہنِ کیست کہ داند

آشوبِ دل و دیدهٔ شیدائے فغانی
نظارهٔ سرو و سمن کیست که داند

دلا آں شمع دیدی غیرتِ پروانگی باید … با آتش آشنائی وز هوا بیگانگی باید
جگر خواری و جاں سوزیست کمتر شیوهٔ در عشق … خرد چو دل بایں سودا نهد فرزانگی باید
سبک ظرفیست در بزمِ محبت دجله جیحوں … چو ساقی عشق شد دل را گراں پیمانگی باید
شکستم شیشهٔ هستی شدم باد وست همکاسه … بنائے عمر ویراں را گرم همخانگی باید
غبارِ هستی از جاں برفشاں در خدمتِ جاناں … وصال گنج داری آرزو ویرانگی باید
چو در دل گرم کردی جا هم از دل جو نشاطِ مے … حریفِ خانه سوزاں را شراب خانگی باید

فغانی بے خود انرا با غیوراں کار دشوار است
عناں از دست دادی بعد ازیں مردانگی باید

از کعبه عزم دیر بروں از طریق بود … اما چه چاره چوں دلِ گمره رفیق بود
همچوں فرشته از دلِ میخانه باز گشت … عقلم که دیر سال رفیقِ شفیق بود
رمزے که از دهانِ صراحی شنید جام … کُنهش کسے نیافت که مقصد عمیق بود
آخر بآب و دانهٔ مے خانه صید شد … مُرغ دلم که طائرِ بیت العتیق بود
حرفے شنیدمے ز لب جاں بخشِ ساقیاں … از جاں شدم که نکته بغایت دقیق بود

هم در میانِ گریه فغانی فرو درفت
بیروں نشد ز بزمِ تو مسکیں غریق بود

دوشش آں پری ز قید رقیباں رمیده بود … صیدِ کمند ما شده آیا چه دیده بود
در جوئبار دیدهٔ عشاق جلوه داشت … سروے که سر ز چشمه حیواں کشیده بود
در برگ گل دمیده فسوں سبزه خطش … خوشش سبزهٔ که زآبِ لطافت دمیده بود
آشوبِ دیده و دل و آسیب عقل و دیں … آں قامتِ کشیده و زُلفِ خمیده بود

بہ ہر اشارتے کہ بشرح و بیاں نداشت | تا دیدہ را بہم زدہ بودم رسیدہ بود

آں لالۂ کہ چید فغانی ز باغ دل
تاثیرِ آتشِ جگر و آب دیدہ بود

ترک من چوں لالہ برگ عیش بہ صحرا کشید | سایہ باں زد بر کنار سبزہ و صہبا کشید
آہ ازاں دم کو سرِ مستی بعاشق جام داد | وانگہ از عین عنایت منتظر شد تا کشید
آندم از جاہ دست افشاندم کہ در گلگشتِ باغ | آستیں بر زد بناز و پیرہن بالا کشید
عشق چوں بر لوحِ مستیؔ قرعۂ توفیق زد | دیگراں را ترک فرمود و رقم بر ما کشید
گردِ من از سیل مژگاں نیزہ بالا رست خار | پیش ازیں نتواں سناں از دیدۂ بینا کشید
مے تواں گفت ایں کہ نتواں یافت در صد جام زہر | آنقدر تلخی کہ فرہاد از کفِ حلوا کشید

ہست در محشر فغانیؔ را کلید باغ خلد
یک بیک پیکاں کہ در عشق از دلِ شیدا کشید

بیخودی در عشق بازی باد رسوائی مباد | درد بادا و ز ملامت ناشکیبائی مباد
رستم از قید خرد یارب اسیرِ عشق را | ہمدمی جز با گرفتارانِ شیدائی مباد
بے تو غیر از نالۂ جانسوز و آہِ جانگداز | عاشقاں را ہمدم شبہائے تنہائی مباد
جمع کردم در خم زلفت دلِ سرگشتہ را | ہیچ دل یارب پریشاں گرد و ہرجائی مباد
بے فروغِ شمع رخسارِ تو اے چشم و چراغ | دیدۂ شب زندہ داری باد و بینائی مباد
در حریم چشم و دل بادا جمالت جلوہ گر | شمع را کارے بغیر از مجلس آرائی مباد

قولِ[2] زاہد با فغانیؔ در گرفتاری عشق
دمے گیرد کہ کس مجنون شیدائی مباد

تا رخت را سبزہ در گلبرگِ تر پنہاں بود | از تماشا سیر نتواں شد مگر پنہاں بود

---

۱ ؎ مند ہستی ✧ ۲ ؎ قولِ ناصح با فغانی ۔ ۳ ؎ پریشانیِ دل ✧

بازوقت آمد کہ ہرکس باحریفِ سروقد — درمیان لالہ وگل تا کمر پنہاں بود
خوش بود با لالہ رویاں بادہ بر لبہائے کشت — خاصہ آنساعت کہ خورشید از نظر پنہاں بود
دیدہ را حالا ز جام لالہ آبے میدہم — گرچہ داغِ بیشمارم در جگر پنہاں بود
بلبلِ شیدا نمے داند کہ در ایں بارگاہ — زیر ہر برگِ گلے صد نیشتر پنہاں بود
عیشِ من تلخست ورنہ عالم از شہدست پُر — بلکہ در ہر گوشہ صد تنگِ شکر پنہاں بود

زارمے سوزد فغانی گرچہ پیدا نیست داغ
برقِ آہِ دردمنداں را اثر پنہاں بود

نہ خورشید روئے من ومے یکجا نمے گنجد — چناں گرمست بر دلہا کہ بر دلہا نمے گنجد
نسیم دامنش گلزار گیتی بر نمے تابد — غبار موکبش در عرصہ غبرا نمے گنجد
شہیدے کز سر کویش غبار آلودہ بیروں شد — ز شوقش تا ابد در جنت الماوا نمے گنجد
ازیں میخوردن پنہاں و پیدا مستیِ دارم — کہ از پنہاں ندارد جا و ہم پیدا نمے گنجد
زعشق کافرے بیرانہ سر در بزم میخواراں — بدینم رفت بیدادے کہ در دنیا نمے گنجد
بخواہد در سرو کارے بلائے عشق و مستی شد — وجود پر بلائے من کہ در یکجا نمے گنجد
ز بیداد غیورے آنچہ از دل کافری دیدم — چہ جائے کعبہ و بُت خانۂ ترسا نمے گنجد
جنون عشق و از جانان خیال بوسہ آغوشے — نگو اینہا کہ اینہا در خیالِ ما نمے گنجد

فغانی را دہانِ آرزو شیریں نخواہد شد
پر از زہرست جام او دراں حلوا نمے گنجد

رفتی و چشمِ روشنم از اشک حرماں تیرہ شد — در دل چراغے داشتم آں ہم بہجراں تیرہ شد
بس تیرہ و افسردہ ام در آتشم افگن شبے — داغ تو باشد شمع من جائے اگر جاں تیرہ شد
دیگر چہ گل چیند کسے از گریہ شبہائے من — کز دیدۂ آلودہ ام سیلاب مژگاں تیرہ شد
میسوزم و آگہ نیم کز چیست چندیں آتشم — بر من چہ تابد چوں دلم از داغ پنہاں تیرہ شد

آلودہ نتواں زیستن بہر حیات جاوداں آئینہ اسکندری از آب حیواں تیرہ شد
سوز فغانی تہ بتہ در پیشش از شرم گنہ
ہم درخورِ آتش بود دل چوں بعصیاں تیرہ شد

خزاں آمد گریبانے بہ بوندی چاک خواہم کرد بمن دہ مے کہ برافشانئے چوں تاک خواہم کرد
ورق را باز گردانید مستاں مے بگردانند کہ چندیں معنئ رنگیں دگر ادراک خواہم کرد
چمن از برگ رنگیں گشت چوں بتخانۂ آذر زمستی سجدۂ در ہر بنِ خاشاک خواہم کرد
بچینِ ابروئے ساقی کہ تا دارم مے باقی نظر در چشمِ مست و غمزۂ بیباک خواہم کرد
چو عکسِ خط ساقی در شراب افتاد دانستم کہ حرف عافیت از صفحہ دل پاک خواہم کرد
بروئے تازہ رویانِ خزاں من بادہ خواہم خورد حریف سفلہ را در کاسۂ سر خاک خواہم کرد
فغانی بوسۂ ساقیست تریاک شراب تلخ
دہان تلخ را شیریں بدیں تریاک خواہم کرد

آنکہ بہر دیگراں در زلف چیں مے افگند چوں رسد نزدیک من چیں بر جبیں مے فگند
دیدہ ام جائے پری روئے کہ پیشِ تختِ او گر سلیماں میرسد خالی نگیں مے افگند
ہر کجا یک دل بہ تیر غمزہ مے سازد نشاں صد کماندارش پیاپے در کمیں مے افگند
صاحبِ خرمن نمیداند کہ دہقاں وقتِ کار دامنِ دولت بدستِ خوشہ چیں مے افگند
دور از آں دندان و لب از مے فغانی توبہ کرد
آرزو چندے بشیر و انگبیں مے افگند

مرا ہر روز بے او صد غم جانسوز پیش آید الٰہی دشمن جانِ مرا ایں روز پیش آید
چناں دل تنگم از نادیدن آں بے گل رویش بگردم شاد اگر صد عید و صد نوروز پیش آید
خوش آں روزے کہ سوزم تا سحر در کنج تنہائی چو بیروں آیم آں شمع جہاں افروز پیش آید
چو وقت آید کہ از لعل لبش فیروزئ یابم بلا ہائے عجب از بخت نا فیروز پیش آید

بطاقِ ابرویش دارد فغانی دیدهٔ حیراں
کہ از ہر گوشہ تیر غمزہ دلدوز پیش آید

مرا یادِ تو ہر دم آتشے در دل برافروزد — نگشتہ شعلہ از یکجا بجائے دیگر افروزد
در آ و خانہ روشن کن کہ امشب مہلست عمرم — بود چندانکہ پیشِ من کسے شمع برافروزد
گرت سوزد خیال شمعِ رخسارت ازاں خوشتر — کہ محنت خانۂ من بے تو شمع خاور افروزد
نیفتد بے توام یک ذرہ در دل پرتو شادی — فلک ہر چند شمع دولتم روشن ترا فروزد
چنیں کز آتش سویت تن من گشت خاکستر — دلم آئینہ مقصود از خاکستر افروزد

خوش آں محفل کہ بنشیند فغانی با دلِ نالاں
جمالِ ساقیِ گل رُخ بنورِ ساغر افروزد

بازم بسینہ عشق جنوں جوش میزند — وز خون گرم دل بہ دروں جوش میزند
آسودہ بودم آہ کہ از یک نگاہ گرم — خونے کہ مردہ بود کنوں جوش میزند
سرتا قدم گداختم از درد عاشقی — خونابہ بنگرید کہ چوں جوش میزند
جانم بلب رسید ہنوز از خیالِ خام — در سینہ آرزوئے فزوں جوش میزند
مور شکستہ بال بشہدِ تو چوں رسد — کز طامعاں دروں و بروں جوش میزند
نتواں نگاہ کرد بداں روئے آتشیں — از بسکہ خال غالیہ گوں جوش میزند

ہر دم ز خامی تو فغانی در آتش است
بہر سواد سحر و فسوں جوش میزند

چناں آزردہ ام از تیزیِ عشق نہادِ خود — کہ خواہم اندک اندک از دل او برد یادِ خود
بایں تو دلم کہ ننشینم دگر با دلبراں لیکن — ندارم اعتمادے بر دلِ بے اعتمادِ خود
فراقم آفتِ ہستی و جانم نخلِ رسوائی — مدام از فتنۂ سوزم ز بختِ فتنہ زادِ خود
مشو گر باز ہرگز خاطرم از شاہد و ساقی — کہ من در عالمِ دلبستگی دیدم کشادِ خود

فغانی مے منوشی تا بود عشق و جنوں در سر
اگر آگہ شوی در وقتِ مستی از فسادِ خود

فگند یار بدلہائے خستہ تیرے چند — بگوشہ نظر انداخت گوشہ گیرے چند
دل از بہانۂ ترکاں در آتشیست مدام — بسوختیم بدست بہانہ گیرے چند
زبے نظیریِ شکل تو در جریدۂ حسن — نہادہ اند خطِ سبز بے نظیرے چند
غزل بگوے فغانی در آرزوے جواں
کہ گرم از سخنانِ تو اند پیرے چند

دیدی کہ بخت آخر یار و ندیم چوں شد — آں صبر و تلخ کامی ناز و نعیم چوں شد
اشکم کہ خار مے سفت جا کرد در دلِ دوست — الماس پارۂ من دُرِّ یتیم چوں شد
بیگانہ خوے مارا کز آشنا حذر بود — خلق اش کریم چوں گشت طبعش سلیم چوں شد
برمن کہ نور شمعش صد نور بر بتابد — پروانہ پریشاں آخر مقیم چوں شد
ایں استخواں فغانی کز درد و داغ مے سوخت
پہلوے شیر مرداں قدرش عظیم چوں شد

دوش کہ مہماں رسید در تنِ ما جاں نبود — لاشۂ بے جانِ ما لائقِ قرباں نبود
مست پئے نقل و مے بر سرِ عشاق تاخت — بر سرِ دست آنچہ بود جز دلِ بریاں نبود
دیدہ چوں از لختِ دل در نظرش خواں کشید — حیف کہ جانِ رہی بر سرِ آں خواں نبود
حق لبش بود جاں نزلِ قدومش نشد — صبر حرم بود دل در خورِ قرباں نبود
آنچہ مرا مو کشاں در قدمِ بت کشید — حلقۂ زنار بود زلفِ پریشاں نبود
او کہ بچاکِ قبا ساخت فغانی خراب
ترکِ چگل بود و بس یوسفِ کنعاں نبود

جہاں بغیبت ہم صحبتاں نمے ارزد — برشک و غیرت دو ہمتاں نمے ارزد

تمام نعمت دنیا و نفع لذّت آں — بذکر خیر ولی نعمتاں نمے ارزد
وصالِ دوست کہ مقصودِ عالم کین ست — غرور و نخوت نو دوستاں نمے ارزد
تمام عمر شہنشاہی و جہانداری — بہ پست عہدی و کم خدمتاں نمے ارزد
فروغ کوکبۂ حسن و شورمستیِ عشق — بچشم و نازِ نکو طلعتاں نمے ارزد

بسے خوش است فغانیؔ سرودِ مجلس عشق
ولے بشرکت بے نسبتاں نمے ارزد

دلہائے بستہ از گل باغِ تو باز شد — چشم جہانیاں بچراغِ تو باز شد
چندیں گرہ کہ بر دلم از غصہ بستہ بود — ہر یک ز جرعۂ زایاغِ تو باز شد
آندم کہ سر بروں زدم از حلقۂ جنوں — روئے دلم بلالہ باغِ تو باز شد
خالی مباد ساغرِ عیشت ز خونِ ما — کز ایں شرابِ ناب دماغِ تو باز شد

عشقت چو باز گشت فغانیؔ نہاں مدار
اکنوں کہ مرہم از سرِ داغِ تو باز شد

ماتم نشست و کوکبۂ صور شد بلند — صد نیزہ در حوالۂ ناسور شد بلند
گلبانگِ میفروش بدردی کشاں رسید — پند اشتی کہ زمزمہ صور شد بلند
معشوق در کنار دہد روشنی بدل — زاں آتشم چہ سود کہ از دور شد بلند
منکر مشو کہ در گہ دیوانہ دیدہ اند — آں آتشے کہ از شجر طور شد بلند
آباد باد میکدہ کز فتنہ ایمن است — نخلے کزیں سراچۂ معمور شد بلند
آں روز نقد ہستی ما نذر بادہ شد — کز طرفِ باغ طارمِ انگور شد بلند

بادا بقائے پیر کہ از جام فیضِ او
افسانۂ فغانیِؔ مخمور شد بلند

نوبہار آمد کہ بوئے گل جہاں را خوش کند — جرعہ نوشاں را شقایق لعل در آتش کند

ن لہ راغ۔

خورم آں شاہد کہ نوشد بادہ بیغش بناز
عاشقِ دلخستہ از نظارۂ او غش کند

لالہ خونریز دگل آتشبار و سوسن دہ زباں
مُرغِ سرگرداں ازینہا با کہ خاطر خوش کند

آہوانرا چشم و مُرغاں را نظر ماند براہ
تا کے آں ترکِ شکاری دست در ترکش کند

شمۂ طاقت نیارد گر بود صبح و شفق
آنچہ بر دل جام صاف و ساقیِ مہوش کند

بلبلِ طبع **فغانی** در گلستانِ نظر
بہر تسخیر گلے ایں نغمہ دلکش کند

ہر آنچہ از صورت و معنی بر اہلِ راز مے آید
تمام از گوشۂ آں نرگسِ غماز مے آید

سخن از پردہ میگوئی ولے گویا بود حسنت
فروغ حسن شخص از جوہر آواز مے آید

فغاں از برقِ پیکانت چو شمع دلفروز ستایں
کہ از شصتِ تو اے ترک شکار انداز مے آید

ز چنگ قامتِ عاشق چہ گلبانگ طرب خیزد
کہ چرخ واژگوں ابریشمِ ایں ساز مے آید

بہ بیں حالِ **فغانی** اے کہ بر آئینۂ پاکت
رخ انجامِ کارِ ہر کس از آغاز مے آید

ز خوباں خورد سالِ من طریقِ مرشدی دارد
غلامِ ہمتش گردم کہ لطفِ ایزدی دارد

ہنوز از چاردہ نگذشتہ مولودِ ہمایونش
بہ پیرانِ جہاندیدہ ہزاراں بخردی دارد

عفا اللہ نورسے خلوت نشیں تر از مے کہنہ
من و یکجرعہ از جامش کہ طور بیخودی دارد

بسر تاجِ سیہ کج کردہ و چیں بر جبیں ماندہ
خراماں با ہمہ رعنا قداں رعنا قدی دارد

نماید پاک و درویشانہ الفت گو نہ با خلق
نہ فکر خودنمائی و نہ سودائے خودی دارد

گہے ہمچو لباس خلق مے آید بہ تن چوں گل
فغانی دیدہ اور اقبائے امردی دارد

منم کہ دوست مرادم ز تلخ شور دہد
مدام بادہ و نُقلم بدستِ زور دہد

پیالہ گیر کہ دستے بمہر نتواں یافت
اگر نگین سلیماں بدستِ مور دہد

مرا ز خاکِ درِ دوست بیش ازاں فرحت — کہ سرمہ مژدہ بینش بچشمِ کور دہد
قبول کن کہ بہ از کسوتِ ملامت نیست — کہ ہر چہ دوست بدردی کشانِ عور دہد
زآبِ چشمِ **فغانی** چہ خیزد اے بدخواہ
سزائے مردمِ بیدرد خاکِ گور دہد

نوروز علم برزد و گل در چمن آمد — خورشیدِ سفر کردہ من در وطن آمد
مرغے کہ ز ہجراں گلے داشت ملالے — در باغ بنظارۂ سرو و سمن آمد
گل باز رسید از سفر و سرو ز گلگشت — پیمانہ بیارید کہ پیماں شکن آمد
یعقوب جواں شد ز صبا من شدم آتش — ایں بوئے دگر بود کز اں پیرہن آمد
ہمراہِ صبا بوئے مسیحا نفسے بود — زاں بوئے دلِ مردہ من با سخن آمد
در عشق وے زندگی آور دچناں غم — آفت نہاں بود کہ بر کوہ کن آمد
سرمست رسید از رہِ خوباں بنظارہ — گشتند سراسیمہ کہ ہاں پیلتن آمد
خاموش نشد از سخنِ عشق **فغانی**
ہر چند کہ سنگ ستمش بر دہن آمد

غم نیست کز دلم ز فراقت ستم برد — یک ذرہ ہمدمیِ تو صد سالہ غم برد
در کشدر وصال کہ دادست ہر دو کون — بر دل کہ نقشِ کم زند البتہ کم برد
آنجا کہ جرم بخششِ خلقِ کریم تست — کس را مجال نیست کہ نام کرم برد
گلگون ناز را چو بجولاں در آوری — صد خرمنِ مرا دبباد قدم برد
تا چند با خیالِ تو شطرنجِ آرزو — دل گفتِ آں دو سلسلہ خم بخم برد
ہر کو دہد بحسن فروشاں متاعِ دل — قلبِ سیہ آورد و جامِ جم برد
بر نقلِ مجلسِ تو **فغانی** چو دست یافت
حاشا کہ رشک و غصہ صیدِ حرم برد

رعنائے من چو دست برقص و سماع کرد — در جلوۂ ہزار ہزار اختراع کرد
تا جاں نداد دور نشد از سرش سماع — آنکو ترانۂ زلبش استماع کرد
آہ ایں چہ راہ بود کہ آں ارغنوں نواز — ز و نغمۂ فراق زما انقطاع کرد
دشمن بروزِ عیش فغانیؔ نزاع داشت
ہجرانِ دوست آمد و رفع نزاع کرد

از دوری من دیرِ مغاں بیتِ حزن شد — مخموریِ من توبۂ صد توبہ شکن شد
آں دل کہ سفالِ سیہ میکدہ ہا بود — از فیض نظر مجمرہ مشک ختن شد
آئینۂ دل پاک شد و یار در آمد — صد شکر کہ کارم ہمہ بر وجہ حسن شد
آں عشق و جوانی کہ دریں واقعہ با تست — افسوس کہ در پنجہ دیم درد بدن شد
پار آں شجرِ حسنِ تو نو بود نہانی — امسال چہ شمشاد قد و سیم بدن شد
بس روغنِ دل مرہم کافورِ جگر ساخت — معشوق کہ شیریں سخن و بستہ دہن شد
در دیدہ بدل گشت سیاہی بسفیدی — نظارہ کہ ریحان تنرت برگ سمن شد
از بادۂ صافم نکشاید دلِ روشن — تا شمع جمالِ تو چراغ دل من شد
بر ساغرِ مے شاید اگر لب بکشایم — چوں خاتم لعل تو مرا مہر دہن شد
قطع نظر از ساغر و مل کرد فغانیؔ
بگذاشت گلِ میکدہ و رخ بہ چمن شد

جفا مکن کہ دگر آں جفائے گنجد — چناں شدم کہ بدل ما سوائے گنجد
ہزار گونہ جفا نقش بستہ در دلِ تو — چشد کہ یک ورقم از وفائے گنجد
نگویمت کہ مکن گفت گوئے بیگانہ — چو در دلت سخنِ آشنائے گنجد
در آمدی بدل و رستم از جفائے جہاں — بہر کجا تو بیائی بلائے گنجد
بدردِ عشق فغانیؔ خستہ را دلتنگ — چناں پر است کہ یادِ دوائے گنجد

ماهِ من از جامهٔ خواب مهر سر بر میکند — خلعت مخموریِ خورشید در بر میکند
یار جائے تا کمر در زر نهان چون آفتاب — عاشقِ بیچاره جائے خاک بر سر میکند
خاک مرو از کیمیائے عشق مے سازد ولے — بادشاهِ من کجا نظاره در زر میکند
دل ز شوق دانهٔ زنجیرِ طوقِ گردنش — یاد خاک بوته و دکان زرگر میکند

او که در هر گوشه دارد چون **فغانی** صد هزار
کے بعزلت خانه اش یکبار سر بر میکند

چند گره بر زبان وه که دلم چاک شد — از نفس گرم من شعله در افلاک شد
حاصل گنج دماغ در قدحے مے زدم — نافهٔ مشکینِ دل صرفِ گل تاک شد
نکهت دامان و جیب رفت بهفتم چمن — بس که برقص و سماع نخل تو چالاک شد
الله مدد دل شدم کشتهٔ جولان گهت — لاشهٔ قربانِ من قابلِ فتراک شد
مست به آهنگِ رقص خاستی از بزم ناز — جان هزار آدمی در قدمت خاک شد
گرنه ز عود تربت دود بر آمد ز دل — دستهٔ ریحان ما توده خاشاک شد

نامزدِ تیغ عشق گشت **فغانی** سرت
لایق قربان شدی خون که دولت پاک شد

دلم که همره آن مه چو ابر جست شود — گذار تا بر دو آن قدر که شسته شود
ندیده دامنِ پاکِ تو مهر ماه هنوز — درست باد کتانے که جامه شسته شود
قلم دریغ مدار از سفینهٔ عاشق — که این شکسته به اصلاح تو درست شود
نبات پاره ماه بر دو نه دیده گلاب — تبارک الله ازین موسے که درست شود
من آن دولت چو بدیدم بغم نهادم دل — که حکم خیر و شر هر کس از نخست شود
دلم بخدمت نخل بتان به آمد زار — که تا ز کسب نهالے که خانه رست شود
دلیر نیست **فغانی** هنوز در ره عشق — مگر بخدمت اصحاب در درست شود

امروز صفائے دلم از سیمتنے بود — جانم پُر از اندیشۂ نسرین بدنے بود
چوں دستۂ گل ساعدے از داغ نہانی — آراستہ زاں دست کہ گلچین چمنے بود
در جوش در و بام زنظارۂ دیدار — گر ما بہ نگر خلد بریں انجمنے بود
در تابہ حمام فرو رفتہ چو ماہے — نے زہرہ آبے نہ جمالِ سمنے بود
از سجدۂ شکرم دلِ شوریدہ نیاسود — کاں وصل نہ اندازہ بخت چو منے بود
در جامہ نگنجیدم ازاں شوق کہ دل را — آب از عرق سینہ گل پیرہنے بود
بر چشمۂ خورشید در لغبت کشودن — چشمے کہ بدیدارِ چناں غمزہ زنے بود
اورفت و فغانیؔ بسر صفحۂ حمام
چوں قالبِ جاں رفتہ در دلِ کفنے بود

تا دیدہ در رخِ تو مقابل نمے شود — کام دل از جمالِ تو حاصل نمے شود
ہر دل بجعد سلسلہ موئے قرار یافت — دیوانہ من ہست کہ عاقل نمے شود
دست تہی اگر ہمہ تعویذ دوستیست — در گردنِ مراد حمائل نمے شود
غافل مشو ز حالِ اسیرے کہ یکنفس — از جلوۂ خیالِ تو غافل نمے شود
دل شد اسیر آہوئے مردم فریبِ تو — کارش بسحر جادوئے بابل نمے شود
خونِ قتیل عشق فغانیؔ بہیچ رو
فردا وبالِ دامنِ قاتل نمے شود

در ہر کہ نیست نشاء دردِ تو مردہ باد — ہجر تو مرگ زندہ دلانِ فسردہ باد
بے جلوۂ تو مردمک دیدۂ مرا — گر خاک مقدمت نشود باد بردہ باد
گل ہائے آتشیں کہ برآوردہ آب چشم — خونِ جگر ز پردہ مژگاں فشردہ باد
نقشے کہ غیر صورت مردم فریب تست — از صفحۂ مراد دو چشم ستردہ باد
برگو ہر دلے کہ بزلفِ تو بستہ اند — یک یک بدست ہندوے خالت شمردہ باد

ہر اشک لالہ گوں کہ نشد صرف گلرخے گردانہائے لعل بود خاک خوردہ باد

این خاک استخواں **فغانی** امانتست

از بہر طعمہ سگ کوبیت سپردہ باد

گہ بلطفم مے نوازد گہ بنازم مے کشد زندہ مے سازد مرا آں شوخ بازم مے کشد

ہر شب از افسانۂ غم گیردم خواب اجل آخر این افسانۂ دور و درازم مے کشد

ناز بین من کجائی وہ کہ در راہ امید دیدۂ مجروم از اشک نیازم مے کشد

گر نگریم مے شود خوننابہا در دل گرہ ور بگریم خندۂ آں عشوہ سازم مے کشد

در غمش چوں میشوم یا نالۂ بے ہم نفس دلنوازیہائے آں مسکیں نوازم مے کشد

چوں **فغانی** ہر نفس میسوزم از داغ نہاں

در کشم آہے ز دل افشائے رازم مے کشد

دلم بے آں شکر لب ترک عیش انجمن گیرد نہ گل را بو کند نے ساغرے در دہن گیرد

من از خونابہ خوردنہائے ہجر افتادہ ام بیخود صبوحی کردہ او بادیگرے راہ چمن گیرد

نسیمے گر رود در کوئے او لرزم من بیدل زرشک آنکہ ناگہ بوئے آں گل پیرہن گیرد

ز جور او کشم تیغ و کنم آہنگ قتل خود مگر رحمے کند آں بیوفا دست من گیرد

رود با مطرب و مے ہر شب آں گل در گلستانے

فغانی با دل پرخوں رہ بیت الحزن گیرد

خوں خوردنم ز ہجر تو از حد بروں مباد زیں تلخ بادہ چہرہ کس لالہ گوں مباد

آتش بسوز نالہ ام ستان عشق نیست خوشدل کسے بنغمۂ این ارغنوں مباد

اے گل خیال کشتن عاشق نہ طور تست بر دامنت نشانۂ این رنگ خوں مباد

سوزاں تر از جدائی یار است رشک غیر این داغ بر جراحت عاشق فزوں مباد

وصل تو آفتاب ندیدم کہ فال زد کس ذرہ کوکب طالع نگوں مباد

ن ملہ عشق۔

هردم بشکل دیگرم آں غمزه مے کشد　　کافر به تیغ غمزهٔ خوباں زبوں مباد
آنرا که نیست گرمیِ عشقت حیات نیست　　سربے هوائے عشق و دلم بے جنوں مباد
خود را تمام داد **فغانی** بدستِ عشق
آشفته دل ز وسوسهٔ چند و چوں مباد

حسنِ تو بچشمِ ما نگنجد　　آں نور بهیچ جا نگنجد
باز امشبم از خیالِ آں رو　　در دیده و دل صفا نگنجد
بے مغز سرے کز آفتابے　　یک ذره درو هوا نگنجد
یارب چه دلست آنکه هرگز　　در وے رقمِ وفا نگنجد
گل بر سرِ خاکِ من میارید　　کانجا بجز از گیا نگنجد
بیگانه گرفت بزمِ آں شمع　　پروانهٔ آشنا نگنجد
هر شام ز یاربِ **فغانی**
در هفت فلک دعا نگنجار

خیالش در وفا چوں وصل رو با روئے خواهد بود　　خیالِ یار بد خو هیچو او بد خوئے خواهد بود
نهالے کز هوا داری ندارد گوشهٔ چشمے　　اگر از آبِ حیواں سر زند خود روئے خواهد بود
قضا چوں دست چوگانش بدید زور بازو گفت　　که در میدان ایں پر فتنه سرها گوئے خواهد بود
ز دستِ نیکواں هرگز بدی صادر نخواهد شد　　اگر واقع شود از پهلوئے بد گوئے خواهد بود
گلے کز گریهٔ مجنوں و خاکِ کوهکن روید　　جنوں آمیز و شور انگیز و آفت بوئے خواهد بود
بجائے چوبِ گل گر تیغ باشد در کفِ درباں
فغانی عندلیبِ گلشنِ آں کوئے خواهد بود

شبها گذشت و چشمِ من یک لحظه آرامے ندید　　بے گریهٔ صبحے دم نزد بے خونِ دل شامے ندید
یک شب سرِ شوریده ام سامانِ بالینے ندید　　روزے دلِ خوں گشته ام از دیرِ سر انجامے ندید

نگذشت روزے باشبے کیں جان خرمن سوختہ — پروانۂ شمع نشد داغے گل اندامے ندید

عمریست کیں دل تنگی ندارد **فغانی** بابتاں

ہرگز کشاد کار خود از حلقہ دامے ندید

خوباں ندیم مجلس عشرت نگشتہ اند — کس را بظلم در سر صحبت نگشتہ اند

آں دلبراں کہ یافتہ انداز وفا نشاں — عشاق را در آتش غیرت نگشتہ اند

خوش آں بتاں کہ بوسہ ندادند بے طلب — ور نیز دادہ اند بہ منت نگشتہ اند

بسیار بودہ اند وفا پیشہ عاشقاں — خود را چو من بخاک ندامت نگشتہ اند

بگذر ز قتل بے جہت ما کہ نیکواں — صید حقیر را ز مروت نگشتہ اند

بے حکمتے نگشت **فغانی** ترا حبیب

چوناں کس مخالف حکمت نگشتہ اند

آنیم کہ صد بار ز مالعل تو جاں برد — مرغ دل ما را بتغافل نتواں برد

آورد صبا در قدمت کہ ہمہ جاں خواست — از غنچۂ جاں بخش تو ہر جا کہ نشاں برد

در دوزخ ہجراں ہمہ شد جنت فردوس — گلہا کہ ز دیدار تو چشم نگراں برد

آتش شد و از خرمن جاں شعلہ برآورد — ہر بار کہ دل نام وصالت بزباں برد

از ما مطلب زہد کہ در انجمن عشق — اول قدم ایں تحفہ ز ما رطل گراں برد

ہر جور کز اں تنگ دہاں دید **فغانی**

چنداں بزباں گفت کہ آخر بزباں برد

گر تلخ شدی شور تو از سینہ کجا شد — شیرینیٔ درد از دل بے کینہ کجا شد

شب یار و سحر دشمن جاں اینچہ خمار ست — خاصیت نُقل و مے دوشینہ کجا شد

از لخت کباب دل ما زود شدی سیر — حق نمک و صحبت دیرینہ کجا شد

عاقل نشود تیرہ بیک آہ ز مجنوں — نور خرد و طبع چو آئینہ کجا شد

ہر چند بود سوختنی دلقِ فغانی
آخر ادب خرقۂ پشمینہ کجا شد

چوں گوش بر فسانہ ام آں پر بہانہ ماند
رخ تافت از من و سخنم در میانہ ماند

جاں رفت و دیدہ بہرِ تماشائے روئے تو
گردید آب حسرت و در چشم خانہ ماند

بر خاک رہ چو عرصہ شطرنج شد تنم
از بس کہ در وے از سمِ اسپت نشانہ ماند

حر فیست از وفائے تو اے ترک تند خوے
ہر جا خطے کہ بر تنم از تازیانہ ماند

از خواب بر نخواست فغانی سحر مگر
در کلبہ جرعۂ ز شراب شبانہ ماند

چشمم ز دیدنِ مہ روئے تو بس نکرد
روئے ترا کہ دید کہ بازش ہوس نکرد

عاشق ز کوئے دوست نشد مائل حرم
مرغ از حریم باغ ہوائے قفس نکرد

فریاد من از آں سر کوے ہیچ کم نہ شد
تا با سگانِ خویش مرا ہمنفس نکرد

بر خاک رہ چو دید سرم زیر پائے خویش
پا بر سرم نہاد نگہ باز پس نکرد

چنداں کہ جور دید فغانی ز دلبراں
از بخت خویش دید شکایت ز کس نکرد

آنچہ من مے کشم از عشق تو مجنوں نکشید
وانچہ من دیدم ازیں واقعہ فرہاد ندید

آہ ازاں رمز و اشارت کہ میان من و تو
رفت صد گونہ سخن بے مددِ گفت و شنید

غنچہ عیش من از گلشن جنّت نشگفت
بر دلم از چمن وصل نسیمے نوزید

مستی و تشنگی جرعہ کشاں ساخت فزوں
از لبِ لعلِ تو آں قطرہ کہ در بادہ چکید

دل کہ بود از شکن طرۂ مشکینِ تو بر
یافت سر رشتہ امید بمقصود رسید

شہد نوشینِ ترا مژدہ کہ از زہر فراق
شد فغانی بتمنائے وصالِ تو شہید

دلم روانه شد و جان ہم سفر گیرد — که از مسافرتِ دورِ من خبر گیرد
تو نازنینی و ما دردمند و دُرد آشام — میان ما و تو صحبت چگونه در گیرد
ز تاب شمع رخت آتشیست در دلِ من — که گر نفس نکشم شعله در جگر گیرد
بہ پائے بوسِ تو آنکس رسد کہ چوں خورشید — اگر خرام کنی مقدمت بہ زر گیرد
رخت ز نازکیِ خط و خال مشک افشاں — ہزار نکتۂ باریک بر قمر گیرد

کشد گلاب فغانی دواں[ن ل] ز گوشۂ چشم
گرت ز نالۂ عشاق دردِ سر گیرد

کدام عید کہ حسنِ تو صد شہید ندارد — صباحتے کہ تو داری صباح عید ندارد
غنیمت است زمانے مہِ جمالِ تو دیدن — کہ عید وصلِ بتاں مدتِ مدید ندارد
چہ حاصل از نظرِ پاک و دیدۂ روشن — چو چشمِ شوخِ تو پروائے اہلِ دید ندارد
بیا کہ بہرِ تو باز است دیدہ ہا بسرِ رہ — در خرابۂ اہلِ نظر کلید ندارد
کسے مناظرہ با من کند ز دیدنِ رویت — کہ ہیچ آگہی از مصحف مجید ندارد
غلام ہمتِ پیرِ مغاں و حکمتِ اویم — چرا کہ او ستمِ جور بر مرید ندارد

رسید عید و ندید آنمہ جمالِ فغانی
کہ چشم مرحمت از طالع سعید ندارد

چسازم وہ کہ آں بیباک روئے از مرد و زن پوشد — ز چشم بد پریشان و ز زلف پُر شکن پوشد
بصد رنگ دگر ہر دم سوز دم آں شکل مستانہ — گر فتم کاکل پرتاب و چاک پیرہن پوشد
ہمہ یوسف رخاں زانند بہرِ آستیں کوشش — کسے زیں ساں قبائے دلبری در انجمن پوشد
گریباں مے کشاید تا کند صد رخنہ در جانم — بگل گشتے قبا نازکتر از برگ سمن پوشد
کسے کز دیدۂ روشن جدا ماند تواند ہم — کہ سال و مہ بروئے خود در بیت الحزن پوشد
دلم را پارہ مے سازی و مے دوزی گریبانم — چہ رحم است ایں بروائے شوخ کے عاشق کفن پوشد

ن ل رواں۔

مگو حالِ فغانیؔ اے صبا بگذشت کار از آں
کہ درد محنت و غربت ز یارانِ وطن پوشد

بہر کس گر در آئی خوبیِ رخسار کے ماند — نہالے کاینچنیں باشد تنش پُر بار کے ماند
نشانِ دامن پاکت ز روز افزونیِ حسنت — وگرنہ خوبیِ دہ روزہ ایں مقدار کے ماند
توئی در دل چو خون و جاں بہم آمیختہ با من — کسے کیں بادہ در جامش بود ہشیار کے ماند
رسد روزے کہ از باغ وصالت بر تواں خوردن — رسد گلگشت من ہم در دلم ایں خار کے ماند
ز حسن بے کمالست ایں کہ شد خلقے خریدارت — اگر اندک زمانے باشد ایں بازار کے ماند

رسد خوابے کہ تا روز قیامت بر ندارم سر
فغانیؔ دیدۂ کس ایں قدر بیدار کے ماند

غبارے کاں گل از دامن بوقتِ رفتن افشاند — بمیرم تا صبا ہمچو عبیرش در من افشاند
کسے ہمچو صبا در گلشنِ کوئے تو رہ یابد — کہ یکبارہ ز گردِ ہستی خود دامن افشاند
پس از من بلبلے پیدا شود در پائے ہر گلبن — صبا خاکسترم را چوں بطرف گلشن افشاند

فغانیؔ مے رود افتاں و خیزاں بر سر راہے
کہ جاں خود بپائے رخش آں صید افگن افشاند

امروز اگر مے بمن آں لب نرساند — مخمور تو پیداست کہ تا شب نرساند
نظارہ جولاں توام کے برد از ہوش — کز ایں طرفت بازیِ مرکب نرساند
بیچارہ خرابے کہ دلش سوختہ از بیم — دستے بچناں عارض و غبغب نرساند
آہ از دل آں شوخ کہ مست آید و از ناز — بر ساغر خونیں جگراں لب نرساند

برخواست شرارے ز دلِ گرم فغانیؔ
آزار بگلبرگِ تو یا رب نرساند

مارا گلے از روئے تو چیدن نگذارند — چیدن چہ خیال است کہ دیدن نگذارند

بہر سخنے از لبت اے غنچۂ خنداں — چوں گل ہمہ گوشیم و شنیدن نگذارند
ہر جا کہ شود آئینہ روئے تو پیدا — آہے ز سر درد کشیدن نگذارند
مارا ز نمکدانِ تو اے کانِ ملاحت — غیر از جگر پارہ گزیدن نگذارند
ویں طرفہ کہ رندانِ خرابات مغاں را — پیراہن ناموس دریدن نگذارند

ہر چند کشد سرزنش خار **فغانی**
اور اگلے از روئے تو چیدن نگذارند

سر از نیاز من آں سرو سرفراز کشید — نیاز مندیِ من دید و سر بناز کشید
بیک نگاہ نہاں میتواں تلافی کرد — ہراں ستم کہ دل از چشم سرفراز کشید
خوشا کرشمہ جولاں کہ بر سرم از ناز — عنان توسن سرکش فگند و باز کشید
کجاست روز وصالش کہ تا شود کوتہ — فسانۂ شب ہجراں کہ بس دراز کشید
جمال دولت محمود دولت آندم یافت — کہ یار سلسلہ از طرۂ ایاز کشید
رسد بمقدمت اے سرو ناز مشتاقے — کہ نقدِ جاں بر ہت از سر نیاز کشید

چو زر گداخت **فغانی** تمام ہستیِ خویش
دمے کہ از غم دل آہِ جانگداز کشید

چشمم ز گردِ آں کف پا یاد مے کند — مے گریدو نسیم صبا یاد مے کند
تا ہم ز لطف تست وراں کوئے ورنہ کو[ن لہ] — دیوانۂ غریب ترا یاد مے کند
دارد خدا بلطف خودت اے فرشتہ خو — زنیساں کہ عاشقت بدعا یاد مے کند
باور نمیکنم کہ کند ترک چوں توئے — دل گر ہزار نام خدا یاد مے کند
دارد دلم ہنوز امید وفائے تو — با آنکہ از ہزار جفا یاد مے کند
چنداں ملامتست کہ باور نمے کنم — گر ہم مرا بلطف و صفا یاد مے کند
غیر از لبت کہ مے کشد آنرا کہ مرہمت — بیمار خویش را بدوا یاد مے کند

ن لہ کہ

چنداں جفا کشید **فغانی** و نشنود
گر ہم یکے ز مہر و وفا یاد مے کند

ہرگز بہ رخصت سیر نگاہے نتواں کرد — وز بیم کساں پیشِ تو آہے نتواں کرد
روزے کہ بنا دیدنِ رویت گذرانم — شرحِ غم آں روز بما ہے نتواں کرد
خنجر مفگن بر من و خلقے مکش از رشک — از بہر یکے قصد سپاہے نتواں کرد
مجنوں نتواں سوخت کہ از پردہ بروں شد — قطع نظر از خانہ سیاہے نتواں کرد
اے شاخ گل از سایہ لطفِ تو چہ حاصل — گر تربیتِ برگِ گیاہے نتواں کرد

چوں جا دہمت در دلِ پر درد **فغانی**
محنت کدہ را منزلِ شاہے نتواں کرد

چوں از مے صبوحی رنگ و رخش بر آید — بہر نظارۂ او خورشید بر در آید
خوش آنکہ سر بزانو باشم در انتظارش — ناگہ چو سر بر آرم آں ماہ بر سر آید
افسونِ پند گویاں دیوانہ ساخت مارا — با آں پری بگوئید تا در برابر آید
آں سادۂ کزیں در بیروں رود سلامت — دارد سر ملامت گر بار دیگر آید

آں نور دیدہ دارد جاں در دل **فغانی**
در دل خوش است لیکن در دیدہ خوشتر آید

خزاں رسید و گلستاں بایں جمال نماند — سماع بلبل شوریدہ رفت حال نماند
بشکل و رنگ رخت از جہاں کمالے یافت — ولے چہ سود کہ آخر بآں کمال نماند
چو آفتاب کہ مغرور حسن و طلعت شد — کہ چوں خزاں دمِ آخر در انفعال نماند
نشان لالۂ ایں باغ از کہ مے پرسی — برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند
کجاست کشتیِ مے تا بر آورم طوفاں — کہ در مزاجِ زماں ہیچ اعتدال نماند
چگونہ از صدفِ تشنہ دُر بروں آید — کہ در سحابِ کرم قطرہ زلال نماند

بیا که برد **فغانی** غبار غیر از دل
کدورتے که بود موجبِ ملال نماند

دلم ز روز بد خویش ماتمے دارد | چه ماتمست که اندوهِ عالمے دارد
خراب حالم و با کس نمے توانم گفت | خوشا کسے که بهر حال محرمے دارد
شدست نامه سیه خواجه را ز خاتم زر | دلش خوشست که در دست خاتمے دارد
امید هست که از باغ وصل گل چینم | هنوز دیده خونین دلان نمے دارد
چه دل نهی به رفیقانِ ناز پرورده | کسیست یارِ تو کو بهرِ تو غمے دارد

شراب خورده **فغانی** و در خمار شده
جدا ز ساقیِ گل رخ جهنمے دارد

گل رخان از نفسِ ما اثرے یافته اند | دل دگر ساخته گویا خبرے یافته اند
نیست نزدیکتر از کوئے تو راهے بخدا | که ازین کعبه بفردوس درے یافته اند
آستانِ تو بود برج سعادت که درو | هر دم از بالِ هما شاه پرے یافته اند
طوطیان فاتحه خوانند خطِ سبز ترا | از نمکدانِ تو گویا شکرے یافته اند
پیش چشم تو نیاورد کسے تابِ نظر | مگر آنان که ز جائے نظرے یافته اند
رونتابند اسیرانِ تو از تیغ قضا | از سر و کارِ جهان این قدرے یافته اند

سرو جان باخت **فغانی** و نزد نقشِ مراد
خوش حریفان که ز دستِ تو سرے یافته اند

لعلت از مے خنده بر برگ گل سیراب زد | شمع رویت شعله بر خورشید عالمتاب زد
دید در محراب نقش طاق ابرویت امام | شد دلش بیتاب و سر در گوشه محراب زد
دل که سوئے غمزهٔ مژگانِ خونریزت شتافت | خویش را از بیخودی بر خنجر قصاب زد
پیش خورشید رخت گل رفته بود از حال خویش | بر رخش ابر بهاری از ترحم آب زد

شیوۂ چشم سیاہت فتنہ با دام شد — عشوۂ لعل چو قدرت خندہ بر عتاب زد
برگل سیراب زد آب لطافت عارضت — از حیار وئے تو آتش در شراب ناب زد
بندۂ آں شاہ خوبانم کہ در مصر جمال — سکۂ خوبی برائے رونق احباب زد

ہیچگہ خونابہ از چشم فغانی کم نشد
بس کہ از لعلت نمک بر دیدۂ بیخواب زد

دمیکہ بوئے گل از باد نو بہار آید — بغنچۂ دلِ من بے تو زخم خار آید
بہار آمد و مردم بعیش خود مشغول — دو چشم من نگراں ہر طرف کہ یار آید
مرا چو نیست نشاط از بہار و باغ چہ سود — کہ سبزہ بر دمد از خاک و گل ببار آید
دلا بپائے گل و سرو آب دیدہ مریز — نگاہدار کہ آں سرو گلعذار آید
ز باغ وصل جواناں گلے بچیں امروز — کہ گل رود ز گلستاں بروں خار آید

چو در دولت نکند نالۂ فغانی کار
بگشت گلشن کویت دگر چہ کار آید

معلّم چوں بتعلیم خط از دستش قلم گیرد — خط او بیند و تعلیم ازاں مشکیں رقم گیرد
ستم گویند ہر کس از معلّم یاد مے گیرد — معلّم آید و زاں شوخ تعلیم ستم گیرد
چنیں افسانہ ہائے خوش کہ دل گفت از دہانِ او — خضر گر بشنود از حیرتش خواب عدم گیرد
کشم سر در گریباں ہر سحر بے آں گل خنداں — مبادا آہِ سردم در چراغ صبحدم گیرد
بدیں سوزے کہ دارد پیر کنعاں در غم یُوسف — سزد گر گوشۂ بیت الحزن آتش علم گیرد
اگر من سوختم بادا چراغ عمر او روشن — قضا پروانۂ از مطلع انوار کم گیرد

فغانی در حریم کویت آمد با دلِ سوزاں
چہ شک باشد کہ خود را بے تو داغ محترم گیرد

بیا کہ ساقیِ ما بے نقاب جلوہ کشود — بہ بیں در آئینہ جام چہرہ مقصود

سزد کہ پیر خرابات جُرم ما بخشد — بآب چشم صراحی و سوزِ سینہ عود
زہر درے کہ درآید ہمائے دولتِ عشق — نشانِ بختِ بلندست و طالع مسعود
دلے کہ بے خبر از اصل گوہرِ نظر ست — اگر در آئینۂ جاں کند نظارہ چہ سود
تو آں گلی کہ جہانے دریں چمن ہر دم — نسیمِ لطفِ تو مے آرد از عدم بوجود
ازیں شراب کہ لعلت بہ نے پرستاں داد — بیک دو ساغر دیگر نہند سر بہ سجود
خوش آنکہ مست بخاکِ درت سپارم جاں — نہادہ بر قدمت چہرہ غُبار آلُود

فغانیؔ از نظر یار ہمچو نرگس مست
شبے نرفت کہ بے ساغرے طرب نغنود

سرے کہ در قدمِ سرو سرفراز تو باشد — در اوج سلطنت از جلوہائے نازِ تو باشد
گرت ایاز بہ بیند بدیں جمال نکوئے — کند قبول کہ سُلطانِ او ایازِ تو باشد
اگرچہ نقدِ دلم سکّہ قبول ندارد — بدیں خوشست کہ در بُوتہ گداز تو باشد
بخدمتِ تو چہ سازم نثار وقت تکلم — کہ در مقابلۂ لعلِ دلنواز تو باشد
زہر چہ غیرِ تو پرداخت خانۂ دل را — بدیں امید کہ روزے امینِ رازِ تو باشد
بہ سحرِ خامہ بہ بندم زبانِ طعنِ مخالف — اگر اشارتِ ابروئے عشوہ سازِ تو باشد

چہ کام خوشتر ازیں عیش بے زوال فغانیؔ
کہ ہر کجا قدم او رُخ نیازِ تو باشد

ہر دل کہ گرم ز آتشِ پنہانِ من شود — گر کافر فرنگ بود بُت شکن شود
از دل چو بگسلم گرہ غم بہ تیر آہ — تبخالہ زند سر و مہر دہن شود
مجنوں کجا و ہمدمی بُلبلانِ حی — دیوانہ بہ کہ طعنۂ زاغ و زغن شود
باعشق ہر کہ زادہ شد از مادر و پدر — در شہر[۱] گو ملامتی مرد و زن شود
در ہر گُلِ زمیں کہ نشینی شود بہشت — ہر جا کہ در خرام درآئی چمن شود

[۱] ۔ سلطۂ شہر و کوبا

ہر بخیہ از قبائے کبود تو روز صید　　دام ہزار یُوسف گُل پیرہن شود

بندِ زبان کجُا و فغانی بیقرار
بند زبانِ دل شدہ تار کفن شود

دلِ سوزانِ من از نکہت نو روز نکشاید　　فغاں کیں غنچہ را جز نالۂ جاں سوز نکشاید
ہمہ درہائے عشرت باز و من در کنج غم غنچہ　　در من کے کشاید بخت اگر امروز نکشاید
جہاں در دیدۂ مجنوں سیہ شد آہ اگر لیلےٰ　　نقابِ زُلف از روئے جہاں افروز نکشاید
شدم در جنگ حرمانِ تو از قید خرد فارغ　　کسے دام از برائے صید دست آموز نکشاید

شبے در خواب اگر بینم فغانی روز تنہائی
ازاں خوابِ پریشاں دیدہ را تا روز نکشاید

چہ تن زیست کہ سویت نگاہ نتواں کرد　　نہفتہ روئے نکویت نگاہ نتواں کرد
بشیوہ ہائے دگر زندہ مے کنی مارا　　بجور و تُندئی خویت نگاہ نتواں کرد
زبس کہ دود برآورد از دلم چو سپند　　بخالِ غالیہ بویت نگاہ نتواں کرد
چنیں شراب کجا خوردۂ بہشتئ من　　کہ سیر بر گل رویت نگاہ نتواں کرد

شگفت فغانیِ دیوانہ را کشید بخوں
فغاں کہ بر سر کویت نگاہ نتواں کرد

دو شم چراغ دیدہ بصد نور و تاب بود　　در سر شراب و در نظرم آفتاب بود
تا روز در مشاہدۂ شمع روئے دوست　　بیسوختم چرا کہ نہ ہنگامِ خواب بود
از زہر چشم و تیغ زبانش نبود فکر　　دیوانۂ کہ بر سر آتش کباب بود
بر مے بہ از ہزار پری خانۂ چگل　　دل در میان بصورت و معنی خراب بود
با آہ و نالہ ہر چہ سر آمد زمانِ وصل　　از نقدِ عمر آں دو نفس در حساب بود
از غایتِ حیا نتوانست دیدنش　　ہم شرم روئے او بہ رخ او نقاب بود

ساقی ز آهِ گرمِ فغانی مرو بتاب
آنرا چه اختیار گناهِ شراب بود

از دیده پنهان آن پری گشت و دلِ من خوش نکرد — آن مرغِ وحشی عاقبت رفت و نشیمن خوش نکرد
از شمعِ خود مانده‌ام جدا چندانکه دل کردم سیه — روشن دلِ پروانهٔ کین تیره مسکن خوش نکرد
از عاشقی شد عاقبت روزم ببدنامی سیه — ترسیدم اندر روز سیه آنکس که این فن خوش نکرد
خوش حالتِ مرغی که او جا کرده در ویرانهٔ — وز هایِ و هوی باغبان گلگشتِ گلشن خوش نکرد
از چنگِ طفلان دامنم خالی مباد اهیچگه — کین ذوقِ رسوائی دلم بیچاکِ دامن خوش نکرد

بی او فغانی هیچگه نشنید صوتِ خوش دلی
عاشق درین محنت سرا جز آه و شیون خوش نکرد

مردم ز عیشِ گلشنِ دنیا چه دیده اند — این بی غمان ز باغ و تماشا چه دیده اند
خصمانه در ملامت زندان نهند روئی — این خلق بی ملاحظه از ما چه دیده اند
امروز چون مرادِ هم اینجا میسر است — اصحاب در بشارتِ فردا چه دیده اند
خاصانِ بزم وصل نجویند نو بهار — مقصود صحبت است ز صحرا چه دیده اند
احباب را حیات در اسبابِ عشرتست — اندیشه کن که از گل و صبا چه دیده اند
نقدِ روان دهند و ستانند آبِ تلخ — مستان درین معامله آیا چه دیده اند
از باده منع خلق نه قانونِ حکمتست — تا مردمِ دقیق در آنجا چه دیده اند
ترسم که خود پرست شوی آفتابِ من — گر گویمت کزان رخِ زیبا چه دیده اند

جائی که هیچو آب رود خونِ عاشقان
در بودنِ فغانی شیدا چه دیده اند

ساقی بیا که روزه برفتن شتاب کرد — می ده که عید پای طرب در رکاب کرد
آنکس که ذوقِ باده برو تلخ می نمود — بگذاشت جامِ شربت و میلِ شراب کرد

روشنه

آں نازنین کہ دستہ گل داشت پیش رو — از چشمِ خونفشانِ محبّان حجاب کرد
از آفت خرابیِ سیل فنا گذشت — دریا دلے کہ خانہ تہی چوں حباب کرد
رنگے ز بیوفائیِ ایام گل نمود — بادِ خزاں کہ خانۂ بُلبل خراب کرد
عمرے رقیب در طلبِ وصل میدوید — آتش نشد میسّر و ما را عذاب کرد

از آہِ گرمِ خویش فغانی تمام سوخت
آندم کہ یادِ صحبتِ آں آفتاب کرد

یادِ تو ہیچم از دلِ پُر خوں نمے رود — دُزدیدہ ام خیالِ تو بیروں نمے رود
نام وفا مبر کہ دلم از جفا پرست — ایں دردہائے کُہنہ بافسوں نمے رود
زیں گونہ کز جفا جگرم آب میکنی — از چشمِ من نکوست کہ جیحوں نمے رود
چشمم سفید گشت ولے آہ کز خیال — زُلفِ سیاہ و عارضِ گلگوں نمے رود
صد گونہ گل ز منزلِ لیلےٰ شگفت و ریخت — داغش ہنوز از دلِ مجنوں نمے رود
آہم قبول نیست وگرنہ کدام روز — کیں شعلۂ ضعیف بگردوں نمے رود

مے شد فغانی از پئے خوباں بصد نیاز
آیا چہ گفتہ اند کہ اکنوں نمے رود

بگذشت از غرور و عتابش کسے نہ دید — پوشیدہ شد چناں کہ نقابش کسے ندید
منظور ہیچ مست نشد نرگس و گلش — ہرگز میانِ بزم شرابش کسے ندید
آبحیات بود ولے تر نہ شد ازاں — گل داشت سالہا کہ گلابش کسے ندید
بیروں نہ رفت و خلقِ جہاں [illegible] — عالم گرفت و پا بر کابش کسے ندید
ہر شب در آرزوئے وصالش کہ کیمیاست — خُفتند صد ہزار و بخوابش کسے ندید

آہ نہاں کشید فغانی و جاں سپرد
رفت آنچناں کہ ہیچ عذابش کسے ندید

آں پری چہرہ کہ دیوانہ اش اہل نظر ند — عاشقانش ہمہ دیوانہ تر از یکدگر اند
آہ ازیں عشوہ نمایاں کہ بہر چشم زدن — در نظر چشمۂ نوشند بدل منتشر ند
ماہِ رخسار تو دارد اثر حسن تمام — خوب رویانِ دگر چوں مہ نخبے اثر اند
گرہ ہزار ند حریفانِ تو ورچند ہزار — بدو جام مے عشق تو یکے جاں نبرند

بس کن ایں گریۂ شبگیر فغانی کہ چو صبح
مردم از اشک جگر گونِ تو خونیں جگر اند

عجب رہے کہ بمن آں شتابکارہ رسید — بصید بیدلۂ خویش یکسوارہ رسید
صبا ز گرد رہش ذرۂ نیاوردہ — بخرمنم ز سم توسنش شرارہ رسید
بروزگارِ اسیراں سعادت قدمش — نوید وصل بدلہائے پارہ پارہ رسید
چراز دیدۂ احباب رو بگرداند — از و باہلِ نظر خود ہمیں نظارہ رسید

دمے کہ کرد فغانی ز جور عشق آغاز
اثر ز نالۂ گرمش بخارہ خارہ رسید

گلے کہ از نفسش مشک ناب بگذارد — چرا لب شکریں در شراب بگذارد
خوشا آں بدن کہ زمے در قبا چو گل روید — نہ آں کہ ہمچو شکر در گلاب بگذارد
بدل فروزیِ شمع جمال او نرسد — ہزار سال اگر آفتاب بگذارد
گہے ز غم جگر پارہ ام کباب شود — دمے ز غصۂ دل چوں کباب بگذارد
بھر کنارۂ جوئے کہ برگذشم نفسے — چہ جائے مرغ کہ ماہی در آب بگذارد

فغانی از طلب کیمیا نیاید باز
مگر دمے کہ دریں اضطراب بگذارد

نیلے رخمی چو آں گل چیرہ من جدا از بر من شد — تنم از خرقۂ پشمینہ ام ہر تار سوزن شد
نماید ہمچو عکس طوطی از پئے اندر آئینہ — دلِ خونیں کہ از پیکان خوباں غرق آہن شد

عفا الله از مے آں شوخ عاشق کش کہ با خوباں / بزعم عاشق خود در سر من دست و گردن شد

بکنج محنت و غم سوختم چوں شمع در فانوس / چرا از اشک و آہم سوز دل بر خلق روشن شد

فغانی دامنت زیں خاکداں ہمچو صبا درچیں

کہ در گل ماند اینجا ہر کہ او آلودہ دامن شد

مدام از کشت امیدم خس و خاشاک میروید / عجب گر بر مراد من گلے از خاک میروید

منم در عالم وایں و انہائے اشک بے قیمت / ز خاک سخت دل آنہم بصد امساک میروید

مرا از ہر گلِ نو در جگر خاریست پنداری / کہ از دل ہائے ریش و سینہائے چاک میروید

دم باقی ست دامن برمچیں از آب و خاکِ من / ہنوز اندک گیاہے زیں گل نمناک میروید

چو من بے بہرہ ام از عشرتِ دنیا چو دم زاں / کہ بر طرفِ چمن گل میدمد یا خاک میروید

فغانی پاک شو تا مہر گردد کینۂ دشمن

کہ دارو ئے محبت از زمینِ پاک میروید

ردیف الراء

شکر خدا کہ با منِ بیدل نشست یار / مے خوردو بے حجاب بمحفل نشست یار

آندم بسر غیب رسیدم کہ چوں پری / از راہ دیدہ آمد و در دل نشست یار

منعم نہ آگہست کہ با بینوائے شہر / آمد بدر و لوشی و برگل نشست یار

در بزم عیش و گوشۂ غم با وجودِ ناز / با در و مندِ خویش مقابل نشست یار

اکنوں کہ دم زجاے کہ از غایتِ وفا / دستم بدوش کردہ حمائل نشست یار

یک یک نظر بچشم حریفاں خود شناخت / با ور مکن کہ از ہمہ غافل نشست یار

خورسند شد فغانیِ مہجور عاقبت

باآں غریب سوختہ منزل نشست یار

دلا بگوشۂ آں چشمِ شرمناک نگر — تو پاک آمدۂ پاک باش و پاک نگر
مزاجِ حسن لطیفست و طبعِ عشق غیور — جفائے یار نخواہی بترس و پاک نگر
چرا فریفتۂ چرخ و انجمی شب و روز — گہے بحالِ فرو رفتگانِ خاک نگر
بخونِ پاکِ شہیداں کہ چوں شراب خوری — بہ کار و کار و نظر عرصۂ مغاک نگر
باں مرو کہ مے از ساغرِ مسیح خوری — مآلِ کار نگہ کن دمِ ہلاک نگر
جوابِ آئینہ با خلق صاف و یک دم — صفائے خاطرِ مستانِ سینہ چاک نگر

چہ بیخودیست فغانی سر از شراب برآر
ہزار خانہ خراب زمینِ تاک نگر

کارِ ما جز نامرادی نیست دور از وصلِ یار — نامرادانیم مارا بامرادِ دل چہ کار
گر نمے چینم گلِ شادی بخواری ہم خوشم — زانکہ من دیوانہ ام گل را نمیدانم ز خار
دل چو بردی بعد ازیں صبر و قرارِ من مجوئے — بیدلاں را نیست دور از دلبراں صبر و قرار
چند سازی چارۂ دردم۔ خدا را اے طبیب — بہ نخواہم شد بدرمان تو دست از من بدار
زارِ می سوزد دلم منعِ من از زاری مکن — تا بگریم بر دلِ پُر آتشِ خود زار زار
کار فرما تیرِ مژگاں را و تیغِ غمزہ ہم — گو دلِ ما خونچکاں مے باش و جانِ ما فگار

تا کنار از ما گرفتی اے بہارِ عاشقاں
جائے گل دارد فغانی اشکِ[1] گلگوں در کنار

از بیمِ جاں گویم کہ دل خواہد دلارامی دگر — من جائے دیگر در گمان مسکینِ دلم جائے دگر
در جست و جوئے دلبری گویم سخن از ہر دری — روئے سخن با دیگری در سر تمنائے دگر
از گلستانِ کوی او دورم ز بیمِ خوے او — دارم خیالِ روی او ہر دم بماوائے دگر
ہر چند[2] مے بندم دہان در کوئیش از آہ و فغاں — بے اختیاری ناگہان افتادہ غوغائے دگر

ن [1] اشکِ خونین * ن [2] ہردم کہ ۔ بندم

چوں گریہ را پنہاں کنم کز دیدہ تر دامنم — تا دیدہ برہم میزنم سر کردہ در[ن۱] پائے دگر
مردم ز آہِ متصل آشفتہ حال و تنگدل — زاں آہوئے مشکیں خجل کردم بصحرائے دگر

عشقِ فغانی گر بسے ماند نہاں از ہر کسے
زاں بہ کہ گوید ہر کسے اینجاست رسوائے دگر

اے عارضت بوسہ ز لبِ دلنوازتر — آبت ز آتشِ ہمہ کس جانگدازتر
شمعیست قامتِ تو کہ در جلوۂ جمال — ہست از تمام کج کلہاں سرفرازتر
دل چوں نہم بوعدۂ خوباں کہ ایں گروہ — ہستند ہر یک از دگرے عشوہ سازتر
بیداد کن کہ حسن گرانیست ہر زماں — دستت بود بعاشقِ مسکیں درازتر
کردی نگاہ و اہلِ نظر را نواختی — معشوق کس ندید ز تو چشم بازتر
از دوریِ تو دیدۂ شب زندہ دارِ من — دارد شبے ز روزِ قیامت درازتر
آہ از تکبرِ تو کہ بیگانہ تر شوی — ہر چند در رہت منِ مسکیں نیازتر

نازِ ترا کشید فغانی بصد نیاز
ہر چند ساخت عشقِ تو اش بے نیازتر

شبِ ہجرم خوش آید نالہ و فریاد ازاں خوشتر — فغانم ہم خوش و آہِ دلِ ناشاد ازاں خوشتر
[ن۲] ز تو خوش مے نماید ایں کہ بد گوئی رقیباں را — دگر ہرگز از ایشاں ہم نیارد یاد ازاں خوشتر
بکن بر جانِ من ہر جور و بیدادے کہ میخواہی — کہ جورت بر دلم خوش باشد و بیداد ازاں خوشتر
خوش است ایں کز ملامت خانۂ دلہا کند ویراں — دگر ایں شیوہ را از من کند بنیاد ازاں خوشتر
بکوئے عاشقی عرضِ تحمل کو بکن خسرو — کہ شیریں را نماید زاریِ فرہاد ازاں خوشتر
خوش است آبحیات از بہر قیدِ زندگی لیکن — گرم تیغِ تو از ہستی کند آزاد ازاں خوشتر
فغانی را کشد ناز و عتابِ لالہ رخساراں — زبانِ طعنِ تو اے سوسنِ آزاد ازاں خوشتر

ن۱ یا، ن۲ از دو خوش مے نماید اینکہ بد گوید رقیبا نرا۔

خط کرد حالِ آں لبِ میگوں زیادہ تر — دردم زیادہ بود شد اکنوں زیادہ تر
حسنت زیادہ باد کہ ہر روز مے کنی — خوبی زیادہ و شیوۂ موزوں زیادہ تر
کردی چناں عتاب کہ در سینہ کار کرد — حسنِ عبارت از لبِ میگوں زیادہ تر
از مجلسِ تو گشتہ بر ندم کہ ساخت دل — سوزِ درونِ خانہ ز بیروں زیادہ تر

عمرم وبال گشت **فغانیؔ** کہ دیدہ است
آبِ حیات را دلم از خوں زیادہ تر

چوں بہ میخانہ رسیدی سخنِ دور گذار — دخترِ رز طلبیدی ہوسِ حور گذار
باز کن دیدۂ بیدار در آئینۂ جام — نظرِ خلوتیاں را بہماں نور گذار
بیشتر از مے و معشوق بعاشق نرسید — قصۂ روضہ دقیق ست بہ جمہور گذار
بلبلانند حریفانِ قدح بادہ طلب — سازِ چینی بطرب خانۂ فغفور گذار
ہیچ عاقل نکند گوش بہ افسانۂ مست — از رخِ راز مکش پردہ و مستور گذار
رازِ سر بستۂ معشوق ز بیگانہ مپرس — سرِّ ایں مسئلہ با عاشقِ مہجور گذار
سایۂ نخلِ حرم جوئے کہ آنجاست ثمر — وادیِ ما عرفانست رہِ طور گذار
ایں نہ حرفے ست کہ آخر شود اے بادہ فروش — ہمچنینم بدرِ میکدہ مخمور گذار

دل خرابست **فغانیؔ** بخرابات گریز
باقیِ عمر دریں منزلِ معمور گذار

در آب و آتشم ز تماشائے روئے یار — در غم ز لالہ چمن آرائے روئے یار
دوری کہ میرود بغم روز دیگرم — در انتظار وعدہ فردائے روئے یار
ترکِ طلب نکن کہ بشرطِ محبت است — کافر شدن بہ ترکِ تمنائے روئے یار
دل غنچہ اش گرفت و نظر دید نرگسش — جاں در میان رفت بسودائے روئے یار
پروانہ شوق داشت کہ در آتشِ وصال — پروائے خود نداشت ز پروائے روئے یار

رندیم و شوخ دیده و مستِ نظر پرست　　نقشِ دو کون دیده دراجزائے روئے یار
زآغاز حال بود **فغانی** زعین شوق
دیوانۂ محبت و شیدائے روئے یار

دل آرزم بسوئے تو روزے ہزار بار　　ہو شم بروز بوئے تو روزے ہزار بار
در آتشم نشاند و دامن زند خیال　　از اشتیاقِ روئے تو روزے ہزار بار
سوزم زداغ ہجر تو ہر دم ہزار پے　　میرم زآرزوئے تو روزے ہزار بار
از ہر کرانہ چشمۂ خونے رواں کند　　چشمم زجستجوئے تو روزے ہزار بار
گم مے شود دل از من و مے یا بم اش دگر　　در حلقہائے موئے تو روزے ہزار بار
تا یافتم کہ عربدہ جوئیست خوئے تو　　جاں میدہم بخوئے تو روزے ہزار بار
بر ہر دو کون دست تعلق فشاندہ ام　　از رقص و ہائے ہوئے تو روزے ہزار بار
دم بر میار باش **فغانی** حریف عشق
گو بشکند سبوئے تو روزے ہزار بار

شبست و بر دلم از ہر ستارہ داغِ دگر　　زہر ستارہ بروے دلم چراغ دگر
فراغتم دہد از کائنات ساغرے　　وگر زدستِ تو باشد دہد فراغِ دگر
بہر کہ داد ایاغے زدستِ خود آں ترک　　اماں نیافت کہ ساقی دہد ایاغِ دگر
زگریہ لالہ ستاں دامنم چو دامن کوہ　　باشک سُرخ چہ پرسم نشانِ راغِ دگر
بآب لعل و ہوائے دلم مخواں در باغ　　کہ ہست سوختۂ عشق را دماغِ دگر
برائے کسب نظر ہر سحر سیہ چشماں
بروں برند **فغانی** بلہو لاغِ دگر

دلا بسوز و ببزم نشاط خانہ مگیر　　بناز مغبچگاں بادہ مغانہ مگیر
ہزار آفت و در دست در وصالِ بتاں　　عتاب ناز نگر غمزہ و بہانہ مگیر

چه سر نهی بدر خانهٔ که تا صد سال
رسد خطاب که برخیز و آستانه بگیر
تو مرغ کنگرِ عشقی اسیرِ دام مشو
درین خرابهٔ پر فتنه آشیانه بگیر
بلا و فتنه بود عشق اول و آخر
دقیقها که بود دست درمیانه بگیر
درین زماں که فلک دشمن است و دوست عدو
تو خویش را بغلط صاحبِ زمانه بگیر
چه بے غنیمت **فغانی** مرو ببزم طرب
سرودِ بیخبراں را بخود ترانه مگیر

اے ہر قدم بخاک رہت بسملے دگر
در خوں ز ترک و تازِ تو ہر سو دلے دگر
شب نیست کز فروغ تو اے شمع انجمن
پروانهٔ نسوخته در محفلے دگر
صد داغ حسرتم بدل از شمع بزم اوست
آں نخل کے دہد بہ ازیں حاصلے دگر
دیوانه ایست چرخ که ہر دم بصورتے
سنگے زند بکاسهٔ خونیں دلے دگر
مہر و وفا ز دلبر و خشنودیِ رقیب
افغاں که ہست ہر یک ازاں مشکلے دگر
چوں از پے نشانه سنگ پری وشاں
دیوانهٔ نخاست ز آب و گلے دگر
بگذر ز خود که نیست **فغانی** برائے تو
لایق ترا ز مقام فنا منزلے دگر

ما شسته ایم ز آئینهٔ دیده گردِ غیر
زیں نقش خانه جلوهٔ او دیده ایم خیر
فارغ بود ہم از مددِ شیخ و خانقاه
او را که جذب عشقِ بتاں مے کشد بدیر
مائیم و طوفِ کعبهٔ کوئے پری رخاں
قطع نظر ز ملکِ سلیمان و وحش و طیر
میلِ ریاضِ دہر نبود از عدم مرا
اینجا بعشق لاله رخاں آمدم بسیر
دامن کشاں بخونِ **فغانی** چو بگذری
پوشیده باد جلوهٔ حسنت ز چشم غیر

اے مرا ہر ذره با مہرِ تو پیوندے دگر
ہر سرِ مویم بوصلت آرزومندے دگر

بگسل از دام گرفتاری کہ بر ہر ذرہ اش — از کمند زلفِ مشکیں بستۂ بندے دگر
من کہ ہمچو غنچہ دارم بالبت دلبستگی — کے کشاید کارم از لعلِ شکر خندے دگر
دل گرفتارِ غم و درد است یکبارش مسوز — از برائے محنتش بگذار یکچندے دگر
آرزوئے جام لعلت ہر نفس بے اختیار — مے کشد در موج خیز فتنہ خرسندے دگر
چوں نہال ناز پرورد غمت صورت پہ بست — از زلالِ شیرہ اش جاں یافتہ قندے دگر
نیست بالاتر ز طاق آں دو ابروئے بلند — بر زبانِ عشقبازانِ تو سوگندے دگر
از منِ بد روز بے ساماں ترے در روزگار — مادرِ گیتی ندارد یاد فرزندے دگر

برنگیرد فغانی از رہت روئے نیاز
گرچہ مے گیرد ز نازت ہر زماں پندے دگر

باز ایں دلِ دیوانہ را افتادہ سودائے دگر — وز نالہ در ہر کشورے افگندہ غوغائے دگر
از شمع دولت خانۂ سوزم بہر کاشانۂ — ہر لحظہ چوں پروانۂ در آتشم جائے دگر
شد جان غم پرورد من دور از مہ شب گرد من — بہر علاج دردِ من باید مسیحائے دگر
بیتاب من در گلشنے نے طاقتم در مسکنے — سوزم بکنج گلخنے ہر دم بسودائے دگر
از لالہ سر پیچیدہ ام دامن ز گل در چیدہ ام — زانرو کہ جائے دیدہ ام رخسارِ زیبائے دگر
با سرو خود پیوستہ ام وز بار طوبے رستہ ام — بے غنچہ دل بستہ ام بر نخل بالائے دگر

جائے فغانی در قفس مے سوز داز داغِ ہوس
وز نالہ او ہر نفس سوزے بماوائے دگر

ردیف الزاء

چوں یار شدی عہد وفا کم نکنی باز — از رہ نروی گوش بمردم نکنی باز
سوز دجگرِ مدعی از تندیِ خویت — در روئے وے اے شمع تبسم نکنی باز

صد بار دلم را بسخن ساختۂ شاد — آخر چہ شنیدی کہ تکلّم نکنی باز
از خشم تو و طعنۂ دشمن روم از جاں — سوئے من اگر چشم ترحم نکنی باز
دانی کہ چہ خوں خورد از آوارگیِ اے دل — جائے کہ رسی خوردِ تنعم نکنی باز

مدہوش شد از خونِ دلِ خویش فغانی
از بہرِ چنیں مست سرِ خم نکنی باز

خورشیدِ من امروز بشکلِ دگری باز — مے خوردہ نہاں گرم زما میگذری باز
امروز بما چشم ترحم نکشودی — چونست بعاشق نمیداری نظری باز
افروختہ رخسار چنیں کردہ عرقناک — از حالِ دلِ تشنہ لباں بیخبری باز
دانم چہ نظرہاست در آندم کہ بشوخی — پنہاں ز برم میروی و مے نگری باز
اے دل ز جنونِ خودی آوارہ زہر مش — بیفائدہ میسوز کہ بیرونِ دری باز
شاید کہ زبوئش دم دیگر بخود آیم — اے غیر ز بالینِ من آں گل نبری باز

پس شیفتۂ مے بنیست امروز فغانی
دانم کہ ز بیدادِ کہ خونیں جگری باز

ما گرفتاریم بر ما ناوکِ بیداد ریز — سوسن و گل در کنارِ مردمِ آزاد ریز
قطرۂ خونابہ ام در آتشِ گلخن فگن — پارۂ خاکسترم در رہگذارِ باد ریز
خارِ خشک ماسزاوار سمومِ آتش است — آسماں گو آبِ حیواں بر گل و شمشاد ریز
ایکہ باشیریں لبالب میزنی جام مراد — مست چوں کردی گلابے بردلِ فرہاد ریز
استخوانم ریخت از مے مے نہم بنیادِ عشق — از پرِ خود اے ہما گردے بریں بنیاد ریز
خواہد از بسیاریِ غم بُردنم خوابِ اجل — جرعۂ از ساغرِ خود برمنِ ناشاد ریز

در نظرگاہِ فغانی خار ہم باشد دریغ
اے صبا نسرین و گل بر منزلِ آباد ریز

مست آمدی کرشمه کنان در قبای ناز ‏ زین گونه نازنین که توئی هست جای ناز
بخرام و ناز کن که خدا در ریاضِ حسن ‏ آراست سروِ قد ترا از برای ناز
هر جا که هست شیوه و ناز ست کار تو ‏ دل مبتلای شیوه و جانم فدای ناز
یکدم که دست داد ملاقات وصلِ تو ‏ شد فوت فرصتم همه در ماجرای ناز
تا چند سر زند ز دلم در حضور دوست ‏ افغان ز جور غمزه و آه از جفای ناز
هر ذره ام فریفته ناز پیشه است ‏ کافر مباد پیش بتان مبتلای ناز

از بهر اضطرابِ فغانیِ بی قرار
پیوسته باد بر سر سروت قبای ناز

رخ بر فروز و خونِ دلم را روانه ساز ‏ آتش بجز منم زن و مستی بهانه ساز
این قطره که در جگرم تازه شد گره ‏ از عشوه خوشه خوشه کن و دانه دانه ساز
هر تیر غمزه را که ز مژگان روان کنی ‏ اول دل شکسته ما را نشانه ساز
بس ناز کست توسنت ای نازنین سوار ‏ از رشتهای جانِ من اش تازیانه ساز
شاید که پرتوی دهدی مطرب صبوح ‏ سوزِ دلم ترانهٔ بزم شبانه ساز
بیخوابیم بکشت خدا را فسانهٔ ‏ زان چشم جادوانه لعل فسانه ساز
تا سیلِ غم بخانهٔ ما ره نیاورد ‏ ایدل در آب و خاک خرابات خانه ساز

از آهِ آتشینِ فغانی ز رشک گرم
گل خانه سوز آید و بلبل ترانه ساز

هلاکِ جانم ازین خط دلکش است هنوز ‏ اگرچه سبزه سیراب شد خوش است هنوز
فدای آن گل رویم که دست زد نشد ست ‏ خرابِ آن می لعلم که بی غش است هنوز
نمیروز دلم لعلِ یار خندهٔ جام ‏ کجاست باده که نعلم در آتش است هنوز
گسست رشتهٔ جانم هزار بار ز ناز ‏ بنیم بوسه دلم در کشاکش است هنوز
ز شوقِ آن لبِ میگون و خط زنگاری ‏ بخون سفینهٔ دلها منقش است هنوز

بگرد آئینہ اش خط سبز دائرہ ایست ولے زآہ دل ما مشوش است ہنوز
فغانِ گوشہ نشیناں زگوش ابر گذشت سوار من چو مہ نو براہرش است ہنوز
سفید ساخت فغانی زغصہ موئے سیاہ
دلش اسیر جوانانِ مہوش است ہنوز

خوش میرسی بعربدہ مائل بخواب ناز در دست جامِ فتنہ و در سر شرابِ ناز
پرورد گار در چمن حسن و دلبری پرورده ہست سرورِ روانت بہ آبِ ناز
روزے قضا کہ خلعت حسنِ تو شد تمام افشاند صانعش بگریباں گلابِ ناز
در مکتبِ جفا لب مسکیں نواز تو کردست درس فتنہ رواں از کتابِ ناز
در سایہ دو زلفِ تو اے ماہ پردہ گی ماندست روئے دولت من در حجابِ ناز
بر قدرِ قابلیت ہر کس رسد مراد احباب لائقِ غم و اغیار یابِ ناز
از ناز و غمزہ تو فغانی فگار شد
مسکیں سزائے غمزہ وہدیا جوابِ ناز

ردیف السین

دارم از غنچۂ لعلِ تو خطابے کہ مپرس لطف و قہریکہ مگو۔ ناز و عتابے کہ مپرس
بیخود از پرتوِ خورشید رخش افتادم بر رخم زد زمژہ گرم گلابے کہ مپرس
آب و آتش نشود جمع دل و دیدۂ من دارد از آتشِ رخسارِ تو آبے کہ مپرس
برزباں سوختہ داغ بہشتی صفتے است دارم از دستِ دلِ خویش عذابے کہ مپرس
شمع میگفت شب از گرمیِ رویت سخنے زار میسوخت دلِ خستہ زتابے کہ مپرس
برخیالِ لبِ میگونِ تو از اشک نیاز داشتم در قدح دیدہ شرابے کہ مپرس
ہر سوالے کہ دل از لعلِ تو میکرد نہاں غمزۂ شوخِ تو میگفت جوابے کہ مپرس

نقل میکرد فغانیؔ ز ذہانت سخنے
غنچہ بر طرفِ چمن واشت حجابے کہ مپرس

ہیچ دولت تا ابد باقی نمے ماند بکس — دولتے کاں ہست باقی دولتِ عشق ست بس
مرغِ دل تا دامِ زلف و دانۂ خالِ تو دید — طائرِ اندیشہ ام افتاد در دامِ ہوس
یار بے پروا و فریادِ دلِ من بے اثر — ہم ز دل فریادہا دارم ہم از فریاد رس
بگذر از خود تا [illegible] با آں گلِ محمل نشیں — تا بکے سرگشتہ میگردی بآوازِ جرس
بینوایاں را حضورِ گلشن و گلخن یکیست — دیگراں بر سرو و گل بینند و ما بر خار و خس

بسکہ می نالد فغانیؔ بے تو شبہائے دراز
صبح را از نالۂ او بر نمے آید نفس

آلودہ مے لعل ترا چوں نگرد کس — طاقت نبود کاں لبِ میگوں نگرد کس
منت کہ رسیدم ز تو یکرہ بزلالے — در ساغرِ خود چند ہمہ خوں نگرد کس
خوبی تو مکن کار بگفتارِ بد آموز — سہل ست کہ بر مردمکِ دوں نگرد کس
مگذار کہ میرم بتماشائے آں خط اگرچہ — حیف است کہ ایں خالِ ہمایوں نگرد کس
افسوس بچہ کار آید اگر مہر و وفا نیست — جائے کہ وفا نیست بافسوں نگرد کس
آں تشنہ لبم من کہ بآبے نخرم باز — در آتشم ار بر لبِ جیحوں نگرد کس

خوش باش فغانیؔ کہ ہمہ وہم و خیال ست
گر کوکبۂ حشمتِ گردوں نگرد کس

سحر ز دوست شنیدم ترانۂ کہ مپرس — نشانِ نُقل و شرابِ شبانۂ کہ مپرس
بہر زماں کہ برآمد شرار جانانۂ من — گرفتم از شکرِ او فسانۂ کہ مپرس
نفس نفس کہ برآمد زخش ز آتشِ مے — کشید شعلۂ شوقم زبانۂ کہ مپرس
سوارہ رفت بانگیز کشتنم فرمود — اشارتے بسرِ تازیانۂ کہ مپرس

صباح شام بامید سرمہ قدمے — بدیدہ مے سپرم راہِ خانۂ کہ مپرس
زمانِ خسرو شیریں زمانِ عشرت بود — منم زیوسفِ خود در زمانۂ کہ مپرس
زجور دوست بہر کس کہ شمۂ گفتم — گرفت ازمنِ غافل بہانۂ کہ مپرس
زدیدہ ام شب ہجراں و بامدادِ وصال — نثار شد گہر دانہ دانۂ کہ مپرس

بوصف حالِ **فغانی** سحر زمطرب عشق
شنیدہ ام غزل عاشقانۂ کہ مپرس

ازجانِ من حکایتِ جانانِ من بپرس — غافل چہ داند ایں سخن ازجانِ من بپرس
ہر قطرہ زبوں نشود در شب چراغ — ایں ماجرا ازدیدۂ گریانِ من بپرس
آنکس کہ دل بوعدۂ وصلش نہادہ است — گو ایں حکایت ازدلِ بریانِ من بپرس
من ہم زیکدو کاسہ اول شدم زدست — حالِ من اے رفیق زمہمانِ من بپرس
برگیر جام و یادِ ہوادارِ خویش کن — بردار شمع و کلبۂ احزانِ من بپرس
خونِ منست آنکہ تواں ریخت بے گناہ — خنجر چو برکشی درِ زندانِ من بپرس
گلگشت ماہتاب زمے روشن ست حال — روزِ عقوبت و شبِ ہجرانِ من بپرس

ہنشیں **فغانی** از طلب کعبۂ مراد
برخیز و راہِ کشورِ سلطانِ من بپرس

ایں نخلِ تازہ بیں[1] کہ ندیدست خارِ کس — نگرفتہ رنگ دامنش ازلالہ زارِ کس
باآب خود برآمدہ ہمچوں گلِ بہشت — لب ترنکردہ ہیچ گہ ازجوئبارِ کس
آئینہ اش زآہِ کساں ماندہ در اماں — ننشستہ گرد بردلش ازرہ گذارِ کس
شہرے شد ازکرشمۂ مستانہ اش خراب — وزبادہ اش نہ رفت عذابِ خمارِ کس
مجروح میکند بزباں جملہ را ہنوز — یکرہ نگشت مرہمِ جانِ فگارِ کس
اے آنکہ میروی زپئے ہنر نازکش عناں — کاں آہوئے رمیدہ نگردد شکارِ کس

[1] ن لہ نازنیں۔

فریاد ازاں حریف کہ ہر چند مے خورد | از کبر و ناز سر ننہد در کنارِ کس
اے کاش بر مرادِ کسے چوں نمے رود | بارے بوعدہ ہم ننہد انتظارِ کس

شمعے کہ روشن است فغانی ہنوز خود
پروا نمیکند بہ شبستانِ تارِ کس

آتشم در جان و دل در حسرتِ کام است و بس | حاصلِ عمرم ہمیں اندیشۂ خام است و بس
جامِ یاقوت و شرابِ لعل خاصانہ ارسد | بینوایاں را نظر بر رحمتِ عام است و بس
صد سخن در ضمن ہر یک نکتۂ شیرینِ اوست | اضطرابِ دل نہ از شادیِ پیغام است و بس
نشۂ خاصیست در ہر برگ ایں عشرت سرا | غیر پندارد کہ مستی در مے و جام است و بس
پے بمقصد بر کہ نبود بے مسمیٰ ہیچ اسم | ایں کہ میگویند از عنقا ہمیں نام است و بس
از زبانِ راست قولے نکتۂ کردم سوال | گفت دم درکش کہ خاموشی سرانجام است و بس

در دمے باید فغانی نے ہمیں درس و دعا
دردِ عاشق آہِ صبح و گریۂ شام است و بس

زیں بحرِ نیلگوں دمِ آبے ندید کس | سرہا فرو رفت و حبابے ندید کس
پیوستہ [۱] زہر میکشم از مشربِ سپہر | ہرگز دریں قرابہ شرابے ندید کس
مردم تمام در پئے آبادیِ خودند | بارے بلطف سوئے خرابے ندید کس
بر آتش [۲] از برائے تو گشتیم سالہا | ویں طرفہ تر کہ دود کبابے ندید کس
چندیں ہزار فال زدم از برائے وصل | اما ہنوز رائے صوابے ندید کس

راحت مجو فغانی و با دردِ سر بساز
در شیشۂ سپہر شرابے ندید کس

نظر پرست شدم از ستارۂ کہ مپرس | ربود دین و دلم ماہ پارۂ کہ مپرس

ن [۱] پیوستہ زہر میچکد از شیشۂ سپہر - ن [۲] در -

لبے تمام نمک غنچۂ تمام سخن
کرشمہ کہ کند چوں نظارۂ کہ مپرس

زبان نرم ولب پر فسانۂ کہ مگو
تنِ چو سیم و دل ہمچو خارۂ کہ مپرس

بدیگراں چہ کند غنچہ اش گل افشانی
جہد زفتنہ گرمم شرارۂ کہ مپرس

ہر کہ کرد نظر در شمار عشق آورد
منم دراں سرِ کوئے در شمارۂ کہ مپرس

میانِ دار غزلخواں چوایستادم مست
لبے گزید ہے ازکنارۂ کہ مپرس

بہ بزم وصل فغانی چکارے آید
کہ آں رمیدہ بود ہیچکارۂ کہ مپرس

ردیف الشین

اے دل بتلخیِ غم ہجراں صبور باش
ایں ہم نوالہ ایست بنوش و شکور باش

خواہی کہ بر مرادِ تو شمعے بایستد
شمعے شود ملازم اہلِ قبور باش

حالا تو در میانِ نیستانِ غم بسوز
گو وعدۂ وصال ہنگامِ سور باش

از دیدہ چوں جدا شدی از دل شدی جدا
خواہی کہ خاصِ شاہ شوی در حضور باش

شاید کزیں کریوہ سبکبار بگذری
از ہر چہ خار راہِ تو گردید دور باش

تاکے زہر چراغ تواں کرد کسبِ نور
خود را بسوز در نظرِ شمع و نور باش

ناپختہ پختنی ست فغانی کباب دل
چندیں شتاب نیست بگو در تنور باش

بہ بستر افتم و مردن کنم بہانۂ خویش
بدیں بہانہ مگر آرمت بخانۂ خویش

بسے شب است کہ در انتظار مقدمِ تو
چراغِ دیدہ نہادم بر آستانۂ خویش

بیا کہ ہر کہ بدانست قیمت دم نقد
بعالمے ندہد عیش یکزمانۂ خویش

بعشوۂ مے و نُقلت[۱] بدام آوردم
دلت چگونہ ربودم بہ آب[۲] و دانۂ خویش

ن[۱] مزار۔ ن[۲] لعلت۔ ن[۳] وام۔

حسودِ تنگ نظر گو بداغِ غصه بسوز   که هست خاتمِ مقصود بر نشانهٔ خویش
سبک عناں بہ خودم خواں که دولتم این است   سرم بلند کن از خط تازیانهٔ خویش
کلیدِ گنج سعادت بدستِ ماه وش است   که بر فقیر نه بندد درِ خزانهٔ خویش
نه مرغِ زیر کم اے دہر سنگسارم کن   چرا که برده ام از یاد آشیانهٔ خویش

مرو که سوز **فغانی** بگیردت دامن
سحر که یاد کند مجلسِ شبانهٔ خویش

باکساں در صلح و با خود دائما در جنگ باش   ہیچ کار از بیغمی نکشایدت دلتنگ باش
طاعت و عشرت نگردد جمع با ہم اے عزیز   گر مریدِ پیرِ مائی یکدل و یکرنگ باش
بادشاہی مانعِ فقر و نقیضِ عشق نیست   ہمت از دلہائے آگہ جوے و براورنگ باش
خضر اگر ہمرہ بود از دوریِ منزل چه باک   وادیِ مقصود گو ہر گام صد فرسنگ باش
پیر صحبت گفت بشنو ہر که دارد قول راست   گر نوائے نے نباشد گو صدائے چنگ باش
چوں ندانستی که در اصل از کدام آب و گلی   خواه لعلِ آتشیں خواہی سفالِ سنگ باش

آه گرمت مجلسِ عشاق مے آرد بجوش
نیک مے آئی **فغانی** بر ہمیں آہنگ باش

نتوانم که بینم از دورش   آه ازاں شرمِ چشمِ مخمورش
نیست در شہر کس که عاشق نیست   چه بلا گشت حسنِ مشہورش
ایں چراغ از کدام انجمن است   که جہانے بسوخت از نورش
چه بود حالتِ نظر بازی   کاینچنیں آفتیست منظورش
چه کند عطر پیرہن عاشق   فکر کن زعفران و کافورش

چه دل ست ایں دلِ **فغانی** وائے
که نه پیداست ماتم از سورش

افزوں زصد قیامت در دل زیار آتش — دوزخ یکے و مارا سوزد ہزار آتش
در جاں زعشق سوزے در دل زطعن داغے — یاراں حذر کہ یارد زیں روزگار آتش
دلسوزی عزیزاں بر گریہ ام چہ حاصل — آبم گذشت از سر نہ آید بکار آتش
وز دیدہ[1] چند سوزم در گوشہ ہائے زنداں — آں بہ کہ بر فروزم در پائے دار آتش
آتش شود گلستاں روزِ وصال مارا — از بخت واژگوں شد گل در کنار آتش
نے زندہ ام نہ مُردہ زیں لطف و قہر تا کے — وقت شراب آبے گاہِ خمار آتش

شد آفت فغانی حشمت[2] زہم نشیناں
در گلستاں نگیرد[3] الا بخار آتش

یا مرا کامے دہ از لعلِ شراب آلودِ خویش — یا ہلاکم کن بزہرِ چشم خواب آلودِ خویش
خندۂ شیریں لبا لب سازیا دشنامِ تلخ — از گدایاں کم مکن لطفِ عتاب آلودِ خویش
در چمن بند قبا بکشا و جیبِ غنچہ را — نکہتے بخش از گریبانِ گلاب آلودِ خویش
تا بکے اے سرو چوں گل در عرق داری نگاہ — از حیا خوی کردہ رخسار حجاب آلودِ خویش

پیشِ آں لبہا فغانی از سوالِ بوسہ مرد
زندہ کن اورا بدشنامِ جواب آلودِ خویش

من آنم کز لبِ لعلِ تو یابم کامِ خویش — خوش شدم گر جرعۂ بخشی مرا از جامِ خویش
آنچناں من نام یارم بردہ ام از خود زیاد — کز فراموشی نمے آید بیادم نامِ خویش
یکنفس آرام بے لعلت ندارد جانِ من — چوں کنم درماندہ ام با جانِ بے آرامِ خویش
دارد استغنا چو مرغ زیرک آں مشکیں غزال — ماندہ ام حیراں کہ چونش آورم در دامِ خویش
بر لبِ بام آے و از ہر گوشہ بنگر ماہِ من — صد چراغِ دیدہ نور افشاں بگیر د نامِ خویش
ہیچ محرم رہ ندارد در حریمِ وصلِ یار — عاشقِ محروم چوں گوید بدو پیغامِ خویش

ن[1] شبہائے تار سوزم در گوشہائے زنداں — ن[2] حشمت — ن[3] نہ بہ بیجد

از چہ مے نالی فغانی با غمش فرصت بساز
محنت ہر روزہ و اندوہ صبح و شام خویش

دل از عیش جہاں کندیم و ذوق بادہ تابش
نمے آرد بظلم شحنۂ شب گشت مہتابش

چہ شکر بخت خود گویم چہ دیدم بر قرار اینجا
فروغ بزم عشرت با فراغ کنج محرابش

چہ عیش از مستئ یکساعت شب تیرہ روز آنرا
کہ آتش از غم فردا بود در خانہ خوابش

نسے باید چو کوہے دیدۂ باید چو دریائے
کہ با خورشید روئے چوں نشینی آوری تابش

بجام زر تواں خوردن شراب لعل با خوباں
چہ سازد عاشق بیخاں و ماں چوں نیست اسبابش

شود دل گرم اگر بخشد سپہر خلعت خورشید
کہ تیزی سناں دارد سر ہر موئے سنجابش

نہ پنداری کہ مغزے ہست نقل مجلس گردوں
ہزار افسوں و نیرنگست در بادام و عنابش

فغانی چوں دولت سیری ندارد از مے و ساقی
بہ اصلاحش چہ میکوشی بیفگن تا برد آبش

فغاں ز بازی اسپ و ہوائے خانہ زینش
کہ باد خاک قدم صد نگار خانہ چینش

تبارک اللہ ازیں آب و رنگ خاتم خوبی
کہ خال چہرۂ صد یوسف است نقش نگینش

ہماں زماں کہ ببوسیش نگہ ز دور فگندم
نشان نازکی خو بود ز چین جبینش

بہر طرف کہ عناں تافت آں سپہر ملاحت
ہزار چہرہ چنیں خیزد از یسار و یمینش

بیا کہ در دل تنگ من از خزانہ عشق
امانتے ہست کہ روح الامیں نبود امینش

چراغ حسن ز محراب ابروے تو فروزاں
کہ در پے ہست دعائے ہزار گوشہ نشینش

ز دست ساقی مجلس پیالہ گیر فغانی
گل مراد شگفت از نہال عیش بچینش

گر بنگری در آئینہ روئے چو ماہ خویش
آتش بخرمنے زنی از دود آہ خویش

ہر دم کہ بے تو ام نفسے کا ہدم ز عمر
دردا کہ مردم از نفس عمر کاہ خویش

دارم تبِ فراق و ندارم مجالِ آہ — گریم ہزار بار بحالِ تباہِ خویش
قصدِ سیاہ روزیِ ما تا کے اے سپہر — ما خود رسیدہ ایم بروزِ سیاہِ خویش
چشمش بغمزہ تیغ بخونریزِ من کشد — یارب تو آگہی کہ ندانم گناہِ خویش
ہست ایں گلِ شکستہ گیاہے ز باغ تو — دامن بناز برمشکن از گیاہِ خویش
اے در پناہِ لطفِ تو ہمسایہ عالمی — آوردہ ام بسایۂ لطف پناہِ خویش
اے بادشاہِ حسن فغانیؔ گدائے تست
دارد امیدِ مرحمت از بادشاہِ خویش

تا چند دردِ سر کشم از گفت گوئے خویش — جائے روم کہ خود نبرم رہ بسوئے خویش
من چوں بجوئے کس نیم و کس بجوئے من — آں خوبتر کہ خوئے کنم ہم بخوئے خویش
بے رنگم آنچناں کہ دریں بوستاں چو گل — آگہ نمیشود دلم از رنگ و بوئے خویش
روشن دلاں چو آئینہ از غایتِ صفا — بینند روئے خلق و نہ بینند روئے خویش
تا شد کمندِ زلفِ تو پیوندِ جانِ من — صیدِ دلم رمیدہ ز ہر تارِ موئے خویش
رندیست دل شکستہ فغانیِ خاکسار
بر سنگِ امتحان زدہ صد رہ سبوئے خویش

سراسر شیوۂ ناز ست سرو سایہ پرورِ دش — ولے در جلوۂ جولاں نمے یابد کسے گردش
گرفتارے کہ حیرانِ جمالِ اوست روز و شب — نہ بیند راحت از خواب نباشد لذت از خوردش
کسے را سجدۂ محرابِ ابرویش قبول افتد — کہ رنگِ صدق پیدا باشد از رخسارۂ زردش
بقدرِ حالِ خود ہر کس بدیں در تحفۂ وارد — منِ مسکیں ندارم ہیچ غیر از تحفۂ دردش
ز اظہارِ محبت ہر کہ خود را مردِ رہ داند — گر از تیغِ ملامت رو بگرداند مخواں مردش
فغانیؔ با گلِ گلزارِ عالم داشت دلگیری
ہوائے گل رخے از ہستیِ خود ساخت دلسردش

چہ ترکیب است یارب در تہ پیراہن اندامش — کہ ہوشم مے رود ہر گہ کہ آید بر زباں نامش
زد آتش در دلم یارب چہ گرمی مزاجست ایں — کہ نبود در قبا چوں برگ گل یک لحظہ آرامش
خرامم میکند آں مستِ حسن از شیوۂ ہر دم — زہے حسن و جوانی کم مبادا ایں بادہ در جامش
براں لب بستہ دندانِ ہوس چوں میکند عاشق — نمیدانم کجا خواہد کشید آخر سرانجامش

نشست از تو چو در آتش **فغانی** کام نادیدہ
کشادے ہم نشد از آہِ صبح و گریہ شامش

کہ فتاد در فراقت کہ نسوختی تمامش — اجلست غالباً ایں کہ فراق گشت نامش
نبوید مرگ خواند سوئے خویشتن قیامت — چہ قیامت آشنائے کہ اجل بود پیامش
بعذاب داغ حرماں دلے کام خواہم از لے — کہ نشست آتشِ من زخیال لہائے خامش
نہ نکست ایں کہ خونم بخورد شراب خوردہ — تو ہم اے رقیب بدخو چہ دہی ز بادہ جامش
بہ ستارہ رقیباں نبرم حسد کہ آں مہ — بکرشمہ چوں درآید ہمہ جاست فیض عامش

بچہ روز نیک بیند ز تو کام دل **فغانی**
کہ چو بخت خود غنیمے بکمیں بود مدامش

کو مطربے کہ مست شوم از ترانہ اش — دامن کشم ز صحبت عقل و بہانہ اش
امشب حکیم مجلس ما شرح بادہ گفت — چندانکہ چشم عقل غنود از فسانہ اش
خاک درِ سرائے مغانم کہ تا ابد — خیزد صدائے بیغمی از آستانہ اش
ساقی سحر بگوشہ میخانہ برفروخت — شمعے کہ آفتاب بود دیگ زمانہ اش
دریاب نقد وقت کہ جم باد و جو جام — تا رفت در حساب نیارد زمانہ اش
بے برگ شو کہ آنکہ جہاں راو ہد فروغ — شاید کہ شب چراغ نباشد بخانہ اش
صید یست بس بلند نظر دل کہ در ازل — بر آفتاب تعبیہ شد دام و دانہ اش
یارب چہ بادہ خورد **فغانی** ز جام عشق — کز یاد رفتہ است غم جا و دانہ اش

میرسد عشق و دلِ افسردہ مے آرد بجوش
آہ ازیں آتش کہ خونِ رفتہ مے آرد بجوش

ماہلاکِ غمزۂ آں شوخ و او گرمِ شکار
باز خونِ صیدِ پیکاں خوردہ مے آرد بجوش

رفتہ بودم در عدم از یک اشارت باز خواند
آں مسیحا صد چنیں دل مردہ مے آرد بجوش

مے رود مستانہ میگوید بسوز و دم مزن
زیں سخنہا عاشقِ مستانہ مے آرد بجوش

تنگدل ما ہیم ورنہ غنچۂ او را چہ باک
زانکہ جانہائے بلب آوردہ مے آرد بجوش

آتشی ہست ایں کہ مے ریزد فغانی اشکِ گرم
وز جگر ایں قطرہ نشمردہ مے آرد بجوش

ازپئے دل مردِ عاشق بیباک مباش
ما ہمہ غم زتو داریم و تو غمناک مباش

نیست چالاک تر از قدِ تو در شیوۂ چمن
از ہوس مائلِ ہر قامتِ چالاک مباش

اے تو خود مرہمِ ریشِ دلِ خونیں جگراں
در خیالِ جگرِ ریش و دلِ چاک مباش

خاک شد بر سرِ راہِ تو بسے خاکِ عزیز
دامن افشاں روی غافل ازیں خاک مباش

پاچو آئینۂ دل از غیرِ تو پرداختہ ایم
یک نفس غائب ازیں آئینۂ پاک مباش

باک ادراک فغانی مخور از جانبِ عشق
مانع اوشو و منکرِ ادراک مباش

رمید از خواب چشماں عتاب آلود بینندش
بخونم تشنہ لبہائے شراب آلود بینندش

بر آمد خواب کردہ از چمن تا جاں دہد عاشق
نشان برگِ گل بر روئے خواب آلود بینندش

چو پرسیدم کہ از بوئے کہ پیراہن قبا کردی
چو برگِ گل گریبان گلاب آلود بینندش

ندارد شمعِ من تابِ جوابِ گفتِ بیگانہ
لبِ خنداں و گفتار حجاب آلود بینندش

بدشنامم زباں بیروں کشد چوں بوسہ خواہم
مرانگشت آں پسر ناز عتاب آلود بینندش

جگر باشد فغانی تا نویسد نسخہ زاں لب
زخوباں دل ورقہائے کباب آلود بینندش

نوست خواب ہم از شب نشستہ خویش | منم کہ سر زدہ بر بازوانِ خستہ خویش
ہزار بار دگر کردہ ام برشتہ صبر | ز انتظار تو پیمان ناگسستہ خویش
دل شکستہ من صد خیال بست و نشد | کہ بر تو عرض نماید شکستہ بستہ خویش
ز چشم زخم مخالف چہ احتمال کنند | ترا کہ شد نظر از طالعِ خجستہ خویش

ترا بس است **فغانی** ز دوست نخلِ خیال
شگفتہ باش ز گلہائے دستہ دستۂ خویش

فردا کہ ہر غنیم نماید غنیم خویش | دستِ منست و دامنِ یارِ قدیمِ خویش
گر پے برو غنی کہ چہ سود ست در کرم | ریزد چو آب در قدم خلق سیمِ خویش
دانستنیست سرِّ محبت نہ گفتنی | بگذار فہم نکتہ بطبعِ سلیمِ خویش
یارب بمذہب[1] کہ بود سوختن روا | آں را کہ پرورند نیاز و نعیمِ خویش
نازک ترست ازاں کہ تواں داد از و نشاں | آں گل کہ تازہ ساخت جہاں از نسیمِ خویش
عاشق مرا نگشت کہ معشوق دل نواز | سازد ندیم دور بادہ بدامش ندیمِ خویش
بارے کجاست تا بخرابات رو نہیم | کز دست دادہ ایم رہِ مستقیمِ خویش
نام از کرم ثبات پذیرد نہ از درم | ایں نکتہ گفت حاتم طے با حکیمِ خویش
کردم سوال صبحدم از پیر مے فروش | گفتا کرم نما کہ شوی چوں کریمِ خویش

محرم نشد **فغانی** در دولتِ غیور
میر اندش بہ تیر ز گردِ حریمِ خویش

بغایت تلخ گفتار ست شیریں لعلِ میگونش | ہزاراں جان شیریں نقلِ شربتہائے معجونش
ہر آنکو با چنیں میخوار صحبت آرزو دارد | بہ بینی کمتریں روزے کہ در ساغر بود خونش
ہراں بیدل کہ خوبانش بہ بازی در میاں گیرند | نگردانند از و ماتم نگردانند مجنونش
شدم خاک درت واں ذرہ کو از خاک برخیزد | نشاند بر کنارِ چشمہ خورشید گردونش

[1] ن لے مذہبے۔

نیم زاہد کہ درخلوت بنور طاعتش یابم ‎ ‎ نہ جادویم کہ دام رہ کنم طومارِ افسونش
چرا در فکر آں باشم کہ چوں دل کام ازو یابد ‎ ‎ کہ گر خواہد رساند بر مراد خویش بیچونش
برائے درد بودہ آدمی گر عکس ایں بودے ‎ ‎ نیاوردے تفضلے ایزد از فردوس بیرونش

ندارد ہیچ کم آں مہ فغانی مہرافزوں کن
کہ آخر برفروزی صد چراغِ حسن افزونش

ہمہ الساں غصہ دارم درخیالِ روئے نیکویش ‎ ‎ ز فکرِ ظلم بسیار دخطائے تندئ خویش
شرابے در قدح دارد کہ بہرِ حالت و مستی ‎ ‎ حریف از پردہ امکاں بروں مے آورد مویش
من و تلخ ہمہ عشقے و درد ساغر آشامی ‎ ‎ نصیبِ ہوشیاراں ساغرِ شیریں لبِ جویش
دلم شد خونچکاں از نوک مژگان جفا جوئے ‎ ‎ کہ بر صد خوں گرہ لبست است ہر یک حلقۂ مویش
بآبِ دیدہ مے بازم نظر با ترک بدخوئے ‎ ‎ کہ گاہ نازکی خوں میچکد از چینِ ابرویش
خضر در چشمہ حیواں نہاں از آبِ تیغ او ‎ ‎ منِ دیوانہ دست از جاں و سررشتہ رومِ سویش

فغانی کار عاشق از طلب دور ہی دارد
مرادے نیست کاں در سعیِ طالب نیست مجویش

منِ مجنوں کہ دور افتادہ ام از بزم دلجویش ‎ ‎ چہ میل تحفۂ مجلس خوشا سنگ سر کویش
فروغ حسن او بر دیدہ بند د راہ نظارہ ‎ ‎ خوشا آئینہ رویش کہ دارد روئے بر رویش
نگنجد در قبا چوں گل ز دل گرمی و بیتابی ‎ ‎ نیارد یک دمے یکجا ندانم کسبِ جادویش
منِ دیوانہ ایمن چوں زیم در بزم خونخواری ‎ ‎ کہ گر علیے نشیند کشتہ مے خیزد ز پہلویش
ہزاراں جان با تو از شہادت رفتہ از عالم ‎ ‎ بچوگاں باختن از جا برد تعویذ بازویش

اگر بیند فغانی روئے گرمی زاں چراغ دل
نگرداند دمے رو از سجود طاق ابرویش

روزے کہ نقشبندِ رخت زد بر آب نقش ‎ ‎ از نسخۂ تو باز گرفت آفتاب نقش

آں کافتاب از قلم قدرتش گلے است ‏ صد جائے کردہ نام ترا در کتاب نقش
آہ ایں چہ نازکیست کہ در دیدۂ خیال ‏ گیرد وجودِ نازکت از جائے خواب نقش
زیر لبت تبسم پنہاں و لطفِ فاش ‏ گویا کہ بستہ آب رواں در شراب نقش
آندم کہ گل ز ابرِ بہاری وجود یافت ‏ بست آرزوے جیب قبایت گلاب نقش

چشمِ خیال بازِ **فغانی** ازاں دو رخ
زد آفتاب برق چو با ماہتاب نقش

چناں تیز است در خوں ریختن مژگانِ خونریزش ‏ کہ خونِ دل چکد از دیدہا چوں بنگرم تیزش
لبش از عشوہ شیریں دہد دادِ دلم روزے ‏ دلے در غمزہ بیداد ست چشم فتنہ انگیزش
دریں باغ کہن چوں سبزۂ نوخیزد از خاکم ‏ ہنوزم در نظر باشد خیالِ خط نوخیزش
مگر آگہ شد از سوزِ دلِ من شمع در گریہ ‏ کہ بس دلسوزے آید سرشکِ آتش آمیزش
ز شوقِ لعلِ میگونت بخونِ دل بود تشنہ ‏ دلِ بیمارِ من کز آبِ حیوانست پرہیزش
چناں شد دیدۂ سرگشتہ دور از گردِ راہِ او ‏ کہ مے گردد بخونِ خویش مژگانِ گہر ریزش

فغانی مے رود افتاں و خیزاں در عنانِ او
کہ آویزد دلِ پرخوں بفتراکِ دلاویزش

ردیف الصاد

چوں برقص آئی بمجلس آفتاب آید برقص ‏ گر خرامی بر کنار جوئے آب آید برقص
خونچکاں در پیچ و تابم از سماع گرم تو ‏ ہمچناں کز آتشِ سوزاں کباب آید برقص
روز نخچیر تو از نیرنگ خالِ زیرِ چشم ‏ آہواں را در جگرہا خونِ ناب آید برقص
در سوالِ آنکہ رقصاں کے بہایت جاں دہم ‏ بشنوم حرفے کہ جانم را جواب آید برقص
عاشقاں از شوق بیخود زندہ در آتش روند ‏ بر گلت چوں سنبل بہ پیچ و تاب آید برقص

چوں تو در بزم طرب طنبور گیری در کنار　　در دلم ہر قطرہ خوں از اضطراب آید برقص
خیز دست افشاں بمجلس کز ہوایت جانفشاں
از صفِ مستاں فغانی را خراب آید برقص

ردیف الضاد

خرابِ حسن ترا از شراب ناب چہ فیض　　ز سرو لالہ چہ کام از گل و گلاب چہ فیض
چو نیست دست بدست حریف بادہ کشاں　　شب دراز ز گلگشت ماہتاب چہ فیض
بایں قدر کہ بلعلِ تو نسبتے دارد　　شرابخوارہ شدم ورنہ وز شراب چہ فیض
اگر نہ جلوہ روئے تو در میاں باشد　　ز ماہتاب چہ پرتو۔ ز آفتاب چہ فیض
خوش ست صحبت نزدیک وصلِ او بارد　　ز شاہدے کہ کند روئے در نقاب چہ فیض
بغیر ازیں کہ شود در مے وصال تو حرف　　دگر ز سوز و گداز دل کباب چہ فیض
بعشق داد فغانی دو روز عمر جہاں
بغیر عشق دریں منزلِ خراب چہ فیض

ردیف الطاء

غمت ز آئینۂ خاطرم زدود نشاط　　بداں مثال کہ گوئی دراں نبود نشاط
تمام عمر بہ اندوہ عاشقی بگذشت　　ندیدم آنکہ بروئیم درے کشود نشاط
بعشق سر بہزاراں الم کشید آخر　　ترانہ کہ در آغاز مے نمود نشاط
غمت رسید و مزید نشاط شد دل را　　چہ خوش غمے کہ چو آید بدل فزود نشاط
ببوئے عشق چو سر بر زدم ز جیبِ عدم　　بہ بست بر دل پر غصہ ام وجود نشاط
بجز غم از دلِ تنگم بروں نمے آید　　کہ ایں خرابۂ دیرینہ آزمود نشاط

بہر ترانہ بخند د دلِ فغانی زار
کہ از فسانہ بختِ بدش غنود نشاط

ردیف العین

میگدازم دیدہ تا یکذرہ موجودم چو شمع
میرسد بر اوجِ گردوں نفسِ دودم چو شمع

دیدۂ اختر شمارم شہرتِ نیساں گرفت
بس کہ بر ہر نوکِ مژگاں گوہر آمودم چو شمع

در دلِ ہر ذرہ روشن ساختم مہرِ رخت
گل بروئے آفتاب خود نہ اندودم چو شمع

گرچہ نقدِ ہستیم در آتشِ عشقِ تو رفت
اندکے ہم در صفائے فطرت افزودم چو شمع

چوں سپند از گردِ مجلس دور کردم چشمِ بد
خوابگاہت را بدودِ دل بیالودم چو شمع

داشتم داغِ ترا در سینہ چوں مجمرِ نہاں
رازِ پنہاں را نقاب از چہرہ نکشودم چو شمع

اینچنیں کز غصہ خوں میگریم و لب میگزم
بایدا از روئے زمیں آوارہ شد زودم چو شمع

اشک گوہر ریزم از خونابِ دل شد لعل[1] ساں
بس کہ ہر دم آستیں در چشمِ تر سودم چو شمع

از دمِ گرمِ فغانی دودِ آہم بر گرفت
گرچہ در راہِ محبت بادپیمودم چو شمع

امشب از آہم مشو گرم و مسوزانم چو شمع
ساعتے بنشیں کہ در بزمِ تو مہمانم چو شمع

چوں کنم دل جمع در بزمت کہ ہر ساعت رقیب
میدمد افسوں و میسازد پریشانم چو شمع

وہ چہ حالست ایں کہ بردارندم آخر از میاں
چوں بہ بزمت جائے خود را گرم گردانم چو شمع

یارب از آہستہ رینان بردلِ گرمم شرار
یا گرفتہ آتشے در رشتۂ جانم چو شمع

سوز و از اندوہ چوں پروانہ مرغِ نامہ بر
پیشِ او گر دانۂ اشکے بیفشانم چو شمع

سوئے[2] محرابم مبر اے پاک روے بہرِ خدا
زانکہ در بزمِ شراب آلودہ دامانم چو شمع

ن ۱ لعلِ ناب ۔ ن ۲ سوئے محرابم مبر بے باک از بہرِ خدا ۔ ن ایضاً، سوئے محرابم مخواں اے پاکدیں بہرِ خدا ۔

چند زیں مستی بریزی اے فغانی آبرو
باز بگذار د سموم دشت ہجرانم چو شمع

تا بکے خندیدن و دل گرمی افزودن چو شمع
آبدانہ گشتن و آتش زباں بودن چو شمع

گاہ ناپیدا شدے از دیدہا چوں شب چراغ
گاہ خشک و تر بنور خویش پیمودن چو شمع

در دلم ہر قطرہ خوں تبخالہ شد جانگداز
گرد لب تا کے زباں آتشیں سودن چو شمع

دیدن از دور و برائے سوختن پروانہ وار
ہر گہ مجلس را بآبِ دیدہ آلودن چو شمع

سوختم آنم بروز آرام نگرفتن چو مہر
خوردنِ دودِ چراغم این و نغنودن چو شمع

کمتریں طاعت بود در گوشۂ محراب عشق
روز ہا بر آستاں شبہا نیاں سودن چو شمع

آہ ازیں آتش پرستیدن فغانی با خود آے
چند در دیرِ مغاں زنار بکشودن چو شمع

ردیف الغین

ہر جا کہ بر کشید ز روئے دلیل تیغ
بر روئے خصم ریخت جوابِ سبیل تیغ

از یک طرف نشاند بگرد وں سرِ سناں
وز یک طرف نشاند بدریائے نیل تیغ

از پشتِ گاو و سینۂ ماہی گذشت ہم
چو کرد امتحاں بکمر گاہ پیل تیغ

بر دوستانِ صادقش آتش گلِ بہشت
بر دشمنانِ تیرہ دلش سلسبیل تیغ

آں را کہ ہست نورِ ہدایت چراغ راہ
در راہِ او گل است چو نارِ خلیل تیغ

ہنگامِ رزم گر بودش حاجتِ مدد
بندد خدا بشاہ پرِ جبرئیل تیغ

او گرمِ جنگ و خصم گرمراں و برق وار
آتش رواں کند ز پیش میل میل تیغ

مرا کہ تیرہ شد از کثرتِ گناہ چراغ
چہ روئے آنکہ در آرم شبِ سیاہ چراغ

در آ بمیکده و اعتقاد روشن کن | که میبرند ازاں جا بخانقاه چراغ
چرا چو گلخنیاں دل بخاکِ تیره نهی | ترا که خانه سپهر ست و مهر و ماه چراغ
شنیده ام که زهمت با فتاب رسد | بسوز اے دل و برکن زبرق آه چراغ
بصدق دل چو درآئی بوادی ایمن | یقیں که سر زند از هر بنِ گیاه چراغ
خرابِ کوئے مغانم که نیم شب چو روم | نهے بهر طرف آرد به پیشِ راه چراغ

فروغِ کوکبِ طالع شود کنوں پیدا
که بر فروخت فغانی زبزمِ شاه چراغ

ردیف الفاء

اے فتنهٔ جمالت روئے چو ماهِ یوسف | نیرنگساز خالت چشمِ سیاهِ یوسف
پیشِ تو مهوشاں را رخ بر زمینِ طاعت | چوں سجدهٔ کواکب در خوابگاهِ یوسف
غافل مشو که اخواں چوں سر کشید ناگه | گردِ وبال گیرد طرفِ کلاهِ یوسف
در خشک سالِ هجراں یعقوب را چه حاصل | گر آب خضر آید بیروں ز چاهِ یوسف
از چشمِ اهلِ بینش خوں سیلِ فتنه بارد | جا دار دایں که گیرد زنداں پناهِ یوسف
از چشمِ پیرِ کنعاں شاید که تا لبِ نیل | دُر بارد ابرِ نیساں در پیشِ راهِ یوسف

قلبِ سیه فغانی ایں جا چه وزن دارد
چین و چگل طفیل است در یک نگاهِ یوسف

من عاشقم نهاده سر و کار بر طرف | فکر دو کون کرده بیکبار بر طرف
تسکین در مند تماشائے روئے تست | بوئے بهار جلوهٔ گلزار بر طرف
لطفِ رخِ تو صبر جفائے رقیب کرد | چوں گل دمید شد الم خار بر طرف
حالا سرت ز نغمه ابریشمست گرم | گلبانگ بلبلانِ گرفتار بر طرف

زینساں که کاراز طرفِ خود گرفته ٔ　　　کے میکنی محبّتِ اغیار برطرف

بشنو حدیثِ تلخ **فغانی** که یار تست
از نازکی مکن سخنِ یار برطرف

ردیف القاف

خرّم شبے که گردد معشوق یارِ عاشق　　　مست آید و در آرد[1] سر در کنارِ عاشق
ناز و عتابِ شیریں از حد گذشت ترسم　　　زانادم که مانده باشد حیراں بکارِ عاشق
حرفے بہیچ مکتب ننوشته آں فرشته　　　دیوار خانه پرشد از یادگارِ عاشق
همراهِ آں سوارم کز آتشِ چراغش　　　پروانه شب چراغیست در رہگذارِ عاشق
حسنت وصد حکایت لیلے چه تاب دارد　　　افسوس پند گویاں با خار خارِ عاشق
گویند بهرِ عاشق بستند زلفِ خوباں　　　خود نیست یکسرِ موے در اختیارِ عاشق
کس نیست تا بگوید باآں رقیب پرور　　　کیں جور بس که کردی در روزگارِ عاشق
هر عاشقے که بینم در انتظارِ یاریست　　　یک یار[2] نیست بارے در انتظارِ عاشق

بنشیں و روغن افشاں بر آتشِ **فغانی**
بردار ساغرِ مے بشکن خمارِ عاشق

جانم افگار است و تن بیمار و دل خوں از فراق　　　هر نفس دردیست بر دردمن افزوں از فراق
غرقِ خون دیده ام شبها و شمشیرِ اجل　　　بر سرم پیوسته مے آرد شبے خوں از فراق
تا شد آں شاخِ گلِ رعنا بروں از دیده ام　　　میرود بر روئے زردم اشکِ گلگوں از فراق
از وصالش بے غماں در بزمِ عشرت شادماں　　　من دریں بیت الحزن افتاده محزوں از فراق
مانده محروم از حریمِ آستانش روز و شب　　　سنگ بر سر میزنم در کوه و هاموں از فراق

ن[1] گذارد ـ ن[2] یارے نیست بارے ـ

دورازاں شیریں لبِ لیلیٰ وشں آمد برسرم　　آنچہ آمد برسرِ فرہاد و مجنوں از فراق
گر نخواہی بر سرِ بیمارِ ہجراں آمدن　　جاں نخواہد برد مشتاقِ تو بیروں از فراق
تا شدی اے گوہرِ مقصود غائب از نظر
چشمۂ چشمِ فغانیؔ گشت جیحوں از فراق

خورشیدِ من چو پاک کند از جبین عرق　　در پردہ ہائے غنچہ شود خوشہ چین عرق
ایں آب و رنگ از شرف دست بوسِ تست　　گل راکہ می چکد ز سر آستین عرق
گلگشت مے کنی و گریباں کشادہ گل　　کز خاکِ دامنِ تو چکد بر زمین عرق
من کشتہ گلے کہ از بیاریِ حیا　　گیرد عذارش از نفس ہمنشین عرق
شور شراب دارد و لطفِ زلالِ خضر　　گیرد نبات آں لب چوں انگبین عرق
از نکہت گلاب گریبانِ چاکِ من　　شبنم زند بروئے گل و یاسمین عرق
بہر دماغ گرم فغانیؔ زخت زخوئے
ریزد بروئے برگِ گلِ آتشین عرق

بیاکہ در قدمت بہ کینم داغِ فراق　　ز شمعِ وصل منور شود چراغِ فراق
دمیدہ نو بنوام لالۂ زگلشن وصل　　شگفت ہر نفسم گلبنے ز باغِ فراق
بکارِ عشق و جنوں مشکل ہست بر مشکل　　مرا کہ نے دلِ وصل ہست و نے دماغِ فراق
سرشک گوشہ نشینم بشاہراہِ امید　　یکے یکے شمرد لالہائے داغِ فراق
ز بزمِ عربدہ بیتاب شد فغانیؔ مست
سرے نہادہ بویرانۂ فراغِ فراق

ردیف الکاف

یارب اگر بمہر کشد یا بکیں چہ باک　　من کشتۂ ملامت و دردم ازیں چہ باک

درخنده اش هزار کشاد است زیر لب | از ناز اگر زند گرهے بر جبیں چه باک
من از دوکون دست فشاندم برائے او | او گر بمن ز قهر فشاند آستیں چه باک
جائے که صد همائے نیابند استخواں | مورِ حقیر گر نبرد انگبیں چه باک
مرغے که دارد از چمنِ آسماں نصیب | گر دانهٔ نیافت ز کشتِ زمیں چه باک
گیرم که اهرمن برد انگشتری ملک | چو نام دیگر یست نشانِ نگیں چه باک

دشمن ز آهِ گرم فغانی حذر نکرد
آتش پرست را ز دمِ آتشیں چه باک

تاکے روم ز کوئے تو گریاں و سینه چاک | در دیده آب گشته و بر روئے نشسته خاک
از خونِ غنچهٔ دلِ احباب کن حذر | اے دامنت چو برگ گلے نو شگفته چاک
پیش نسیم بسکه گریباں کشادهٔ | دارم دلے ز دستِ تو چوں غنچه چاک چاک
پیوندِ ما چو بر سر زلفِ تو محکم است | سر رشتهٔ حیات اگر بگسلد چه باک
صیدِ حرم که ساخت خدا قتلِ او حرام | میخواهد از خدا که به تیغت شود هلاک
بر خاک نه چو برگِ خزاں روئے زردِ من | از دیده اشک سرخ رواں هم ز خونِ تاک

در تنگ نائے هجر فغانی کشاد دل
از نالهٔ حزیں طلب و آهِ دردناک

در عاشقی بلائے دل و جان ماست رشک | سهل است تاز غیر و لیکن بلاست رشک
دلبر چو در میانه تفاوت نمے نهد | در حیرتم که در دل بدخو چرا ست رشک
جانا چه خضر خوی و مسیحا نفس فتاد | گر با فرشته هم سفر افتد رواست رشک
آسوده کیست در قدم یار بر جفا | ما در جفا که بر سر و مهر و وفاست رشک
مرداں گرفته اند ز غیرت کم بتاں | در کار اهل درد به بیں تا کجاست رشک
دشمن بود نه دوست که سازد بطبع غیر | تا دوستی بجاست فغانی بجاست رشک

دارم زلپستہ ات بدلِ آتشیں نمک
بستاں کہ کس ندیدہ کتابے بایں نمک

دامن کشاں ودست فشاں میکنی خرام
میگیرد از غبار تو روئے زمیں نمک

شورے کہ من زعشق تو دارم نداشت کس
زانرو کہ کس نداشت جوانے چنیں نمک

گویا کسے کہ مرہم داغ دلم نہد
در دست تیغ دارد و در آستیں نمک

دشنام چوں دہی منما تہر ولب مگز
ہمرہ مساز باشکر وانگبیں نمک

در گریہ و فراق **فغانی** زنجت وشور
رو بر سواد دیدہ مردم نشیں نمک

ردیف اللام

خوباں دلِ غمناک ندانند چہ حاصل
دردِ جگر چاک ندانند چہ حاصل

چنداین ہمہ از دور نگہ کردن مژگان
قدرِ نظر پاک ندانند چہ حاصل

ما بہر جواناں زسرِ خویش گذشتیم
ایں مرتبہ را خاک ندانند چہ حاصل

دانند کہ بر عاشقِ خود جور تواں کرد
بے مہریِ افلاک ندانند چہ حاصل

تو غمزہ رواں کردی و مردم بنظارہ
انگیز توبے باک ندانند چہ حاصل

سر تا بقدم جان و دلِ مردہ حریفاں
خاصیتِ تریاک ندانند چہ حاصل

ایں ہمنفساں حالِ دلِ زارِ **فغانی**
با ایں ہمہ ادراک ندانند چہ حاصل

اے فروغِ جوہرِ حسنت بروں از خط و خال
معنی داری کہ نتواں صورتش بستن خیال

آتش انگیز و زدلہا شیوۂ سرو قدت
در کدام آب و ہوا پروردہ آمد ایں نہال

میکشی و زندہ مے سازی زتاثیرِ نظر
جاں فدائے شیوۂ چشمِ توائے مسکیں غزال

کار دل با معنی حسن او فتادہ است و بس
خواہ در روزِ جدائی خواہ در روز وصال

سبزهٔ نوخیز و گلبرگِ دل آرائے رخت　　این بهارِ بے خزاں آں آفتابِ بے زوال

بر دمد گلهائے رنگیں در گلستانِ نظر　　از شرابِ ارغوانی چوں کنی رخساره آل

سر زد از آئینهٔ رخسارِ تو آثارِ خط　　چوں خیالِ سبزهٔ نورسته در آبِ زلال

در خیال از دفترِ حسنت کشوده فالِ وصل　　حرفِ اول آیتِ رحمت بر آمد حسبِ حال

مردمِ چشمِ **فغانی** باد بر آتش سپند
شمعِ رخسارت چو افروزد شبستانِ خیال

سروت که لاله رنگ شد از بادهٔ زلال　　طوفانِ آتش ہست عیاں در قبائے آل

سر مے کشد نهالِ قدت از دمِ مسیح　　در بوستان کیست بدین تازگی نهال

خوش آهو ہست چشمِ شکار افگنت ولے　　هرگز شکارِ کس نشد آں نازنیں غزال

مے سوزم از نظارهٔ آں روئے آتشیں　　از بس که سحر کرده بر آتش ز خط و خال

دُر در صدف اگر ز لطافت کند سخن　　برگِ گلیست جلوه کناں در مے زلال

بینند ز نورِ شمعِ تجلی شهیدِ عشق　　عکسِ مهِ جمالِ تو در دیدهٔ خیال

روئے جهاں فروزِ تو در جلوه ساختست　　ذرات را بنورِ خود آئینهٔ جمال

ذرات لعل سائے تو از عشوه در سخن　　یا بد ز لطفِ گوهرِ درج تو گوشمال

آشفته بلبلیست **فغانی** درین چمن
محروم مانده از حرمِ گلشنِ وصال

چندانکه رو نهند دل و دیده سوئے دل　　نه سوئے دیده ہست نگاهت نه سوئے دل

بزمِ تو گلشنِ ارم است از هجومِ خلق　　کوئے تو کعبهٔ دگر است از غلوئے دل

خونابه کم نگشت اگرچه تمامِ عُمر　　گیرم بگریهٔ نمکے شستست شوئے دل

از سوز و سازِ عودِ دلِ ما چه آگهست　　بیگانه که خود نشنیداست بوئے دل

این فرق تا قدم سببِ آرزو و کام　　هم کامِ جاں فراز تو هم آرزوئے دل

از وصل در غمست **فغانیؔ** ز هجر شام
دیوانه را بعکس مرادست خوئے دل

محروم باد چشم من از گلشن جمال
گر بگذرد بهار دگلم بے تو در خیال

گل پنج روزه ایست ولے نخلِ حسنِ تو
پیوسته در براست زہے حسنِ بے زوال

دل تنگم از ہوائے نوائے گل بغا یتے
کز نکهت نسیم صبا گیرد دم ملال

در بوستاں ز حیرتِ نخلِ بلندِ تو
آگه نۓ شوم که گلے ہست بر نہال

آشفته جمال تو ہرگز چو بلبلے
ننشست در حضور گلے با فراغ بال

آتش در آبِ چشمه خورشید میزند
گلنار سایه پرورت از بادۀ زلال

جانہا سپند خامه نقاش حسنِ تو
کز مشک سوده بر ورق گل نهاده خال

اے عندلیب ناله ز بیداد گل مکن
چوں دم زدی ز مهر و وفا از جفا منال

جانسوز دلفروز **فغانیؔ** درین چمن
شاخ گلیست جلوه کناں در قبائے آل

مائیم و اشک و آئینه صبح و آهِ دل
در آب و آتش از نفس عمر کاهِ دل

نظاره تو کُشت مرا دیده را چه جرم
خوبی و بال گشت چه باشد گناهِ دل

از بسکه زلف و خال پرستیدم از ہوس
شد نامه ام سیاه و چو روز سیاهِ دل

در محضر جمال بخونریز عاشقاں
دل شد گواهِ دیده و دیده گواهِ دل

از ماعناں متاب که سلطانِ حسن را
حشمت فزوں شود چو فزوں شد سپاهِ دل

از وادیِ فنا بلب چشمۀ بقا
آمد خیال سرو قداں خضرِ راهِ دل

از دل مباش دور **فغانیؔ** که اہلِ درد
ہستند از بلائے جہاں در پناهِ دل

ردیف المیم

هرگز بوصلت ای گلِ رعنا نه رسم — جائی رسیده که من آنجا نه رسم
خارم که دورم از شرفِ دست بوسِ تو[1] — گردم که سالها بتهِ پا نه رسم
بی آبیم بکشت و کسم خضرِ ره نشد — جاندادم و بجای مسیحا نه رسم
با هر که دم زدم جگرم پاره میکند — هرگز بهمدمی منِ شیدا نه رسم
صد نخلِ آرزو ز دلم سر زند ولی — هرگز بمنتهای تمنا نه رسم
بهرِ تو داغ داغم و مرهم نه نهی — دردی تو دارم و بمداوا نه رسم
همچون فغانیم نفسی مانده است و بس
دریاب امشبم که بفردا نه رسم

چند گردیم درین دیرِ کهن پیر شدیم — آن قدر بیهده گشتیم که دلگیر شدیم
کس ندیدیم که تلخی نشنیدیم ازاد — گرچه با پیر و جوان چون شکر و شیر شدیم
هر کجا دیدهٔ امید کشادیم بصدق — بیشتر از همه آنجا هدفِ تیر شدیم
تا کی از همدمیِ خلق توان دید جفا — بگسلیم از همه پیوند به زنجیر شدیم
اثرش آتشِ دل بود و ثمر قطرهٔ اشک — آنکه عمری ز پیِ لعبتِ کشمیر شدیم
این چه دام است و چه صیاد که با شیر دلان — بهواداریِ این سلسله نخچیر شدیم
راه گر راست فغانی واگر عینِ خطاست
همچنین بر اثرِ خامهٔ تقدیر شدیم

مست گشتم سر ز قیدِ خویش داران[2] میبرم — رختِ خویش از پهلوی پرهیزگاران میبرم
چون خرش بربسته رختِ خونچکان از فرشِ خاک — خیمهٔ همت بر اوجِ کوهساران میبرم

ن [1] پای بوس - ن [2] هوشیاران -

مرغِ شب خیزم بگلگشت گلستاں میروم — بادِ نوروزم پیامِ نوبہاراں میبرم
میروم زیں بزم یادِ دلنوازاں میکنم — میروم زیں باغ و گلبانگِ ہزاراں میبرم
پارسایاں را غمِ دزدی کشانِ عشق نیست — التجا در بزمگاہِ مے گساراں میبرم
چوں بناگوش چو سیم و عارضِ چوں آب ہست — دانۂ دل سوئے زریں گوشواراں میبرم
جاں سپند نکتہ ریزانِ سرِ کوئے مراد — فالِ نیکو بیں کہ نامِ بختیاراں میبرم
ہر سبک سر کے تواند گشت با من ہم شکار — من کہ صیدِ دامگاہِ تاجداراں میبرم

از دلِ گرم **فغانی** مے نویسم چند حرف
تحفہائے جانگداز از بہرِ یاراں میبرم

رفتیم و گردِ ہستی از کوئے یار بردیم — داغِ دلِ بلا جو زیں لالہ زار بردیم
بزمِ وصال دیدہ با داغِ ہجر رفتیم — از گلشنِ چنیں خویش ایں یادگار بردیم
گستردہ دامِ ہمت بر وعدۂ ہمائے — در شاہراہِ امید بس انتظار بردیم
قصرِ وصال ہر روز بر ما بلند تر شد — چنداں کہ نقشِ شیریں اینجا بکار بردیم
از بہرِ نیم جرعہ و زیادِ یک نظارہ — بس تہمت و ملامت زیں روزگار بردیم
شمعِ مرادِ ما را روشن نگشت ہرگز — چندانکہ نذر و نیّت در ہر مزار بردیم
دیدیم خویشتن را چوں داغِ لالہ در خوں — ہر دم کہ در فراقے نامِ بہار بردیم
با آستین پُر گل رفتیم تا درِ دوست — زانجا بدرد و حسرت دامانِ خار بردیم

ہنگامۂ **فغانی** برہم زدیم داورا
دست و گلوئے بستہ تا پائے دار بردیم

ہر دم اندیشۂ آں شوخ ستمگارہ کنم — صورتِ او بخیال آرم و نظارہ کنم
بس کہ خونِ جگرم مے رود از دیدہ بروں — زہرہ ام نیست کہ یادِ دلِ آوارہ کنم
دلم از رشکِ رقیبانِ تو صد چاک شود — گر نہ آہے کشم و پیرہنے پارہ کنم

تا کے از بہرِ دوائے دل صد پارۂ خویش / سر بزانو نہم و بیہدہ صد چارہ کنم
من کجا و گل و نرگس اگرم دست دہد / گریہ بر خونِ دل و زردیِ رخسارہ کنم
روزِ محشر کہ بہ پرسند کہ خونِ تو کہ ریخت / آہ حسرت کشم و سوئے تو نظارہ کنم
خوں شود ہمچو **فغانی** دلم آندم کہ بجود
یاد از ہمدمیِ آں بُتِ خونخوارہ کنم

متاب آں رُخ ز من یکدم کہ در کوئے تو مے آیم / کہ من اینجا برائے دیدنِ روئے تو مے آیم
دل از اندیشۂ اغیار ماند آزردہ ور آں کو / برائے سجدۂ محرابِ ابروئے تو مے آیم
تو ہر دم میکنی جورے و من از بہرِ یک دیدن / ز مردم میکشم صد طعنہ و سوئے تو مے آیم
برد خوئیِ تو ام ہر دم براہے و منِ مسکیں / زبس شوقے کہ دارم از پئے خوئے تو مے آیم
مبر حسرت **فغانی** آنکہ از بزمش روی کشتہ
کہ من یک ساعتے دیگر بہ پہلوئے تو مے آیم

دلم شد زندہ از چاکِ گریبانے کہ من دیدم / کجا میرم دگر زانساں تن و جانے کہ من دیدم
خیالِ آں جوانم زندۂ جاوید میدارد / کسے ہرگز ندید آں آبِ حیوانے کہ من دیدم
یقیں گر زاہدِ صد سالہ بیند میرود از راہ / دریں حسن و جوانی حالِ پنہانے کہ من دیدم
بسوزاند جہانے و زمیاں زنّار بکشاید / چناں کافر نہادِ نا مسلمانے کہ من دیدم
نیابد کس غبارم گر بجوید زاں تہ عالم / ز دستِ نوجوانے ضربِ چوگانے کہ من دیدم
فغانی را بیک مژگاں زدن بر بود آں جادو
کند بسیار ازینہا چشمِ فتانے کہ من دیدم

ہمہ شب دارم از دل بادۂ نابے کہ من دانم / بگریہ میکنم گلگشتِ مہتابے کہ من دانم
دلِ راحت طلب شد کام خواہ من ز ہر ناکس / کشم جورے پئے مقصودِ نایابے کہ من دانم
خوشا آں بزمے کہ چوں پروانہ گردِ شمع خود گردم / رقیب از رشک سوزد در تب و تابے کہ من دانم

پئے یک جرعہ کز جامِ توام روزی شود جاناں — کشم از زہر چشمِ غیر تلخ آبے کہ من دانم
بترکِ سجدۂ ظاہر مخوانم کافرے بنگر — کہ پنہاں حالتے دارم بمحرابے کہ من دانم

مدار اے بخت دیگر از **فغانی** چشمِ بیداری
کہ رفت آں مست غفلت در شکر خوابے کہ من دانم

نمودی روئے گرم و عاشقِ خود ساختی بازم — چہ گردی شمع من در آتشے انداختی بازم
پے سوزِ رقیباں گرم کردی مہرِ خود با من — بشوخی در تنورِ دیگراں بگداختی بازم
چہ جولاں بود آں یارب کہ از پیشم چو بگذشتی — بکینم گرم کردی رخش بر سر تاختی بازم
غبارِ من ز جولانِ بلا یکذرّہ ننشستہ — بجولاں رفتی اے ترک و علم انداختی بازم
چناں از حالِ خویشم بردی اے بیگانہ وش بیروں — کہ در خیلِ اسیراں دیدی و نشناختی بازم
دو روزہ بودی ایمن از بلاد محنتم اے بخت — بیک بازی آں شوخِ بلا در باختی بازم

فغانی رستہ بودم چند گاہ از طعنِ بدگویاں
دریں سودا در آوردی و رسوا ساختی بازم

منم و دلِ پریشاں چہ درِ طرب کشائم — چو غمت نمیگذارد کہ بخندہ لب کشائم
حذر از شکایتِ من کہ بود تمام آتش — ز دلِ گرفتہ آہے کہ بنیم شب کشائم
تو میاں دہی و گر نہ بخیال در نگنجد — کہ چناں کمر کہ داری منِ بے ادب کشائم

بغزالِ خویش روئے برسم کہ چوں **فغانی**
قدمے ز دیدہ بیخود برہِ طلب کشائم

ز دل جز خوں نشاں در چشمِ بیحاصل نمے یابم — نشانِ خونِ دل مے یابم اما دل نمے یابم
قدم در ہیچ منزل بے گلِ رویت نمے یابم — کہ صد خارِ جفا را در جگر منزل نمے یابم
چہ حاصل زیں ہمہ اشکِ رواں در پردۂ روشن — بدیں سرچشمہ چوں آں سرو را مائل نمے یابم
مگر برقِ تجلی شعلہ زد از منزلِ لیلیٰ — کہ از مجنوں نشانے در پئے محمل نمے یابم

من دلتنگ را یارب چہ سود از منزلِ جاناں　　چو ہر گز خویش را خرم دراں محفل نمے یابم
نہادم چوں **فغانی** دل بداغِ ہجر تنہائی
چو خود را در حریمِ وصلِ او قابل نمے یابم

ما نقدِ دل بگوشۂ میخانہ بردہ ایم　　جاں را بچشم و غمزۂ ساقی سپردہ ایم
چوں در حریمِ میکدہ مستاں نوا کنند　　ما ہم برآوریم صدائے نمردہ ایم
در اشکِ ما مبیں بحقارت کہ ایں شراب　　از پردہ ہائے دیدۂ روشن فشردہ ایم
پیکانِ آبدار ز تیر کمانِ چرخ　　دلخواہ تر ز قطرۂ باراں شمردہ ایم
از بسکہ خوردہ ایم فرو آتشِ نہاں　　مردم گماں برند کہ آبے فسردہ ایم
ما آں درختِ بادیہ خیزیم اے صبا　　کز تند بادِ حادثہ صد زخم خوردہ ایم
صد رہ بہ اشکِ گرمِ **فغانی** و برقِ آہ
نقشِ خرد ز صفحۂ خاطر ستردہ ایم

اسیرِ زلف و گرفتارِ چشمِ نازِ توام　　خرابِ یکنظر از چشمِ عشوہ سازِ توام
سرم بسدرہ طوبےٰ فرو نمے آید　　کہ در مشاہدۂ سروِ سرفرازِ توام
دلم بچنگِ ملامت خوشست اگر برسد　　نوازشے ز لبِ لعل نوش سازِ توام
حکایتِ شبِ ہجراں ز حد گذشت اے دل　　مگو کہ مے کشد افسانۂ درازِ توام
ز مجلسِ مے و ساقی بمسجد آمدہ ای　　خرابِ زہدِ تو و کشتۂ نمازِ توام
رخِ نیاز نہادم بخاکِ مقدمِ او　　بناز گفت کہ مستغنی از نیازِ توام
چہ جاں گداز **فغانی** فسانہ داری
بگو کہ سوختۂ حرفِ جانگدازِ توام

دلم میانہ خوں[۱] جامِ لالہ گوں چہ کنم　　شراب در کف و سوزِ تو در دروں چہ کنم

ن[۱] خونست لالہ گوں چہ کنم۔

با آتش دگری چوں نمیردی از دل
بهرزه داغ دلِ خویشتن فزوں چه کنم

توانم آنکه ترا مهربانِ خود سازم
دلے به کج روی بختِ واژگوں چه کنم

دلم بگوشهٔ دیوانگی قرار گرفت
دگر بدفعِ پریشانیش جنوں چه کنم

خیال بود که آیم بروں زظلمتِ ہجر
نگشت تیغ جمالِ تو رہنموں چه کنم

مرا که گوش بر آوازِ مرغ نامه بر است
نوائے بربط و آهنگ ارغنوں چه کنم

مگو که ناله مکن اے فغانی از غمِ یار
زیاده میشودم آتشِ دروں چه کنم

زغم جاں میدہم چوں دلربائے خود نمے بینم
چه درست ایں که جز مردن دوائے خود نمے بینم

سرِ دیگر بسر نهم در دشت واز عالم روم بیروں
که در کویت منِ سرگشته جائے خود نمے بینم

بسودائے تو گشتم آنچناں بیگانه از مردم
که یک کس در همه شهر آشنائے خود نمے بینم

منِ حیراں بکوئے آں پری دارم تماشائے
که هرگز جانبِ محنت سرائے خود نمے بینم

کدامیں باد یارب در گلستانِ تو راه دارد
که برگِ یاسمینت بر هوائے خود نمے بینم

نشانِ غنچه ہائے ایں گلستاں از دیگرے پرسید
که من جز خار و خس در دستِ و پائے خود نمے بینم

بزاری چوں فغانی میزنم دست دعا بر سر
که چیزے در نمازِ ناروائے خود نمے بینم

رفتم زکوئے تو چو مقامے نداشتم
دل بر گرفتم از تو چو کامے نداشتم

یکبار از وفائے تو بر داشتم امید
چوں از تو التفاتِ تمامے نداشتم

بر دل کدام روز که از همرهانِ تو
دردے زنا خوشئ پیامے نداشتم

روزے زکوچهٔ تو نگذشتم در کمیں
آه کسے زگوشهٔ بامے نداشتم

فریاد از آں زماں که رسیدی توسر گراں
وز بیخودی مجالِ سلامے نداشتم

عمرے گذشت در غم و آخر بکامِ دل
در گوشه به پیشِ تو جامے نداشتم

ل له جگری۔

روزے نشد کہ ہمچو فغانی ز جورِ بخت
فریادِ صبح و گریۂ شامے نداشتم

کجاست دل کہ بہ شبہائے تار گشت کنم
شراب نوشم و در کوئے یار گشت کنم

دلم ربودۂ کوئے تو گشتہ است چناں
کہ شادماں نشوم گر ہزار گشت کنم

ہزار بار بخوں گشتم و نشد کہ دمے
گرفتہ دستِ تو در لالہ زار گشت کنم

چہ میدہی بخودم رہ نہ آں دلست مرا
کہ گل بچینم و در جوئبار گشت کنم

ز وعدۂ تو ہلاکم بہ بینم آنکہ شبے
بگردِ کوئے تو بے انتظار گشت کنم

برآر حاجتِ من تا بکے چو ماتمیاں
بخود بگریم و در ہر مزار گشت کنم

دلت بخونِ من آں لحظہ ہم نگردد کم
کہ زار میرم و در پائے دار گشت کنم

جنوں گرفت فغانی ہمیں سرشتِ [ن لہ] مرا
کہ بے گلے بہوائے بہار گشت کنم

ترا گزیدہ برائے گزندِ خویشتنم
ہلاکِ مطلبم نے بہ بندِ خویشتنم

گلِ مراد ز نخلِ تو آنقدر چیدم
کہ شرمسار ز بختِ بلندِ خویشتنم

تو گرم گشتہ و من دل نہادہ بر آتش
چہ حالتیست کہ ہم خود سپندِ خویشتنم

چناں شدم کہ ہمہ عمر پند خود دادم
کفایتے نشد آخر ز پندِ خویشتنم

ز عیشِ تلخ خودم خندہ آید اے دشمن
کند ہلاک ہمیں زہر خندِ خویشتنم

گرم مراد بہ بختی مرادِ خاطرِ تست
نہ بر مرادِ دلِ دردمندِ خویشتنم

نہ صید لایق یارم فغانی از چہ سبب
بدست زور کشد در کمندِ خویشتنم

امشب چراغِ دل بحضورِ تو سوختم
جاوید ماندہ ام کہ بنورِ تو سوختم

مشہورِ شہر گشتی و آتش بمن فتاد
طالع نگر کہ وقتِ ظہورِ تو سوختم

ن لہ ایں سہوست۔

هستم در آتش و تو همان میدهی زبان — ای بی وفا ز وعدهٔ دورِ تو سوختم
گاهی بدردِ دشمن و گاهی بدردِ دوست — عمری چنین بحکم ضرورِ تو سوختم
داری هزار داغ فغانی و زنده‌ٔ
خوش درد وفای جانِ صبورِ تو سوختم

ما باده را بنغمهٔ ناهید خورده ایم — آب از کنارِ چشمهٔ خورشید خورده ایم
شاهانه مجلسی طلب و ساقی که ما — می در شراب خانهٔ جمشید خورده ایم
در مجلسِ حبیب ز دستِ مسیح و خضر — آب بقا و نعمتِ جاوید خورده ایم
مستیم ازان شراب که با محرمانِ باغ — در سایهٔ درختِ گل و بید خورده ایم
دل بسته ایم همچو فغانی بوصلِ یار
از شاخ عمر میوه بامید خورده ایم

ساقی خرابم از طربِ دوش چون کنم — از دستت این شراب دگر نوش چون کنم
گویند آه می کشی و جامه می دری — با این سهی قدانِ قباپوش چون کنم
دور از غمت ز یاد برم زحمتِ خمار — این بزم چون بهشت فراموش چون کنم
صد ره سرم بخوابِ عدم دادی و همان — سوزم که با تو دست در آغوش چون کنم
دانم که هست از تو مرادم خیالِ خام — این آرزو نه ایستد از جوش چون کنم
دل گوید این فسانه مرا اختیار نیست — خود را ز گفتگوی تو خاموش چون کنم
دشنام میدهی که مجو وصل و صبر کن — تلخ است جانِ من سخنت گوش چون کنم
تابِ دلم نماند فغانی و آن حریف
کاکل نمیکشد ز سرِ دوش چون کنم

چندانکه رفته ایم چمن گل ندیده ایم — فیض از گلاب و نکهت از گل ندیده ایم

ن لہ بهشت۔ ن لہ دل را که بسته ایم فغانی بلطفِ یار — از شاخِ عمر میوهٔ جاوید خورده ایم

زاں عاشقاں منم کہ ندانم وفائے گل — من غیرِ نامرادیِ بلبل ندیدہ ام
چندانکہ سوختیم وفائے نگر دو رفت — ترکے بدیں غرور و تجمل ندیدہ ام
بسیار کردہ ام ز پئے نازکاں نگاہ — زینساں میانِ حلقۂ کاکل ندیدہ ام
بردی دلم ز دست و ندانم ترا چہ شد — ہرگز چنیں فریبِ تغافل ندیدہ ام
تا چند بگسلی و بہ پیوندی این چہ خوست — یک عادتِ ترا بہ تسلسل ندیدہ ام
گستاخ چوں کنم دل خودکام را بتو — در دل چو صبر واز تو تحمل ندیدہ ام

فکرے دگر نماند فغانی بباز جاں
عاشق بدیں خیال و تامل ندیدہ ام

بس بینوا از ساقیِ خود دور ماندہ ام[۱] — از سر شراب رفتہ و مخمور ماندہ ام
ہم آب رفتہ از دل و ہم تاب از نظر — دور از چراغِ میکدہ بے نور ماندہ ام
نخلِ مسیح و باغِ خلیل و زلالِ خضر — یک یک ز دست دادہ و مہجور ماندہ ام
در فرقہ ہیچ نیست ز من نا سزا ترے — این ہم عنایتیست کہ مستور ماندہ ام
خلقے بہ ننگ از من و من از حیاتِ خویش — شرمندہ در میانۂ جمہور ماندہ ام
چشمم بروئے شاہد و دل مایلِ فنا — موقوف یک اشارت منظور ماندہ ام
ہر سو تفرج الست دریں غم چو بہشت — تنہا نہ در مشاہدۂ حور ماندہ ام

صد مردہ زندہ کرد فغانی طبیب شہر
من[۲] از دعائے کیست کہ رنجور ماندہ ام

از کوئے تو چوں باد برآشفتم و رفتم — گردے ز دلِ مدعیاں رُفتم و رفتم
چوں بستہ دلم بہ شد از دردِ جدائی — اے گل ز تماشائے تو نشگفتم و رفتم
اے کاش کہ مے مُردم و معلوم نمیشد — ایں دردِ نہانِ تو کہ بہ نہفتم و رفتم

ن[۱] ایم ۔ ن[۲] ما ۔

ایں وعدهٔ یار ست که صد بار شکستی[ن ۱] — یکبار دگر از تو پذیرفتم و رفتم
دار آمده زانکوئے بیاد آرم و سوزم — آں پند بگو خواه که نشنفتم و رفتم

خالی مگذار از سرِ تابوت **فغانی**
اے نخلِ خراماں سخنے گفتم و رفتم

مرا که دل نگذارد که بے تو آب خورم — مراد ہست که در وقتِ گل شراب خورم
بطالع که ندارم چه آرزوست مرا — که روزِ وصل مے از جام آفتاب خورم
بایں ہوس که تو داری ہوائے صحبتِ من — بے نشینم و خونِ دلِ کباب خورم
من از نظاره خراب و دہد رقیب شراب — چو بے محل دہد ایں باده خونِ ناب خورم
ز بے کسی و پریشانی که من دارم — عجب ز خونِ دلِ من مے و کباب خورم

ز دستِ غیر **فغانی** چرا خورم آبے
که تا رود بگلویم ہزار تاب خورم

سحر ز میکده گریاں و دردناک شدم — براهِ دوست فتادم چو اشکِ خاک شدم
چراغِ توبهٔ من شمع روئے ساقی بود — که زد بخرمنم آتش چنانکه پاک شدم
ز راهِ[ن ۲] دخترِ رز بر نخواستم چنداں — که پائمالِ حوادث چو برگِ تاک شدم
ز دلقِ زہد فروشاں نیافتم چیزے — غبارِ دامنِ رنداں جامه چاک شدم

ز بس که ہیچو **فغانی** کشیده ام دمِ گرم
اثر نماند ز من ـ سوختم ہلاک شدم

رفتیم و ہر چه بود بعالم گذاشتیم — دنیا و محنتش ہمه با ہم گذاشتیم
قطعِ نظر ز حاصلِ ده روزهٔ جہاں — ایں منزلِ خراب مسلّم گذاشتیم
چرخِ زمانه چوں نکند ہفتهٔ وفا — دستِ شمار ازیں درمِ کم گذاشتیم

ن ۱ ایں وعده بناچار که صد بار شکستی ـ
ن ۲ ز راهِ دخترِ رز بر چه یافتم چنداں ـ

در غمِ سفید کردہ کشیدیم زیرِ خاک — موئے سفید را کہ بماتم گذاشتیم
گل رنگِ من نداشت گذشتیم از سرش — مے بے تو خوش نبود بماندم گذاشتیم
ما و دلِ شکستۂ چندیں ہزار داغ — جامِ صفا در انجمنِ جم گذاشتیم

رفتیم چو **فغانی** ازیں انجمن (حزیں)
عیشِ جہاں بمردمِ بیغم گذاشتیم

شب آمد ہر کسے را روئے در کاشانۂ یابم — منِ دیوانہ گردم تا کجا ویرانۂ یابم
منم آں ناتواں مورے کہ نتوانم کشید آخر — بصد سرگشتگی از خرمنت گر خوشۂ یابم
شبِ ہجراں کہ آید بر سرم از بہرِ دلسوزی — ہم از گردِ چراغِ خود مگر پروانۂ یابم
دمے کز شوقِ آں لبہائے میگوں گریہ ام آید — لبا لب سازم از خونابہ گر پیمانۂ یابم

فغانی از رقیباں روئے گرداں شد مگر او را
بکوئے دلبرے یا گوشۂ میخانۂ یابم

خوش آنکہ بیخبر از جامِ آرزوئے تو باشم — چو دیدہ باز کنم در طواف کوئے تو باشم
حدیثِ حسنِ تو گویم نشانِ کوئے تو پرسم — زبسکہ گم شدہ از خود بجست جوئے تو باشم
سزائے دیدۂ من نیست دیدن برمہِ رویت — ہمیں بس است کہ در آرزوئے روئے تو باشم
شراب خوردہ و خوی کردہ چوں رسی بگلستاں — سپندِ آتشِ غیرت ز رنگ و بوئے تو باشم
سحر گہی کہ کند زہرہ ساز چنگِ صبوحی — نشستہ منتظرِ رقص و ہائے ہوئے تو باشم

گہے کہ ناز کند خوئے نازکت **بفغانی**
غلامِ نازِ تو گردم۔ اسیرِ خوئے تو باشم

روزِ نوروز ست و دل دردِ تو دارد سوز ہم — وہ کہ میسوزم بدرد و داغت ایں نوروز ہم
بیخودم در نالہ و زاری نہ شب دانم نہ روز — زار مینالم شب از دردِ جدائی روز ہم
باز چوں خوانم دلِ خود را کہ آں مرغِ اسیر — رام شد در حلقہ آں زلفِ دست آموز ہم

ماندہ بودم در جدائی گر نمے شد خضرِ راہ — آں لبِ جاں بخش و رخسارِ جہاں افروز ہم
دور از آں مہ روزم از شب، شب ز روزم تیرہ تر — بختِ روز افزوں ندارم طالعِ فیروز ہم

در دو داغِ عاشقی کردی **فغانی** اختیار
زار مے میر از جفائے گلرخاں مے سوز ہم

دل گشت خون و داد بگریہ سزائے چشم — چشم بلائے دل شد و دل شد بلائے چشم
از چشمِ خویش بے تو بجاں آمدم بیا — چشم از سرم بروں کن و بنشیں بجائے چشم
بیگانہ گشت و باز نیامد بدستِ من — تا شد دلِ رمیدۂ من آشنائے چشم
ہمچو سوادِ دیدہ مرا از فراقِ تو — خاکِ سیہ نشست بماتم سرائے چشم

تا چشم باز کرد **فغانی** بروئے تو
بیچارہ کرد جان و دلِ خود فدائے چشم

گرچہ طورِ رندی و بدنامی از حد مے برم — کافرم گر شمۂ از طورِ خود بد مے برم
ہر زماں سنگِ جفائے بر سفالم میخورد — کوہ کوہِ غم ازیں طاقِ زبرجد مے برم
نیشِ من گردد اگر بر نوش مے بندم امید — نے شود گر دست نزدیکِ طبرزد مے برم
من کہ میخواہم کہ با معشوق مجلس میخورم — سیم و زر سہل است اگر سر نیز باید مے برم
محو باد ہستیم در سایۂ آں آفتاب — کز فروغِ صحبتش عمرِ مخلد مے برم
ہیچکس آگہ نگشت از آتشِ پنہانِ من — میروم زیں خاکداں ایں داغ با خود مے برم
آبِ حیواں در دہاں مے آیدم از عینِ لطف — بر زباں چوں نامِ آں سروِ سہی قد مے برم
گرچہ نو نو درد مے بینم ز زخمِ تیرِ عشق — از علاجش ہر زماں فیضِ مجدد مے برم

از برائے آنکہ ہمت بر غزالے بستہ ام
چوں **فغانی** صد ستم از دستِ ہر دد مے برم

اے غنچۂ تو چشمۂ نوش و نبات ہم — لعلِ لبِ تو آتش و آبحیات ہم

پروانۂ چراغ تو دارد شبِ وصال | نورِ سعادتِ شب قدر و برات هم
تا خاطرت ملال گرفت از حیاتِ من | دلگیرم از حیات خود و کائنات هم
بگذار تا نظارہ باغ رخت کنم | این حسن را چو آمدہ خیز زکات هم

کانِ ملال هست **فغانی** و کوهِ غم
دارد بیادِ لعلِ تو صبر و ثبات هم

دشمن شدی بیک دمه زاری که داشتم | یارب کجا شد این همه یاری که داشتم
چندان نمک زدی که بجانم رساند کار | در سینه این جراحت کاری که داشتم
آخر بخاکساری و افتادگی کشید | آن سرکشی و کینه گذاری که داشتم
هر چند سوختیم دل از حال خود نگشت | شد راست لاف پاک عیاری که داشتم
سر شد نشان تیرِ تو و دام دل هنوز | سودائے آرمید بکاری که داشتم
کارے نکرد در صدف سینۂ گلے | آن گریۂ چو ابر بهاری که داشتم
بعد از هزار طعن و ملامت شدیم خاک | این گل شگفته زان همه خاری[1] که داشتم

آخر به آہ گرم **فغانی** قرار یافت
در گلشن آن نوائے هزاری که داشتم

زخون خوردن نیاسودم شب آنجا ئیکه من بودم | هلاک خویش دیدم در تماشا ئیکه من بودم
خراشی دارم از هر ناله در دل کاش مرگ من | رسیدی همه[2] را آن آشوب و غوغا ئیکه من بودم
گلے هرگز نچیدم زان همه نخل امید آنجا | نہے بیهودہ کارے باد پیما ئیکه من بودم
زبانم نا امیدی داشت ورنه کے زیادِ او | دمے غافل شدم زینگونه شیدا ئیکه من بودم
جگر خونم بشهر از طعنۂ خلق این سزائے آن | که من رنجیدم از جائے[3] بصحرا ئیکه من بودم
فرونِ طعن جنونم این زمان از عشق نادیده | چو عقل و دل رود سر هم بسودا ئیکه من بودم

ن[1] زاری - ن[2] در همه‌ان - ن[3] خارے -

زمرگم روز ہجراں ہر بلائے مژدۂ دارد
رسیدم اے **فغانی** در تمنّائیکہ من بودم

منم و دل پریشاں چہ در طرب کشایم   چو غمت نمے گذارد کہ بخندہ لب کشایم
حذر از شکایت من کہ بود تمام آتش   ز دل گرفتہ آہے کہ بہ نیم شب کشایم
تو میاں دہی و گریہ بمیاں دگر نگنجد   کہ چناں کمر کہ داری من بے ادب کشایم

بغزالی خوشخرامی برسم کہ چوں **فغانی**
قدم رمیدہ از خود برہِ طلب کشایم

ببوئیت صبحدم نالاں بہ گلگشتِ چمن رفتم   نہادم روئے بر روئے گل و از خویشتن رفتم
بگشتِ باغ رفت آں شاخ گل تا پائے پیراہن   منش ہمچوں نسیم از پے ببوئے پیرہن رفتم
دلم ننشست جائے غیر خاکِ آستانِ او   چو آبِ چشم خود چندانکہ در ہر انجمن رفتم
تو اے گل بعد ازیں با ہر کہ میخواہد دلت بنشیں   کہ من چوں لالہ با داغ جفایت زیں چمن رفتم

دلے میبایدو صبری کہ آرد تاب دیدارش
فغانی گر دلے داری تو باش اینجا کہ من رفتم

چنیں کہ پیش نظر صورت نکوئے تو دارم   بہر طرف کہ کنم سجدہ رو بروئے تو دارم
ز خوبی دگرانم چسود چوں من حیراں   نظر بصورت ایشان و دل بسوئے تو دارم
درونِ سوختہ و آہ گرم چہرۂ شمعے   نشانہ ایست کہ از داغ آرزوئے تو دارم

صبا ز بزم تو برگ گلے بسوئے من آرد
درونِ پیرہنش مدّتے ببوئے تو دارم

لب از مے شستہ و ز آب لطافت روئے چوں گل ہم   بخونِ دردمنداں تاب دادہ زلف و کاکل ہم
دروں آ از درم کز پردۂ ہستی روم بیروں   ندارم بے جمالت بیش از صبر و تحمل ہم
تحمل تا بکے تدبیر تا چند اے نکو خواہاں   گذشتہ کار دیار من ز تدبیر و تحمل ہم

بیا ذِ قامت و زلفت دمِ در بوستاں از خود
کشم در دیدہ شاخ ارغوان و جعد سنبل ہم

مرا خود میکشد از ناز چشم فتنہ انگیزت
براں از غمزہ افزوں تا بکے تیغِ تغافل ہم

فغانی بیش ازیں افغاں مکن در گلشنِ کویش
دمے از نالہ کردن مے شود خاموش بلبل ہم

ما سینہ راز جورِ تو غافل شگافتیم
آہے زدیم و آبلۂ دل شگافتیم

لیلیٰ نمے نمود رخ از غایتِ غرور
مجنوں شدیم و دامنِ محمل شگافتیم

زخم آں چناں نشد کہ فراہم شود دگر
ایں دل نہ ہیچو مردم غافل شگافتیم

روزے کند نشانۂ نخلِ حریم دوست
ایں خرقہ کز حرارتِ منزل شگافتیم

یک بخیۂ درست نزد کس بکارِ ما
دلقِ سیاہِ خویش بباطل شگافتیم

الماس ریزہ بود نہ یاقوت آبدار
ہر چند بیشتر جگرِ گل شگافتیم

چوں شد **فغانی** ایں ہمہ زخم نہاں درست
ما نیز سینہ با تو مقابل شگافتیم

عشقم بلائے جاں شد آں لعل آتشیں ہم
تلخست بادہ بر من نیش است انگبیں ہم

بگذار تیغ و بستاں ساغر کہ دور گردی
خصم از کنارِ مجلس چشم بداز کمیں ہم

جاہ و جمال داری با ماہ و مہر بنشیں
بزم آنِ تست بستاں مے نوش گل بچیں ہم

بس نیست آنکہ سوزم از رخنۂ گریباں
صد داغ تازہ دارم از چاکِ آستیں ہم

نقد حیاتم آخر با خاک رہ بدل شد
عمرے بدیں بضاعت بود آسماں زمیں ہم

مے خوردن و جوانی زیبد ترا کہ دانی
آداب مجلس مے کارے میانِ زیں ہم

من خود ز پہلوئے خود کوہِ ملال دارم
بار ست بر سرِ آں اندوہ ہمنشیں ہم

شمشیر عشق دارد آبے کہ بگذراند
کافر ز داغ عصیاں مومن ز دردِ دیں ہم

آں گل بہر پیالہ رنگیں شود **فغانی**
دل بر تپش چو دیدی مے خور دلش بہ بیں ہم

مانخل خرد از بن و پیوند شکستیم چوں تند شد آشوب جنوں بند شکستیم
کارے نشد از پیش بہ ترک مے و ساقی پیمانہ بیارید کہ سوگند شکستیم
رفتیم بدیوانگیِ عشق جواناں ہنگامۂ پیرانِ خردمند شکستیم
تلخی نشنیدیم ہم از ساقیِ مجلس ہر چند کہ پیش اش شکر و قند شکستیم
چشم طمع از فائدہ خلق گرفتیم در کنجِ ملامت دلِ خرسند شکستیم

در بندگیِ خواجہ قدح نوش **فغانی**
کیں توبہ بانعام خداوند شکستیم

ماسر بآب خنجر قصاب شستہ ایم دست از مرادِ خویش بصد آب شستہ ایم
پہلو نہادہ بردم شمشیر آبدار وز دل غبار بستر سنجاب شستہ ایم
کشتی شکستہ وار پریشان و بیقرار دست تہی ز جملہ اسباب شستہ ایم
خونیں قبائے خویش بآتش فگندہ ایم کتانِ خویش را شب مہتاب شستہ ایم
ترسم کہ آفتے رسد ایں کہنہ دلق را کز بہر سجدہ بردن محراب شستہ ایم
انگشت خاک را بلب تشنہ سودہ ایم دست و دہاں ز نقل و مے ناب شستہ ایم
شبہا برائے خاک درِ پاک دامنے تن را بآب دیدہ بایں باب شستہ ایم
گفتار بیخودانۂ ما گریہ آورد دفتر بآب دیدہ بخوناب شستہ ایم

از یاد بردہ ایم **فغانی** غمِ جہاں
زنگارِ دل بصحبت احباب شستہ ایم

تا کے در کنج خلوت گرد بیحاصل خوریم خیز تا ایں سجدہ ہا در سایۂ سروے بریم
صحبت زاہد خوشست اما گلستان دلکشست چند در یک خانہ بنشینیم و در ہم بنگریم
عارفے باید کہ سرِ عشق دریابد تمام فہم ما دورست ازیں معنی کہ رند و ابتریم
ذرہ بر افلاک نوبت ما بخاک افتادہ زار باچنیں مہر و وفا از ذرہ ناقص تریم

درد دل انیست کاں ساعت که محرم تر شدم
تا نگه کردی تو پنداری که بیرون دریم

مجلس عشق است کوته کن فغانی درد سر
این حرارت جائے دیگر بر که ما خود اخگریم

ما رند خراباتی و معشوق پرستیم
بر ما قلمی نیست که دیوانه و مستیم

باید بره سیل فنا خانه کشیدن
اول چو در دیده بروے توبه بستیم

با غصّه بهمراہیِ غم دوش بدوشیم
با فتنه بهم در پس دل دست بدستیم

صد خار بلا از دل دیوانهٔ ما خوست
آں روز که بے ساقیِ گلچهره نشستیم

هر چند که بر ما رقم نیستی افزود
در دائرهٔ عشق همانیم که هستیم

یک تیر فنا چارهٔ دیوانگیِ ماست
شمشیر بیارید که زنجیر گسستیم

امروز نشد دام ره آں طرّه فغانی
دیوانهٔ این سلسله روز الستیم

خوش آں مستی که چوں بر آستانِ او جبیں مالم
گہے خاک درش بوسم گہے رو بر زمیں مالم

دروں پر درد لب بر خنده این حالت بدا ماند
که خونِ دل خورم پنهاں و بر لب انگبیں مالم

مسلمانی تو هم رحمے نما اے تند خو تا کے
رخ از بهر شفاعت بر ره مردانِ دیں مالم

برائے آنکه در دل تازه ماند زخم پیکانش
ز شوق بوئے زلفش بر جراحت مشک چیں مالم

شدم فرسوده از درد و هنوزم این هوس در سر
که دستِ نازک آں گل بگیرم بر جبیں مالم

ز طوفِ کوئے او از پائے بنشستم مگر آندم
که بر پائے سگانش دیدهٔ مردم نشیں مالم

من آں صیدِ گرفتارم که در زلفِ کمندِ او
تصوّر کرده خود را چهره بر فتراک زیں مالم

خیال گوهر لعلت کشم در رشتهٔ فکرت
که بهر روشنی در چشم عقل خورده بیں مالم

خیالست این که میگوید فغانی از سر مستی
که چشم خونفشاں بر دامنِ آں نازنیں مالم

چناں در مجلس مے عشوۂ ساقی کند مستم
کہ بیخود گردم وافتد زحیرت جام از دستم

برآرم سر برآزادی کنوں کز ساغر شوقت
کشیدم جرعہ در دے وا ز قید خودی رستم

نیابم ذرہ بے پرتو مہر تو از ہستی
زعشقت نیستم خالی زمانے ہر کجا ہستم

شبے در خواب میدیدم کہ آں زلف پریشاں را
ز رویت باز میکردم بہ بازی باز مے بستم

زشادی باز کردم چوں فغانی دیدۂ خود را
نظر بر صورت محراب ابروئے تو پیوستم

زرشک ہمدمانش بسکہ جوشد ہر نفس خونم
برانداز از چمن امشب چو شمع کشتہ بیرونم

اگر ہمسایہ با خورشید گردد کوکب بختم
نخواہد بر کنار بزم او رہ داد گردونم

نسیم کوئے لیلے رہ چہ داند جانب گلخن
خوش آں نکہت کہ مے آرد صبا از خاک مجنونم

چنانم در گرفتاری کہ گر حالم کسے پرسد
نمیدانم کہ چونم تا بگویم در غمت چونم

زبان دادے خواہی فغانی مہربانے کو
کہ سازد کاغذ پیراہن از طومار افسونم

دلم صد پارہ و نقش تو در ہر پارۂ دارم
زخاک سینہ بر ہر پارۂ نظارۂ دارم

جگر صد چاک دارم بر جگر ہر پارۂ داغے
اگر زیں چرخ نیلی آرزو را پارۂ دارم

فلک صد بار اگر در آب خاکم تخم غم کارد
برآیم خوش باد من ہمدلے غم کارۂ دارم

جواب نامہ کز خوباں رسید ایں بود عنوانش
کہ من بہر سر سنگے چنیں آوارۂ دارم

ہزاراں چارہ ضائع گشت یک زخم نشد ساکن
کنوں صد درد دیگر بر دلے ہر پارۂ دارم

رہ و رسم پریشانی بہ از من کس نمیداند
کہ دل در حلقۂ زلف پری رخسارۂ دارم

گریباں چاک دست حلقۂ زلف صنم در دست
چنیں معشوق عاشق پیشۂ خوارۂ دارم

چراغ پاسباں کوئے را نام دریں شبہا
کہ صحبت چوں فغانی نامہ عیارۂ دارم

پروانه که رنجد از درد و داغ مردم — باید دگر نگردد گرد چراغ مردم
گل در کنار بخشد بوی مراد آری — بی باک را چه حاصل از گشت باغ مردم
نزدیک شد که عاشق جان مراد گیرد — از دور چند بیند می در ایاغ مردم
چندانکه بیشتر شد سودای من از آن زلف — نگرفت یکسر مو جا در دماغ مردم

غیرت مبر فغانی بر عشرت حریفان
بر هم نمیتوان زد کنج فراغ مردم

دیده را فرش حریم حرمت ساخته ام — مردم دیده طفیل قدمت ساخته ام
ای که از وصل توام غنچهٔ امید شگفت — گل آنست که با خار غمت ساخته ام
تا خطت بر ورق لاله زده مشک رقم — جان فدای خط مشکین رقمت ساخته ام
از تو جمعیتم این بس که دل محزون را — بسته سلسله خم بخمت ساخته ام
ای زبان قلم از وصف رخت شعله نور — دیده روشن ز سواد قلمت ساخته ام

چون فغانی زده بر هستی موهوم قدم
خویش را کشته تیغ ستمت ساخته ام

بیخود شدم ز آمدنت باده چون کشم — کامی از آن عذار و لب ساده چون کشم
جانی که در ریاضت و حاجت تمام سوخت — پیش توای مراد خداداده چون کشم
من عاشقم که باد من عیش خوش حرام — می با شکر لبان پریزاده چون کشم
بر کاکلت صبا نرسد بلکه شانه هم — دل را از آن کلاله بگشاده چون کشم
مردان بپای رخش تو معراج عاشقیست — دست از عنان تو من آزاده چون کشم
نخل مراد از گل مقصود گشته اند — بوی مراد از آن گل آزاده چون کشم
من در خور ملامت و در دم تو باده نوش — جامی که بهر من نشد آماده چون کشم
اکنون که گردنم چو فغانی به بند تست — بار صبوح منت سجاده چون کشم

ردیف النون

مانا کسِ و تو در پے بدگفتن این چنین
تا کے خطائے ما بپذیرفتن این چنین

صد رخنہ کرد در دلِ ما تلخ گفتنت
جا یک نشد کسے بگہر سفتن این چنین

تا چند صلح و جنگ چہ داری بحالِ ما
خندیدن آنچناں و برآشفتن این چنین

مگذار در دلم گرہ اے گل چو آمدی
از چیست شرم کردن و نشگفتن این چنین

گاہے غبار از دلِ ما کم کن اے پسر
کاین خانہ شد خراب ز نارفتن این چنین

بسیار ہم منال فغانی چہ کافریست
با یار مے کشیدن و نہ نہفتن این چنین

مے آفت است و در نظرم پُر فتنے چنیں
میرم بدستِ ساقی رنگیں تنے چنیں

ہر لحظہ بیش سوزم ازاں حسنِ دلفروز
کم بود در چراغِ کسے روغنے چنیں

عاشق ز بوئے پیرہنش مُردہ زندہ شد
یوسف نداشت نگہتِ پیراہنے چنیں

او در پئے شکار و من از پا فتادہ مست
مردن مراست در غمِ صید افگنے چنیں

جا کم بسینہ شد ز غمِ خالِ سبزِ تو
یک دانہ روز ہم نشد از خرمنے چنیں

از بوستانِ دہر نچیدم گلِ مُراد
بس بینوا برون شدم از گلشنے چنیں

در غفلتی ہنوز فغانی سرے بر آر
عمرے بدیں شتاب روی مُردنے[له] چنیں

بہ تہ رسید قدح ساقیا شراب رساں
اگر حریفِ منی آب را بہ آب رساں

چہ حاجت است بشمع و چراغ مے چوں نیست
برون خرامِ صراحی بماہتاب رساں

بحقِ جامِ جم و آبِ خضر اے ساقی
کہ جرعۂ بمن تشنہ خراب رساں

ن له بسر بردنے۔

چو ذرّہ از سرِ این خاکدانِ دول برخیز — کلاہِ گوشہ و عزّت بآفتاب رساں
ثوابِ کعبہ بہ بخشند بے مشقتِ راہ — بیا و دست بدیں حلقۂ رکاب رساں

جنابِ پیرِ مغاں قبلۂ قبولِ دعاست
رخِ نیاز فغانیؔ بدیں جناب رساں

نخلِ تو سرکش و دلِ خود کامِ من ہماں — نازِ تو ہمچناں طمعِ خامِ من ہماں
در جنّتِ وصال ترا روز و شب یکیست — در روزگارِ ہجر سیہ شامِ من ہماں
ہر قطرہ چشمہ شد و ہر چشمہ آبِ خضر — از بادۂ مراد تہی جامِ من ہماں
ہر خوبرو چو شیر و شکر باشرابِ عشق — بدمستیِ حریفِ مے آشامِ من ہماں
ہمسایہ راز پہلوئے من خانہ شد خراب — فریادِ جغد بر طرفِ بامِ من ہماں
من خود ز انفعال شدم در زمیں فرو — خنداں لبش بطعنہ و دشنامِ من ہماں
گردم بگردِ دوست چو پروانہ گردِ شمع — واصل شوم مگر بود آرامِ من ہماں
مردم ز صیدِ خود ہمہ در سایۂ ہمائے — خالی ز شاہراہِ پری دامِ من ہماں

بردم نشانِ خویش فغانیؔ ز ننگِ عیب[1]
بر ہر زباں رود بہ بدی نامِ من ہماں

بیا بہ سیر و بکنعانیاں سلام رساں — ز بزمِ وصل بہ بیت الحزن پیام رساں
بہ آب دیدۂ اختر شمارِ من یارب — کہ آفتابِ مرا برکنارِ بام رساں
غریب و بے پر و بال آمدم بہ وادیِ عشق — بحقِ کعبہ کہ خضرے بدیں مقام رساں
دریں جہاں دو سہ روزم بحالِ خویش گذار — ز ہمہ ہزار یکے لئے فلک بکام رساں
کریمِ مجلسِ ما سلسبیل مے بخشد — قدم ز دور بنہ و خود را بیکدو جام رساں
رواں رواں بقدح ریز مے کہ مخمورم — بگشتِ تشنۂ ما آبِ مے بجام رساں

---

[1] ننگ و عیب۔

چہ ننگ نام فغانیؔ در آب کوچۂ عشق
زگریہ سیل بہ بنیادِ ننگ نام رساں

بمن ہر کس کہ یکدم یار شد آخر رمید از من   کہ جز درد و بلائے عاشقی چیزے ندید از من
زبس خواری کہ امشب دور از و با خویشتن کردم   بمن ہر کس کہ روزے داشت یاری دل برید از من
بزعمِ من کشد بر دیگراں شمشیر و مے ترسم   کہ در روزِ جزا خواہند خونِ صد شہید از من
بخونِ دل نہالے در کنارِ خویش پروردم   چو وقت آمد کز و یک گل بچینم سر کشید از من
بخواری مُردم و یکرہ نگفت آں غنچۂ خودرو   کہ بر دایں بینوا صد حسرت و برگے نچید از من
بود ہر پارہ ام روزِ سیاست دُشمنِ جانی   کہ از عشق و جنوں بر ہر دلے دردے رسید از من

بماندم چوں فغانیؔ دور از و از طعنِ بدگویاں
اجل گو[1] تا کند کوتاہ ایں گفت و شنید از من

اگر یاد آرمش یکدم کہ از دل غم برد بیروں   غمے آید کہ باز م بیخود از عالم برد بیروں
بود از مردنم دشوار تر دلسوزی[2] اے ہمدم   چہ باشد گر ز بالینِ من ایں ماتم برد بیروں
خراشِ سینہ افزوں میکند نازِ طبیبا نم   خوشا بیہوشیِ کز دل غمِ مرہم برد بیروں
ہم از نظارہ اش آخر بہ بیدادی شوم کشتہ   کسے جاں از بلائے عشق بازی کم برد بیروں
چناں بیصبرم از رویش کہ گر تیغم زند بر سر   نخواہم کز برِ من محرمش یکدم برد بیروں

چنیں قہرے کہ دارد از فغانیؔ ایں ستم پیشہ
عجب کز مجلسش یکرہ دلِ خرّم برد بیروں

ریخت شگوفہ و مرا گریہ برائے او ہماں   غنچہ شگفت و در دلم خارِ جفائے او ہماں
ہر طرف از چمن گلے خواست[3] نوائے بلبلے   در دلِ خاکسارِ ما تخمِ وفائے او ہماں
دل چو بحیلہ و فسوں باز نماند از جنوں   قطع نظر ز دیدنش ہست دوائے او ہماں

ن[1] گو - ن[2] دلسوزیِ مردم - ن[3] خاست برائے -

جاں بلب رسیدہ را آئینہ گشت تیغ او		بود بمنزل عدم راہنمائے او ہماں

شد ز نظارۂ رخت ہوشِ **فغانی** اے صنم
ہست بطاقِ ابرویت دستِ دعائے او ہماں

فصلِ خزاں گذشت و رخِ زردِ من ہماں		بلبل زنالہ ماند و دم سردِ من ہماں
رنگ از رخ چمن شد و برگِ درخت ریخت		ویں داغ کہنہ بر دلِ پر دردِ من ہماں
گشتم غبار و رفتم ازیں خاکداں بروں		باشد براہِ او اثرِ گردِ من ہماں
نتواں بصد چراغ دلے در زمانہ یافت		بر اوج دلبرے مہ شبگردِ من ہماں

نقدِ مرادِ خویش **فغانی** نیافتم
ماندست با فلک بعقب نردِ من ہماں

تا کے شود نقاب رخ بت لباسِ من		آتش زنید بہرِ خدا در پلاسِ من
ایں غیرتم کشد کہ چرا با چنیں جمال		شکرے نگوید از تو دلِ ناسپاسِ من
با آنکہ یکزماں ز برابر نہے روی		گرید ہنوز دیدۂ حق ناشناسِ من
نتواں رخ تو دید و نہ بویت تواں شنید		دیگر برائے چیست ندانم حواسِ من
صد بار تیغ قہر کشیدی و ہمچناں		مے آید از پئے تو دلِ بے ہراسِ من
خونابہ تا بکے خورم اے عشق بے زوال		من بیخبر شدم تو نگہدار پاسِ من

ہر لحظہ مستی دگرم میرسد ز عشق
ایں بادہ کم مباد **فغانی** ز طاسِ من

مرو اے ہمنشیں بیروں نگہ در آتشِ من کن		چراغِ گلخن از داغِ منِ دیوانہ روشن کن
بروں آ سروِ من امشب چراغِ حسن بر کردہ		فضائے کوئے خود بر عاشقاں وادیٔ ایمن کن
دلے دارم مثالِ آینہ اے طوطیٔ قدسی		بیا چوں صورت خود یکزماں آنجا نشیمن کن
فگندم خار خار در دل از نظارۂ ہر گل		منِ دیوانہ را بے او کہ گفت آہنگِ گلشن کن

تو بارے اے کہ رہ داری بگردِ کعبۂ رویش
دعائے در حق کارِ منِ آلودہ دامن کن

بشامِ غم مبدل گشت روزِ کوتہِ عمرم
فغانیؔ گر نمیدانی نگاہے سوئے روزن کن

ہمچو مجنوں در بیابانم وطن خواہد شدن
گرد بر گردم ز مرغاں انجمن خواہد شدن

گر چنیں بر حالِ من خواہد نظر کردن ہمائے
استخوانم طعمۂ زاغ و زغن خواہد شدن

آہِ پنہانم مرا آئینۂ دل تیرہ ساخت
ایں سیاہی کے ز روئے داغِ من خواہد شدن

بہرِ شیریں گر کند صد بار خسرو جاں فدا
خطبۂ عشقش بنامِ کوہکن خواہد شدن

من نمیگویم سخن باید کہ خود رحم آورد
ورنہ آخر درمیانِ ما سخن خواہد شدن

مست و شیدا شد فغانیؔ از تمنائے گلے
چند گاہے ہمدمِ مُرغِ چمن خواہد شدن

جمال و جاہ داری ہر چہ خواہی میتواں کردن
بدیں حسن و جوانی پادشاہی میتواں کردن

ز ماہی تا بمہ دارد صفا آئینۂ رویت
بدیں رو جلوہ از مہ تا بماہی میتواں کردن

کلہ کج کردہ تا کے بگذری و سنگری بر ما
خدارا با کہ چندیں کجکلاہی میتواں کردن

بدیں خط کز بیاضِ آفتاب آوردہ بیروں
کرشمہ بر سفیدی و سیاہی میتواں کردن

تمنا گرچہ آخر زرد روئی بار مے آرد
برائے لالہ روئے چہرہ کاہی میتواں کردن

دریں محفل کہ ہر ساغر بود طوفانِ صد توبہ
کجا دعوئے زہد و بیگناہی میتواں کردن

چراغ حسنت از نورِ الٰہی شد چناں روشن
کز آں نظارہ حسنِ الٰہی میتواں کردن

فغانیؔ گر غبارے در دلت ہست از غمِ دوراں
بیک جامِ لبالب عذر خواہی میتواں کردن

چہ باشد عاشقِ خود را بغمہا مبتلا کردن
بصد خونِ جگر بیگانہ را آشنا کردن

چہ حاصل زیں ہمہ افسانۂ مہر و وفا یا رب
کہ نتواں در دلِ بے مہرِ او یک ذرہ جا کردن

زگرد راهِ خوباں مے فشاندم دامن تقویٰ — چه دانستم که خواهم روزے آنرا توتیا کردن

اگر صد سال رفتم چوں گدایاں بر سرِ راهش — همان دشنام خواهد گفت من خواهم دعا کردن

من و دردے بروئے درد - و داغے بر سرِ داغے — که بیدردی بود در عشق تدبیرِ دوا کردن

بجائے قطرهٔ گوهر در کنارم ریخته دیده — اگر ممکن شدے در گریه تغییرِ قضا کردن

فغانی کمترین یاریست در عشقِ نکورویاں
جفا از بیوفایاں دیدن و نامش وفا کردن

هر دم از بزمِ طرب آں دلنواز آید بروں — چوں مرا بیند رود از ناز و باز آید بروں

چوں بروں آید بقصدِ کشتنم آں سروِ ناز — جاں باستقبالِ او با صد نیاز آید بروں

خوش دلم از سنگِ بیدادش که لطف و رحمت است — هر چه از چنگِ بتانِ عشوه ساز آید بروں

عمر کوتاه است و راهِ وادیِ هجراں دراز — جاں کجا زیں وادیِ دور و دراز آید بروں

نیک بشنو گویم از دردِ نهاں دارد خبر — ناله کو از دروں اهلِ راز آید بروں

بگذرانید از سرِ آں کوئے تابوتِ مرا — تا بتقریبے مگر آں سروِ ناز آید بروں

از دلِ گرمِ فغانی بیتواے چشم و چراغ
تا دمے با قلیست آهے جانگداز آید بروں

شبے اے مهرِ مهرویاں گذر بر منزلِ من کن — بچشمِ مرحمت یکره نگاهے بر دلِ من کن

شدم بسمل زشوقِ لعلِ جاں بخش تو بسم الله — مسیحِ من دمے در کارِ جانِ بسملِ من کن

بمحرابِ دو ابرویت دعائے من همین باشد — که یارب آنچناں یکشب چراغِ محفلِ من کن

نگارا مشکلِ عشق از جهاں بار سفر بستم — خدارا چارهٔ در کار و بارِ مشکلِ من کن

بهر گامے که مانم در رهت صد گام پیش آید — بیا نظارهٔ اقبال و بختِ مقبلِ من کن

ز آبِ دیده چوں خاکِ وجودم گل شود بارے — فروغِ حسنت اے گل همرهِ آب و گلِ من کن

ز تابوتِ فغانی مے رود فریاد بر گردوں — بیا اے سروِ میلے بر صدائے محملِ من کن

منم و دو چشمِ روشن زرخِ تو باز کردن
زنعیمِ ہر دو عالم در دل فراز کردن

مده ام مئے بہشتی زالست قصّہ کوتہ
بخیالِ کعبہ تا کے سرِ خود دراز کردن

قدمے بدیده ام نہ کہ بود نشانِ دولت
بسرِ نیاز منداں گذرِ بناز کردن

چو تو صبح شام خوانی زحریمِ وصل ما را
چہ ضرورتست ازیں در سفرِ حجاز کردن

تو گلی و من ہبوییت چو نسیمِ صبحگاہی
بچہ رو توانم اے گل زتو احتراز کردن

چہ عنایتے است یارب زپئے ہزار غمزہ
گرہے زطاقِ ابرو بکرشمہ باز کردن

بہ نعیمِ ہر دو عالم نکند بدل **فغانی**
نظرے بناز نینے زسرِ نیاز کردن

بہ من چند یارِ ارجمنداں میتواں بودن
دمے ہم بر مرادِ دردمنداں میتواں بودن

برئے بلبلے گر بشگفد گل میکند کارے
چہ شد بارے بہ ایں دیوانہ خنداں میتواں بودن

زمحبوبانِ سیم اندام خوب آید زباں نرمی
وگرنہ خود بدل سختی چو سنداں میتواں بودن

پسندِ خاطرِ خوبے نگشتم گرچہ جاں دادم
عجب گر باچنیں مشکل پسنداں میتواں بودن

چہ جائے ترکِ عقل و ہوش اگر اینست عنائی
فدائے راہِ ایں بالا بلنداں میتواں بودن

شرابے گر نمے بخشی بگفتِ تلخ خرسندم
نہ ہر وقتے حریفِ آب دنداں میتواں بودن

مصاحب نیستی بگذر **فغانی** از مے و مجلس
برونِ در طفیلِ دردمنداں میتواں بودن

رخ برفروز از مے و گلگشت باغ کن
ہر دل کہ سوزِ عشق درو نیست داغ کن

اکنوں کہ خاست نغمۂ بلبل زشاخِ گل
در جامِ لالہ گوں مے چوں چشمِ زاغ کن

ازجامِ لالہ مستم و زبوئے گل خراب
باور نمے کنی سخنم گشتِ باغ کن

اے آنکہ سنگ مے فگنی بر سبوئے ما
بستاں پیالہ را و علاجِ دماغ کن

دود چراغ مدرسہ تا چند اے فقیہ
جامے بنوش و چہرہ چو نورِ چراغ کن

آں گوہر یقیں کہ زہر دیدہ غائب است　　شاید کہ در کنارِ تو باشد سراغ کن

تا در چمن گلیست **فغانی** مرو بروں

چوں گل نماند روئے بکنج فراغ کن

اے چراغِ دل مرو در بزم مردم جا مکن　　گر ہمہ چشم منست آنجا دمے ماوا مکن

مردمے چشمی مشو غائب ز دیدہ اے پری　　در خیال خود مرا دیوانہ و شیدا مکن

روئے خود بر وا منت سود م خطائے من بہوش　　گر بدی کردم برو آزادِ من بیدا مکن

دامن از دستم مکش امروز از فردا بترس　　داد مظلومے بدہ امروز را فردا مکن

حال دل چوں گویمت مشغولِ ناز خود مشو　　بشنو از من خویش را یکبارہ بے پروا مکن

من سگ کویت مرا منشاں برابر با رقیب　　درمیانِ مردم زیں بیشتر رسوا مکن

عشق مے بازی **فغانی** با بلائے دل بساز

یا ہوائے وصلِ خوباں سہی بالا مکن

شود صد سوز پنہاں ہر دم از داغِ دلم روشن　　کہ شد داغِ دلم آئینہ گیتی نمائے من

روم از دست چوں مجنوں نہم سر در بیاباں ہا　　اگر نہ غیرتِ عشقِ تو ہر دم گیر دم دامن

ہوائے آں گلم سوئے گلستاں مے کشد ورنہ　　منِ دیوانہ را یکساں نماید گلخن و گلشن

نہالے کز سرشکِ آتشینم پرورش یابد　　بر آرد آتش آخر چوں درخت وادیٔ ایمن

فغانی از کجا و جرعۂ وصلت ہمینش بس

کہ در ہجرت خورد خونابہ تا جانش بود در تن

گردم بہوا رفت چہ گلگوں فرس است ایں　　خوں میکند دمے رود آیا چہ کس است ایں

بر دیدۂ ما منتظراں گرم کنی رخش　　آہستہ رو اے ترک نہ رہ دار رس است ایں

ہر صبح فروزاں تری از آہ اسیراں　　بر خور کہ ہنوز از دلِ ما یک نفس است ایں

نالاں دلِ من نغمہ داؤد نداند　　آزاد کنیدش کہ نہ مرغ قفس است ایں

بر جام مرادِ دگران چشم چه داری   همت طلب اے دل همه را دست رس است این

هر مرغ گلے دید درین باغ و بهارے   ماییم و خزان کز دگران باز بست این

در خرمنِ خود بهر گلے در زدی آتش

مے سوز چه تدبیر **فغانی** هوس است این

چو آئی اے سرشک از دیده تر رو بصحرا کن   برائے لاله رویان برگِ سبزے چند پیدا کن

قبائے نیلگوں پوشیده چوں سوئے چمن آئی   نشین و سوسنِ آزاده را بند قبا وا کن

زهر جانب بود در جلوه آں شاخ گل نرگس   چه در حیرت فرو رفتی زمانے چشم بالا کن

نظر دارند سوئے عاشقاں چشمانِ خونریزش   دلا دریائے رحمت باز شد خیز و تماشا کن

چو اوراق شگوفه در چمنها یاد بکشاید

فغانی گفت و گوئے دلبرانِ ماه سیما کن

لاله رنگ آمیز و گل مشکیں نفس خواهش شدن   بلبلاں را دیدن بستاں هوس خواهد شدن

نازِ بالا کن که بے منت طفیل راهِ تست   آنقدر روحے که مارا دست رس خواهد شدن

بر نمیداریم دست از دامنش گر خوں رود   ایں چنیں شوقے نه پنداری که بس خواهد شدن

گر چنیں منیخواره وا و باش خواهی زیستن   عاشقاں را خانه تاراجِ عسس خواهد شدن

با من ناکس نشستی سوختم ایں بر و هد   هر کجا آتش حریف خار و خس خواهد شدن

ایں همه ناز و سرافرازی که دارد نخلِ تو   میوه اش کے روزیِ رندانِ کس خواهد شدن

از پے آبحیات آمد **فغانی** سوئے تو

همچناں لب تشنه اما باز پس خواهد شدن

مجو اے دل طبیب از بهر ترتیب دماغ من   مگر آگه نهٔ شبهائے هجر از درد داغ من

دلم کز داغ هجران شد سیه نظاره وصلش   که هرگز سوئے گلشن ره نخواهد برد زاغ من

بداغ بیکسی زانساں گرفتارم که گر سوزم   نگردد هیچ گه پروانه هم گرد چراغ من

که جوید از منِ سرگشته پے در وادئ ہجراں مگر زاغ از ہوائے استخواں یابد سراغ من

شود ہچوں **فغانیؔ** زہرہ ام از بیم ہجراں آب
کہ زہر تلخ کامی کرد دوراں در ایاغ من

تا کے دل از ہوا شنود بوئے پیرہن پیش آئے کز قبا شنود بوئے پیرہن
شبہا در آ بخلوتِ عاشق کہ ہچو شمع میرد کہ از صبا شنود بوئے پیرہن
بگذار اے بہار جوانی زکاتِ حسن کیں پیر مبتلا شنود بوئے پیرہن
دامن کشاں گذشتی و بیرخاست رستخیز یوسف کجاست تا شنود بوئے پیرہن
پیغام آشنا بدلِ آشنا رسید بیگانہ از کجا شنود بوئے پیرہن
خوش آں دل و دماغ کہ از چند روزہ راہ از غایتِ صفا شنود بوئے پیرہن

در وادیِ فراق **فغانیؔ** زعینِ قبر
از ہر گل و گیا شنود بوئے پیرہن

بوئے درد از گلشن افلاک مے آید بروں لالہ دلسوز و گل آتشناک مے آید بروں
من با امیدِ گہر ایں قطرہ مے ریزم زچشم کو رہئ بختم ہمہ خاشاک مے آید بروں
کشتۂ تیغ محبت را بجائے برگ سبز بستر الماس و لعل از خاک مے آید بروں
کشتۂ آں شاہِ خوبانم کہ بہر صیدِ دل سرکش و عاشق کش و بیباک مے آید بروں
روز صیدش آہو از چین و کبوتر از حرم بر ہوائے حلقۂ فتراک مے آید بروں
جملہ خوباں فتنہ جویانند آں سلطانِ من اینچنیں عاشق کش و بیباک مے آید بروں
کس نیارد خرقۂ تقوی بروں از جرم عشق یوسف از آنجا گریباں چاک مے آید بروں

گرچہ در آلودگی نقد **فغانیؔ** صرف شد
چوں دلش پاک است زر آتش پاک مے آید بروں

کند بیداد چوں گویم کہ رحمے کن چہ کار است ایں کشد خنجر کہ نخل دوستی را برگ و بار است ایں

بگلگشت آمدی در خون مشتاقاں بران گلگوں — عنان را باز کش یکدم بمیدان شکار ست این
پے کبک خراماں تو یکے پر آزدہ شاہیں — چہ وقت قتل خونریز ست سیر لالہ زار ست این
مشو درہم گرت از دیر دیدن بر کشم آہے — خلاف وعدہ میدانی مہ من انتظار ست این
نماند از مستیت بر گوشۂ سجادہ یکسر ہم — جہانے ساختی کافر عجب خواب و خمار ست این

دلے دارد فغانی داغِ چندیں ماہ روبروے
بنازش و ارہاں کز نازنیناں یادگار ست این

ساقی در آتشم نظرے در ایاغ کن — یعنی بیار مرہم و درمانِ داغ کن
کشتی روانہ ساز کہ باد مراد خواست — آخر دلیل شد طلب شب چراغ کن
آں گوہرِ مراد کہ از دیدہ غائب است — شاید کہ در کنارِ تو باشد سراغ کن
مردم در انتظار و ہمائے نشد شکار — اے چرخ استخوانِ مرا پیش زاغ کن

در بزم عیش نیست فغانی دگر قرار
مے زود گیر و رو بکنج فراغ کن

شگفت لالہ تو ہم عطر در شراب فشاں — بجام ریز مے لعل و گل در آب فشاں
نسیم گو ورقِ گل باہل مجلس ریز — تو گرد دامنِ خود بر منِ خراب فشاں
ترا کہ دولتِ بیدار داد جام مراد — بنوش و جرعہ بآلودگانِ خواب فشاں
دہن بشو و طبرزد بر استخوانم ریز — سخن بگوئے و نمک بر دلِ کباب فشاں
بسوز غالیہ و مشکِ تر بر آتش ریز — بخواہ ساغر و بر برگِ گل گلاب فشاں
بہ بزم وصل چو روشن کنی چراغ صبوح — بخند چوں گل و دامن بآفتاب فشاں

مکدر ست فغانی سفینۂ دل تو
بے غبار کدورت ازیں کتاب فشاں

چو در کوئے تو شب ظلمت شود از دود آہ من — بود ہر شمع سبز از بزم عیشت خضر راہِ من

زتقریب قبائے آلت آں مقدارمے سوزم　　که آتش میرود بالاز گرد خوابگاهِ من
نماند از هستیم یکذره بر جان و ہماں باقی　　ہوائے جاں گذار د آرزوئے عمر کاهِ من
نبیند عشق پیری و جوانی منع دل تاکے　　تمنّائے جواں بنگر مبیں در سال و ماهِ من
سر خود کرده رفتند از میان گردنکشاں بیروں　　چو شد در خانهٔ زیں رہت ترک کجکلاهِ من
زما گفتی جدا چوں زنده میمانی گناه ہست ایں　　تو رخ بنما اگر مانم بجا باشد گناهِ من
اگر یکبار ه بر فتراک پر چین تو رو مالم　　زند بر گلشن چیں خنده روئے ہمچو کاهِ من

فغانی کشتهٔ یکدیدن و تو غافل از حالش
نگاہے جانب مسکین خود کن بادشاهِ من

عمر گذشت ہمچناں عشق بلائے جانِ من　　پیر نشد بہیچ رو آرزوئے جوانِ من
پختہ دلم بسوختم چند فرو خورم فغاں　　داغِ دلست و سوزِ جاں آبلهٔ نهانِ من
روئے تو در برابرم خواہشِ جاں نہ ہے خطا　　پیشِ که میکنم سخن داغِ سرِ زبانِ من
فرِ ہمائے تو چناں گرم گرفته ہستیم　　کز مژہا بروں چکد روغنِ استخوانِ من
یک سخن و ہزار جاں گرم گرفته یک نظر　　باش دریں معامله سوز د زبانِ زبانِ من
مهرِ سفینهٔ دلم داغ تو گشت و زیں شرف　　دست بدست میرود تحفه دل نشانِ من

تا نکنم سخن که چوں سوخت **فغانی** از غمت
آبلہائے آتشیں مهرِ لب و دہانِ من

بظلم چند تواں از خدا نترسیدن　　خطا نمودن و ہیچ از خطا نترسیدن
چه مردمیست گرفته بہانه بر مردم　　قصاص کردن و از ناسزا نترسیدن
بکیشِ اہلِ مروت بود خطائے عظیم　　چو کافرانِ خطا از خطا نترسیدن
سمند جور بہر سوئے تاختن بے پاے　　ز جان و دل که رود زیر پا نترسیدن
بآں بلند کماں گو جفا که نیست ہنر　　ز دست کوته و تیرِ دُعا نترسیدن

بخون خلق خدا چند آستیں افشاں | زقطرہ کہ چکد بر قبا نترسیدن

نہ زیر کیست **فغانی** حریفِ بدخورا
ادیب جور شدن وز جفا نترسیدن

تا کے ہوس ساغرِ مے فاش گرفتن | بے غم شدن و شیوۂ اوباش گرفتن
از شاہ وشاں در ادب عشق بدیع است | راہ روش مردم قلاش گرفتن
مشغولی وعاقل کہ چو گل بشگفد آخر | ساغر برخ شاہد جماش گرفتن
فریاد کہ سیری نبود طبع جواں را | چوں خون کساں آب ازاں آش گرفتن

گر از رہ دل کوہ رسد پیشِ **فغانی**
باید نظر دانۂ خشخاش گرفتن

چرا عاشق رود جائے کہ بیروں بایدش کردن | برائے عیش بیدرداں جگر خوں بایدش کردن
کسے کو مست عاشق پا نہد در خانہ گردوں | تحمل با ہمہ بیداد گردوں بایدش کردن
بطبع آتشیں رویاں جماد است آدمی بے عشق | وگر عاشق بود گویند مجنوں بایدش کردن
زشیریناں کسے کو کام خواہد با ہوا داری | زفرہاد و ز مجنوں کار افزوں بایدش کردن
وفائے داشتم از دلستاں زانہم پشیماں شد | نمیکرد آسماں بیداد اکنوں بایدش کردن

فغانی چوں کشد بیداد نقشے از پری روئے
دریں صورت نظر در صنع بیچوں بایدش کردن

طفیل بازی گلگوں نگاہے کن بحالِ من | تغافل کردہ تا کے بگذری بر اشکِ آلِ من
بنازم دامن از چنگ اجل در چید در کویت | کہ در رقص جنوں بس جان و دل شد پائمالِ من
سرے بر ہیچ زانو نیست کز تو پریشاں نیست | شکارِ شیر مرداں کردہ مشکیں غزالِ من
کمالِ من ہمیں باشد کہ گردم کشتہ در عشقت | اگر جانے زیاں افتد چہ نقصاں بر کمالِ من
تامل خوشتر اما چوں خطائے شد تغافل بہ | پشیمانی ندارد ہیچ سودے بے ملالِ من

ترا خود نیست از سوزِ **فغانی** ہیچ فکر اما
نمے باید چنیں سہاں آفتابِ بے زوالِ من

زہے شمع جمالت مجلس افروزِ وصالِ من
بدیدارِ تو نورانی شبستانِ خیالِ من

بریں نظارہ ام بیخود براقِ شوق مے آرد
بر ایوانِ تو محکم گشت معراجِ خیالِ من

کمال افزود تعلیم خیالت عشق پا کم را
الٰہی بر کمال خود رسی صاحب جمالِ من

بہر ناصح کہ از خُلق کریمت شمۂ گفتم
بہ تحسیں ہائے آید بروں از انفعالِ من

ز عشق تند خویاں داشتم پرہیز وزیں غافل
کہ دوراں ایں سفال تلخ ریز و در سفالِ من

عنانِ دل بدست عشق و در سر میل آسائش
زہے اندیشہ باطل زہے فکرِ محالِ من

دریں ایواں کہ ماہِ چہاردہ ماند ز نظارہ
مجالِ سر بلنداں نیست چوں باشد مجالِ من

فغانی در غزل مجموعۂ رویت شگوں گیرد
بنازش دفتر دل کن کہ شد فرخندہ فالِ من

روز از روز زبوں تر کند م گردوں ہیں
بختِ فیروز نگر طالع روز افزوں ہیں

در رہِ نیشترِ خاست ز ہر قطرۂ اشک
اثرِ دیدۂ گریاں و دلِ پُر خوں ہیں

ایکہ از لیلےٰ گم گشتہ نشاں مے طلبی
قدمے پیش بنہ و بادیۂ مجنوں ہیں

ہر کجا سبزہ خطے ہست تماشا آنجاست
نقشِ چیں دل بر باید قلمِ بیچوں ہیں

آبحیواں نبرد رنگ ز آئینۂ دل
نوش کن بادۂ رنگیں و رخ گلگوں ہیں

دستِ کوتہ نہ نگر نکتۂ سنجیدۂ شلو
جامۂ پارہ چہ بینی سخنِ موزوں ہیں

خیز و ہمراہِ **فغانی** بدر میکدہ آے
تشنۂ چند جگر سوختہ در جیحوں ہیں

اے ز جاں شیریں تر۔ آغازِ ترشروئی مکن
با چنیں روئے نکو بنیاد بد خوئی مکن

ما بآب دیدۂ خونِ دلت پروردہ ایم
سرکش اے شاخ گل از ما خود روئی مکن

بار ها گفتی ولت را از جدائی چوں کنم — جانِ من این را مگو۔ بارے چو میگوئی مکن
چوں نمے خواہی دلم را کز جفا آزردہ — سروِ من جائے دگر اظہار دلجوئی مکن
یارب ار آزردگی ہرگز نہ بیند روزِ نیک — آنکہ میگوید کہ با عشاق نیکوئی مکن

در نمیگیرد فغانی با سیہ چشمہ فسوں
پیشِ ایں شوخانِ سحر انگیز جادوئی مکن

ردیف الواؤ

منت کہ باز شد گرہے از جبینِ تو — حرفے شنیدم از لبِ چوں انگبینِ تو
از یک اشارہ میکشی و زندہ مے کنی — صد آفریں بغمزۂ سحر آفرینِ تو
اے باغباں کہ نخلِ گلت برمراد باش — از دور چند غصہ خورد خوشہ چینِ تو
مے خور بہر کرشمہ کہ دانی ترا چہ غم — شکرِ خدا کہ نیست کسے در کمینِ تو
با ہر کہ دم زدی سخنت[۱] زود در گرفت — آہ اے شکر لب از نفسِ آتشینِ تو
شاہاں نہادہ پیشِ لبت مہر بر دہاں — زیں اسمِ اعظمے کہ بود در نگینِ تو

آہے زدی چنانکہ فغانی ہلاک شد
فریاد از دلِ تو و آہِ حزینِ تو

نہ بیند از حیا ہرگز کسے دامانِ پاکِ او — نشانِ[۲] دامنِ پاکست چشمِ شرمناکِ او
نقش در پیرہن بیند و رخسارش در آئینہ — ہمیں باشد صفائے عاشقانِ سینہ چاکِ او
رقیبِ تیرہ پندارد کہ دارد پیشِ او قدرے — نمیداند کہ آں[۳] بیگانہ مے خواہد ہلاکِ او
دلم تنگست بگذاری معلم تا سخن گوید — کہ بر دارد غبارے از دلم تقریرِ پاکِ او
ہلاکِ آں لبم تا کے دہد ساقی مے تلخم — نہ آبِ زندگانی میرود در خونِ[۴] پاکِ او

ن[۱] سخنت زود۔ ن[۲] گواہ۔ ن[۳] بدخوئی۔ ن[۴] خونِ تاکِ او۔

رسید آں نازکی از گردِ رہِ من تشنہ رویش — کراز ہرہ کہ آں سو بنگرد از ترس و باکِ او

فغانیؔ روے متاب از گرد آں پائے گرد ہد خاکت
کہ از آبِ حیاتِ دیگراں کم نیست خاکِ او

داری بر قلیباں سر یاری عجب از تو — بر زاریِ ما رحم نداری عجب از تو
ما را کہ بیک چشم زدن کار تواں ساخت — پیشِ نظرِ خود نگزاری عجب از تو
مے خوردنِ فاشت ہمہ او او بطوں فا — تو شیفتۂ خواب و خماری عجب از تو
افگندہ عناں و شدہ بے باک بہ یکبار — آموختہ با خونِ شکاری عجب از تو
از تربتِ ما حر گیا رست و تو ونجو — یکذرہ بدل مہر نداری عجب از تو
دانی کہ غنیماں چہ غیور اند نجو نم — دل بر طرفِ من نہ گماری عجب از تو

چوں کشتۂ تو شد خشک **فغانیؔ** مخور اندوہ
گریاں چہ ہوا خواہِ بہاری عجب از تو

دارم دلے ہوائے یکے خوبرو درو — یکقطرہ خونِ گرم و ہزار آرزو درو
آئینہ ایست دائرہ خطِ سبزِ تو — کز غایتِ صفا تواں دید رو درو
نقاشِ حسن[له] شکلِ میان و دہانِ تو — پرداخت آں چنانکہ نگنجید موئے درو
بستم درِ دل از جہتِ آنکہ جائے تست — تا غیر رو نیاورد از ہیچ سوئے درو
در شمع آفتاب زند خندہ از طرب — ہر دل کہ یافت پرتوِ روئے نکو درو

بزمیکہ خفتہ اند حریفاں بخوابِ خوش
خاموش بہ **فغانیؔ** افسانہ گو درو

اے مستِ ناز از دلِ ما بے خبر مشو — نا آزمودہ منکرِ اہلِ نظر مشو
ساغر ز دستِ خود بکفِ بیغماں منہ — در قصدِ جانِ عاشقِ خونیں جگر مشو
در کارِ ما اگر نکنی زہر چشم کم — بلائے بروے غیر چو شہد و شکر مشو

[له] ن لہ چین۔

با مدعی بگو کہ در کارِ عاشقاں   گر زانکہ نیک مے نشوی زیں بتر مشو
سرخوش چو در خرابۂ احباب آمدی   بنشیں دمے واز سخن ما بدر مشو
شب زندہ دار و روز دلا بگذراں بغم   گر عاشقی، فریفتۂ خواب و خور مشو
بر روئے گل رخاں درِ دل باز کردۂ
بنشیں بہ آبِ دیدہ فغانی و تر مشو

ہرگز نیافت برگِ گلے عندلیبِ تو   اے غنچۂ شگفتہ فغاں از رقیبِ تو
شرم و ادب ز غمزۂ نازت بلا گرفت   وز تندیِ رقیب و عتابِ ادیبِ تو
تو شادماں ز حسن و من از عشق داغ داغ   آتش قرینِ من شد و گلشن نصیبِ تو
محبوبِ عالمے شدہ داغ بہرِ چیست   خو و کلیست اے چراغِ محباں حبیبِ تو
شوقم یکے ہزار شد از بوئے دلکشت   بس داغِ آرزو کہ کند تازہ طیبِ تو
اے کارِ خلقِ شہر بوصلت درست و راست   تا کے شکستہ حال بماند غریبِ تو
مے آید از علاجِ دلت بوئے زندگی
دارد دمِ مسیح فغانی طبیبِ تو

نیست یکدم کہ نہ با نالہ و فریاد دم ازو   تا چہ گردم کہ بایں روز بد افتادم ازو
آنکہ نزدیک تر از جان عزیز است بمن   کے توانم کہ نیاید نفسے یادم ازو
مے شوم محو کہ رو مید ہم گریۂ شوق   آہ ازیں سیل کہ ویراں شدہ بنیادم ازو
دید بزمِ من و دامن بچراغم زد و رفت   رفت برباد ہوا منزلِ آبادم ازو
نیست بر مرحمت و لطفِ کسم ہیچ امید   چشم دارم کہ رسد خنجرِ بیدادم ازو
در دلم از شکرستانِ تو شوریست مدام   ایں چہ شیرینیِ لعل است کہ فرہادم ازو
داشت بر آتشم آں شمع و نیامد بسرم
داغ داغست فغانی دلِ ناشادم ازو

ای ز سحر غمزه پنهان بسته در ابروی تو
فتنه ها در گوشه دارد نرگس جادوی تو

کرده ام از هستی موهوم پهلو را تهی
تا جدا از خود نشینم یک زمان پهلوی تو

در هوایت بسکه شد بر باد جان بیدلان
بوی جان می آید ای گل از نسیم کوی تو

زنده میدارم شب هجران بیاد روز وصل
تا برآید صبح و بینم آفتاب روی تو

چون بسر وقتم رسی ای شاخ گل دامن فشان
میرم ار گیرم حساب از مهر رنگ و بوی تو

نگسلم از جعد شکینت که در شبهای غم
رشتهٔ جان مرا وصل است با هر موی تو

بس که دارد غیرت عشقت **فغانی** روز وصل
پوشد اول دیده را از غیر و بیند سوی تو

چشم من از نظارهٔ آن زلف مشکبو
چون نافه تریست که خون میچکد ازو

یکقطره خون سوخته خال گل رخیست
هر غنچه شگفته که بینم بطرف جو

خواهم چو گل سفینهٔ دل را ورق ورق
هر یک ورق بدست نگار فرشته خو

خونابه که می کشم از تیغ عشق تو
چون آب زندگی بگلو می رود فرو

لب بستهٔ **فغانی** و احباب مستمع
طوطی توئی درین شکرستان سخن بگو

برفت یار و من خسته باز ماندم ازو
خطا نگر که بیک ترک تاز ماندم ازو

چو صبح بر سرم آن آفتاب گلگون راند
من رمیده بسوز و گداز ماندم ازو

بقید دوستی و مهر می شدم از پیش
بکین چو گرم شد آن دلنواز ماندم ازو

عنان کشیده همی رفت و من دوان از پی
همین که ساخت عنان را دراز ماندم ازو

سرم ز عود و نی بزم عشرتش خوش بود
زهای فلک عشوه ساز ماندم ازو

دلم سفینهٔ راز نهان عشقش بود
چو خاست شد ز میان کشف راز ماندم ازو

بهر نیاز منش بود صد هزاران ناز
بره چو گرم شد آن نرد باز ماندم ازو

پے سگش چو فغانی پریده مے رفتم
چو همرکاب شداں سر فراز ماندم ازو

نوروز و نوبهار و گل و گلعذارِ نو
جام شراب کهنه و دیدارِ یارِ نو

عمرِ ابد حلاوت نُقل و مے صبوح
آبحیات و عشوهٔ بوس و کنارِ نو

دلخواه تر از دیده و دمساز تر ز دل
هر بامداد مستی خواب خمارِ نو

خنداں و سرکشاں چو گل نو شگفته خوش
با یار نو رسیده ره لاله زارِ نو

دل را کشاد می دهد و دیده را مراد
بوئے بهار تازه و رنگِ نگارِ نو

ما راز نو قرار و فا با شکر لبیست
پائیده باد تا به ابد ایں قرارِ نو

هر صبح نو که مید مد از گلشن رفیق
مے چینیم از نهال و فا برگ و بارِ نو

نو شد جنون عشق فغانی ز نو بهار
نو کن سفینهٔ غزلے یادگارِ نو

بتے کز غایتِ خوبی زند با مهر و مه پهلو
بیک جا کے نهد با عاشقانِ روسیه پهلو

بآزارِ دلم هر بار مو بر تن شود خارے
جدا ازاں شاخ گل شب چوں نهم بر خاک ره پهلو

تو اے نازک بدن از لاله و گل ساز جائے خود
که مے سوزد مرا در خاک گلخن ته بته پهلو

دلم از هجر بیداد او پهلو تهی میکرد
که بیند هر زمان از سنگ طفلانم سپه پهلو

ز پهلوئے من محزوں چه آسائش بود دل را
که بیند هر زمان از زشک بر خاک سیه پهلو

دل صد پاره کندم چوں فغانی از گل ایں داغ
نهادم بر گل محنت سرائے خود چو گه پهلو

اے دلبراں شهر را نور از مه رخسارِ تو
چشم و چراغ هوشاں تنئے الله از دیدارِ تو

دریک نفس مشکیں کند صد بهار آهوئے چیں
بوئے که مے آرد صبا از پهلوئے بلغارِ تو

جانم گدازی در نخوت شادم که گیرد جائے جاں
ذوقے که مے آرد بدل شیرینی گفتارِ تو

از ساقیِ وے مجلست خوشتر ز گلزارِ جناں — ما بلبلانِ بے نوا محروم از گلزارِ تو
تا کے شرار افشاں ہوا از ترکتازِ گرمیت — چند از عرق اختر فشاں رخشِ فلک رفتارِ تو
ہر سو کہ مے تازی فرس توفیق بادت ہمعناں — ہر جا کہ اندازی عناں اقبال بادا یارِ تو

پیری فغانی وہماں در عاشقی کافر دلی
کافر دلاں تابیدہ اند ابریشم زنارِ تو

مردم بہپائے رخشِ تو روزِ وداعِ تو — یا ربی با آہ و گریہ ندارد صداعِ تو
کردی بقصد اہلِ وفا نیت سفر — آہ و فغاں ازیں سفر اختراعِ تو
خواہد کشید بانگِ سے ساریاں بدست — ما را کہ ہر خوش است ز رقص و سماعِ تو
در شہر و در سفر نکند حسنِ تو زیاں — ہر جا کہ ہست نیست بر رونق متاعِ تو
شہرے خرابِ تست بہانہ مکن سفر — از بہر چیست نو سفر من نزاعِ تو

گاہے نویسیت چو فغانی غمِ دلے
دارم امید آنکہ شود استماعِ تو

خطِ مشکیں چیست گرد عارضِ گلگونِ او — شاہ بیت دفترِ حسن و وفا مضمونِ او
سبزۂ تر چوں بگرد آں لبِ میگوں دمید — گو مشو غافل دلِ دیوانہ از افسونِ او
در حضور غنچۂ بلبل زباں را بستہ دار — چوں بآہ و نالہ نکشاید دلِ محزونِ او
سرو با آں قد و رعنائی و ناز و سرکشی — کے تواند شد برابر با قدِ موزونِ او
کمترم از ذرہ در مہرش و لے چوں آفتاب — در نظر دارم خیالِ حسنِ روز افزونِ او
دردِ من از نالہ عشاق مے یابد شفا — گو برو مطرب کہ بے آہنگ شد قانونِ او
طرفہ ماوائیست بزمِ عشرتِ لیلے و لے — شاد زاں یکدم نگردد خاطرِ مجنونِ او

زاں دو لب صد آرزو یابی فغانی را بدل
گر بہ تیغ غمزہ نشگافی دلِ پرخونِ او

فارغم از باغ و ناز سوسنِ آزادِ او — وز فریب باغبان و جلوهٔ شمشادِ او
دل نخواهد سایهٔ سرو لب آب روان — کم مبادا از سرِ من خنجرِ بیدادِ او
هر کرا تشریف رسوائی دهد سلطانِ عشق — هر دم آید صد بلا بهرِ مبارک بادِ او
سرخوش از جام طرب شیرین بخلوتگاهِ او — غم ندارد گر بتلخی جان دهد فرهادِ او
به ز زلفت نیست ما را مرشدِ روشن ضمیر — باد در گوشِ دلِ ما حلقهٔ فتراکِ او

بلبل بستانِ عشق آمد **فغانی** زان دو رخ
کم مبادا از گلشن دل ناله و فریادِ او

عرق چکید برویت ز آفتاب فرو — چنانکه از ورقِ گل چکد گلاب فرو
خطش چو سنبل مشکین او بسحر خیزی — گرفته هر طرفش نورِ آفتاب فرو
بر آمدی چو مه چارده بگوشهٔ بام — ز انفعالِ رخت رفت آفتاب فرو
که بر نیاز اسیران نیاورد از ناز — بغمزه گوشهٔ ابروے پر عتاب فرو
دمے که لذتِ تیغش بحلق من نرسد — نمیرود بگلویم ز غصه آب فرو
چه سود ازین همه عرض نیاز و مسکینی — چو از کرشمه نیاید بهیچ باب فرو
کمال مرتبهٔ شوق داشت پروانه — که تا نسوخت نیامد ز اضطراب فرو

فغانی از غمِ دوران دگر نیارد یاد
که سر ز شوقِ لبت برده در شراب فرو

چشم گریانم که مے گردد ز شوقت خون درو — جا ندارد جز خیال آن رخ گلگون درو
این چه روے عالم افروزست هر سو جلوه گر — کز لطافت ماند حیران دیدهٔ گردون درو
چیست دانی چشمهٔ میم دهانش در سخن — نقطه موهوم و چندین نکتهٔ موزون درو
محمل لیلیٰ بصد زیب و صفا آراست عشق — لیک از تنگی نگنجد هستیِ مجنون درو
در دلم با آنکه عمرے کشته خود را آنچنان — دور میگیری که گویا میرسی اکنون درو

حیرتے دارم ز دل بآنکہ صدجا داغ شد
داغ دیگر از کجا ہردم شود افزون ز درد

جاں ندارد جان ہم درد دل ز بسیاری درد
ہر نفس درد دگر مے آید از بیرون درد

غنچہ سیراب از باران اشکم در چمن
چشمہ خونیست غلطاں لولوئے مکنون درد

گلشن کویت کہ جائے عیش و بزم عشرتست
تا بکے باشد فغانی با دل محزون درد

چہ دید ایں دل شیدا از مہ جبینیٔ تو
کہ خواست از سر ہستی بہمنشینیٔ تو

برائے سوزش جاں ہا بہ بوسہ ناز کنی
بنازم اے بت بدخو بنازنینیٔ تو

قلم ز شیرۂ جاں بست شکل شیرینیت
ہزار بوسہ بایں نقش آفرینیٔ تو

حزیں نشستہ ہمانا کہ عاشق جاے
برون ز درد دلست ایں ہمہ حزینیٔ تو

تو بر سپہر شدی من بخاک تیرہ فرو
تو آفتابی و من ذرہ در زمینیٔ تو

بتان شہر فغانی چرا گریزانند
مگر قبول ندارند پاک دینیٔ تو

زہے شمع فلک در خرگہ از تو
ہمہ ساحر زبانان در چہ از تو

اگر اینست لب چوں چشمہ نوش
شود خضر و مسیحا گمرہ از تو

گدایاں را ز خوان نعمت خویش
تو روزے میدہی شیئاً للہ از تو

فروزاں مہر رخسار تو از من
رخ اقبال من ہمچوں کہ از تو

چہ بازیہا کہ کردی با حریفاں
تو از من غافل و من آگہ از تو

زباں بست از سوال بوسہ عاشق
کہ دیگر نشنود حرفے نہ از تو

بمردیم و بگوشش ما نیامد
بجز حرف جفائے یکرہ از تو

سخن دانستہ میگوئی فغانی
زبان نکتہ گیراں کوتہ از تو

اے باد صبح از پئے آں نور دیدہ رو　　دنبال آں خجستہ غزال رمیدہ رو
عشاق خستہ منتظر یک اشارت اند　　دامن کشاں چہ مے گذری آرمیدہ رو
درد دلے ز عاشق دلخستہ گوش کُن　　از دردمند خویش دعائے شنیدہ رو
مگذر بناز و عشوہ تغافل کناں ز ما　　بر درد عاشقان پریشاں رسیدہ رو
ما خویش را طفیلِ خرامِ تو کردہ ایم　　خواہی بچہرہ پا نہ و خواہی بدیدہ رو
ہوشم نماند از توؔ صبا وارِ صبح دم[1]　　سرخوش بروئے برگ گل نودمیدہ رو
تنگ است زاہد در خلوت سرائے انس　　آنجا دل شکستہ و قد خمیدہ رو
از ضعف تن نمیرسم از پے خدا ئرا　　اے نازنیں سوار عنان کشیدہ رو

مستانہ رومی بہ خرابات عاشقاں
راہ پر آفت است **فغانیؔ** جریدہ رو

ہرگز بہ کسے بار نشد چشم و لبِ توؔ　　آہ اے پسر از یں ہمہ شرم و ادبِ تو
با خود ز ندامت سرِ انگشت گزیدیم　　تا روزیِ دندانِ کہ باشد رطبِ تو
نزدیک رسم رانی ۔ واز دور زنی تیر　　دشوار بود قصّۂ من در طلبِ تو
زنجیر شود پارہ و از جائے رود کوہ　　زیں ہا کہ کشیدم منِ زار از سببِ تو

ایں سوز کہ از گرمی خون ہست **فغانیؔ**
معلوم نکردیم کہ از چیست تبِ تو

ردیف الہاء

صوفی زکعبہ روئے بخرابات کردۂ　　نیک آمدی بیا کہ کرامات کردۂ
حیرت مکن کہ ہر دو گرفتارِ یکدریم　　ما آہ و نالہ و تو مناجات کردۂ

ن[1] با توکہ گفت اینکہ صبحدم۔

صحبت قضا ندارد و نقدِ روانِ بقا　　ساغر طلب چه تکیه بر اوقات کردهٔ
در حسن اگر خیال نگنجد برنگ و بوی　　روشن شود که رو بچه مرآت کردهٔ
فریاد اگر نه عقل بوجهی کند قبول　　آنها که در خیالِ خود اثبات کردهٔ
خود را دو دل مساز که کفر طریقتست　　از هر جهت که تفرقه ذرات کردهٔ
حالا غنیمت است **فغانی** کنار کشت
خود را میانِ عرصه خرابات کردهٔ

بازای فلک نتیجهٔ انجم نمودهٔ　　دندان کین براهلِ تنعّم نمودهٔ
بردی تمام هوشِ حریفان بجام زهر　　ده زین شراب تلخ کزین خم نمودهٔ
تو رخ نمودهٔ که دهم جان بیک نظر　　من زنده میشوم که ترحّم نمودهٔ
عاشق چگونه تاب زبانِ تو آورد　　زین شیوه ها که وقت تکلّم نمودهٔ
خورشیدِ من چو ذره جهانیست در پیت　　از بس که روی گرم بمردم نمودهٔ
آن انجمن کجاست که چون ابرِ نوبهار　　من گریه کرده ام تو تبسّم نمودهٔ
همچو **فغانی** از تو نگردم اگرچه تو
هردم رهِ دگر بمنِ گم نمودهٔ

این منم هر شام چو پروانه بهائی سوخته　　کرده ترکِ جان شیرین در هوائی سوخته
راستی پروانه داند چاشنیِ داغِ عشق　　کو درین آتش چو من هم دست و پائی سوخته
هر صباحم تازه داغی بر دل از عشقِ گلیست　　همچو آن دیوانه کش هر روز جائی سوخته
دوست میدارد دلِ من داغهای خویش را　　زانکه هر یک از برائی دل ربائی سوخته
دل که برگشت از من و بالاله رویان خو گرفت　　بینمش یک روز از داغِ جفائی سوخته
کیست باداغِ تمنایت **فغانی** در جهان
درد پروردی۔ اسیری بی نوائی سوخته

زہے روئے دل افروزت چراغِ منظرِ دیدہ | خیالِ خالِ ہندوات مقیمِ کشورِ دیدہ
ندارد مجلسِ رحاں نیابے عارضت نورے | درآ در مصرِ جاں اے آفتابِ خاورِ دیدہ
چو در دل بگذرانم آرزوئے لعلِ میگونت | لبالب سازم از خونابِ حسرت ساغرِ دیدہ
چرا از پہلوئے من در بلائے دیدہ آمد دل | ہمہ بہتر کہ بکشایم بروں دل درِ دیدہ
چو بینم شمع رخسارِ ترا در دیدہ دل خواہد | کہ چوں پروانہ گردد ہر نفس گردِ سرِ دیدہ
گرہ شد غنچہا از اشکِ گلگوں خارِ مژگاں را | ہمین است از نہالِ آرزو چیدن برِ دیدہ
برآید آیتِ رحمت بعالم زاں خطِ مشکیں | چو بہرِ دیدنِ رویت کشایم دفترِ دیدہ

زروئے لطف اگر یابی قدم در چشمِ مشتاقاں
نثارِ مقدمت سازد **فغانی** گوہرِ دیدہ

از مار و مور غنچۂ لعلت نہفتہ بہ | ایں راز سر بمہر بہر کس نگفتہ بہ
ایں چشمِ فتنہ ساز کہ شد مستِ خوابِ ناز | بیدار خوشتر است ولے فتنہ خفتہ بہ
لعلِ لبت کہ غنچۂ باغِ لطافتست | از نکہتِ نسیمِ عنایت شگفتہ بہ
ما خاکِ گلخنیم و توئی لالہ در چمن | خاشاکِ گلخن از چمنِ لالہ رُفتہ بہ
مکشا بعشوہ غنچۂ خنداں بروئے غیر | ایں گوہرِ لطیف بافسوں نسفتہ بہ

دارد دل **فغانی** وصد آتش نہاں
غافل زراہِ او شولائے شوخ سختہ بہ

اے دل متاعِ جاں بخراباتِ بُردہ بہ | نقدِ خرد بساقیِ باقی سپردہ بہ
چوں حاصلِ مرادِ جہاں نامرادی است | اے دل نشانِ توبہ وتقویٰ ستردہ بہ
جائے کہ صد خزانۂ طاعت بجرعہ ایست | صد خرمنِ مراد بیکجو شمردہ بہ
زاں بیشتر کہ مات شوی در بساطِ عمر | دستے ازیں سپہرِ دغاباز بردہ بہ
پروانہ کہ پرتوِ شمع بروں تافت | گر ہمدمِ چراغِ مسیح است مردہ بہ

قطع نظر ز مائدہِ قرصِ ماہ و خور | ایں یکدو ناں بمنتِ دوناں نخوردہ بہ
شمعے کہ آورد بزباں فیضِ نورِ خود | گر آتشِ خلیل فروزد فسردہ بہ

چوں رختِ ہستیِ تو فغانیؔ شود فنا
از آبِ خضر دامنِ ہمت فشردہ بہ

گاہے عتاب وگاہ ترحم نمودہ | گہ زہرِ چشم وگاہ تبسم نمودہ
با اہلِ درد جور و جفا کردہ بہانہ | مہر و وفا با اہلِ تنعم نمودہ
خورشیدِ من چو ذرہ جہانیست در پیت | از بس کہ روئے گرم بمردم نمودہ
شب چوں عرق نشستہ برسیت تبابے | صد بار خوشتر از مہ و انجم نمودہ
جاں دادہ ام زغیرت واز غصہ مردہ ام | خنداں چو بارقیب تکلم نمودہ
بیداد کم نمیکند آں ترکِ تند خو | اے دل اگر ہزار تظلم نمودہ

ہر جا کہ از پئے تو فغانیؔ کشید آہ
مستانہ رفتہ و ترنم نمودہ

خالِ بنفشہ گوں برخِ آتشیں منہ | بر برگِ لالہ نافۂ تر ایں چنیں منہ
مرغِ خرد مقیدِ دامِ بلا مساز | بر پائے عقل سلسلۂ عنبریں منہ
دامن کشاں بگشتِ چمن چوں کنی خرام | پائے برہنہ بر گل و بر یاسمیں منہ
اہلِ وفا بخاکِ رہت سر نہادہ اند | اے مستِ ناز تیغ جفا بر زمیں منہ
بر سر چو مہر گشتن ما کج نہی کلاہ | آں کاکلِ خمیدہ بطرفِ جبیں منہ
از لالہ زار بر شکن ہر نفس ہناز | داغِ فریب بر دلِ آہوئے چیں منہ
پیشِ رقیب چوں رسی از رہ عناں بکش | پا از رکابِ ناز بشمشاد زیں منہ
طبعش گراں مساز فغانیؔ زشرحِ غم | بالیے چنیں بخاطرِ آں نازنیں منہ

لہ گر زآتش - لہ تابہ -

عمریست کز سرِ ما میل مراد رفته — شادی و کامرانی ما را زیاد رفته
از برقِ نا امیدی آتش بجان فتاده — وز آهِ نامرادی هستی بباد رفته
در غنچهٔ دلِ ما رنگ بهی نمانده — وز کارِ بستهٔ ما بوئے کشاد رفته
عشق است و صد ملامت گفتن چه سود ما را — کیں از صلاح مانده وان بر فساد رفته
در عاشقی و مستی گشتم چنانکه از من — بر آسمان فرشته بے اعتقاد رفته
روز و شب از غمِ دل این چشم خون فشان را — اشک از بیاضِ مژگان نور از سواد رفته

گردون اگر نه بخشد کامِ دلت **فغانی**
غمگین مشو که از دے این اعتماد رفته

خوش آن وقتے که بکشائی ز خوابِ سرکشی دیده — نگاهے سوئے بیداران کنی وزدیده دزدیده
نچیدم از هزاران گل یکے از گلشنِ وصلت — دلِ پر خار دارم زاں همه گل ہائے ناچیده
مکن منعم که آشوب دل است و آفتِ دیده — لبِ میگون و چشمِ خوابناک و موئے[1] ژولیده
زبس خارے که در پایم شکست از رهگذارِ دل — قدم در گلشنِ کویت نهم ترسیده ترسیده
زدلها راهِ کوشش پر سم و سازم قدم از سر — روم تا کعبهٔ مقصود خود پرسیده پرسیده
چو رنجاندم مرا هر دم رقیبے بر سرِ کویت — ازیں در دائما بیروں روم دزدیده دزدیده

فغانی کشتهٔ چشمِ خطا پوشست کز مردم
بمستی دیده صد جرم و خطا از[2] لطف بخشیده

زدورت[3] بینم و پوشم نظر از حیرتِ دیده — بچشمِ دل کنم نظاره ات از غیرتِ دیده
برائے جلوهٔ خیلِ خیالت در حریمِ دل — کنم نقشِ خیالِ غیر خالی صورتِ دیده
چنیں کز دیدنِ روئے تو غیرت دارم از مردم — سزد کز دل کنم پهلو تهی در صحبتِ دیده
طفیلِ دیده کردم نقشِ هستی چوں ترا دیدم — منم ده کیں سعادت یافتم از دولتِ دیده

ن ۱ زلفِ - ن ۲ وز - ن ۳ زرویت بسکه میپوشم نظر از غیرتِ دیده بچشمِ دل کنم نظارهٔ از حیرتِ دیده

کنم نظارۂ روئے تو وا از شوق خوں گریم ۔۔۔ ہمیں است از شراب جام وصلت شربتِ[1] دیدہ
کشایم ہر نفس چشم جہاں بیں بر مہِ رویت ۔۔۔ برافروزم چراغے در حریمِ حرمتِ دیدہ
بہ راہی اشک از پردۂ ہستی بروں رفتم ۔۔۔ زخاکِ آستانت دور کردم زحمتِ دیدہ
اگر جائے[2] خیال و منزل ماہ رخت نبود ۔۔۔ نہ آبِ روئے دل خواہم نہ جویم غیرتِ دیدہ

چرا از تیرگی نالد **فغانی** چوں کند روشن
فروغِ شمع رخسارت چراغِ خلوتِ دیدہ

نہ خیالِ غنچہ بندم نہ بگل کنم نظارہ ۔۔۔ کہ مرا دلِ فگار و جگریست پارہ پارہ
من و آفتابِ رویت کہ بجلوۂ سعادت ۔۔۔ شرفیست عالمے را ز طلوع آں ستارہ
بخدا کہ در دلِ من رقمِ دوئی نگنجد ۔۔۔ تو بیا کہ من زغیرت کنم از ہمہ کنارہ
بجراحتِ دلِ من چو نمک نہی حذر کن ۔۔۔ کہ مبادا ز آتشِ آں بگلت رسد شرارہ
تو بگشتِ باغ و گلہا ز کرشمۂ تو ریزاں ۔۔۔ چہ رود بجانِ مردم چو بروں روی سوارہ
نکشم سر از جفایت اگرم بہ تیغ سپری ۔۔۔ ز تو ہر چہ بر من آید بکشم ہزار بارہ
چہ کنم اگر نسازم بجفائے خارِ ہجراں ۔۔۔ چو ز آبِ دیدۂ من ندمد گلے چہ چارہ
ہمہ برگِ ناامیدی ز بہارِ عمر چیدم ۔۔۔ کہ بکامِ من نگردد فلکِ ستیزہ کارہ

زفسانۂ **فغانی** دلِ کوہ رخنہ گردد
نفسِ نیازمنداں گذرد ز سنگِ خارہ

جانِ شہیدِ عشق بجاناں سپردہ بہ ۔۔۔ ہر زندہ کہ کشتۂ او نیست مردہ بہ
بے داغِ آرزوئے تو اصحابِ درد را ۔۔۔ نام و نشاں ز صفحۂ ہستی ستردہ بہ
از سبحہ گر مراد نہ تکرار ذکرِ اوست ۔۔۔ گر عقدِ گوہریست یقیں ناشمردہ بہ
ہر کس کہ جاں بدوستی گلرخے نداد ۔۔۔ نامش میانِ اہلِ محبت نبردہ بہ

ن [1] عشرتِ۔ ن [2] مارا۔

فریادِ بلبلے کہ شود گرم[1] از دو گلے
در گوشِ اہلِ درد ز وعظ فسردہ بہ

اے شاہِ عاشقاں چو رسی بر بساطِ قرب
پایت بخونِ کشتہ[2] فغانیؔ فشردہ بہ

من کیستم شکستہ دلے ہیچکارۂ
سرگرمِ جلوۂ و خرابِ نظارۂ

زیں آتشے کہ عشق بر افروخت در دلم
فریاد اگر بخرمنے افتد شرارۂ

ہر پارۂ ز دل بجگر گوشۂ دہم
فارغ مگر شوم ز غمِ خویش پارۂ

با من رقیبِ سادہ در افتاد بیجہت
چو آبگینۂ کہ در افتد بخارۂ

بے آفتابِ روئے تو ہر شب کہ روز گشت
داغیست تازہ بر دلم از ہر ستارۂ

فردا کہ دوست خوانِ کرم در میاں نہد
گیرد بقدرِ حوصلہ یک کنارۂ

بیچارہ کیست کارِ فغانیؔ و درغمش
ہر کس کند برائے دلِ خویش چارۂ

خلقے بحسنِ خویش گرفتار دیدۂ
زاں ناز مے کنی کہ خریدار دیدۂ

چندانکہ چشم باز کنی خوار تر شوم
زارم کشی چرا کہ مرا زار دیدۂ

کوشی بعزتِ دگراں زغم جانِ من
گویا کہ در میانہ مرا خوار دیدۂ

سوز و گدازِ من مکن اے شمع بر طرف
در یکزماں کہ جانبِ اغیار دیدۂ

بزمش ندیدہ سجدہ کنی از برونِ در
اے دل ز کعبہ سایۂ دیوار دیدۂ

بسیار پیشِ ما بدِ خوباں مکن[3] رقیب
آرے ترا بدست کہ بسیار دیدۂ

امروز مستیِ تو فغانیؔ فزوں تر است
معلوم مے شود کہ رخِ یار دیدۂ

نخلِ قدت کہ از چمنِ جاں بر آمدہ
شاخ گلے بصورتِ انساں بر آمدہ

ن ۱ نرم زد گلے۔ ن ۲ بقصدِ خونِ فغانی ۔ ن ۳ مگو۔

از فرق تا قدم ہمہ جانست آں نہال — گویا ز آبِ چشمۂ حیواں بر آمدہ
اکنوں توئی جمیلِ جہاں گرچہ پیش ازیں — آوازۂ جمال ز کنعاں بر آمدہ
دزدیدہ چوں بہ شمع رخت کردہ ام نگاہ — از دل ہزار شعلۂ پنہاں بر آمدہ
مست از مے شبانہ مہِ من ز خوابِ ناز — با آفتاب دست دگریباں بر آمدہ
جاں دادہ ام کہ گشتہ میسر وصالِ دوست — بے دردرا خیال کہ آساں بر آمدہ
بر ہر زمیں کہ جلوہ کناں رفتہ بناز — آہ از نہادِ کبکِ خراماں بر آمدہ
در ہر چمن کہ گفت **فغانیؔ** سرودِ عشق
افغاں ز بلبلانِ خوش الحاں بر آمدہ

کاکل بہ تاب رفتہ زدام کہ جستہ — دیگر دلِ کدام پریشاں شکستہ
رنگیں شدست دامنِ پاکت چہ حالتست — گویا کہ درمیانِ دلِ ما نشستہ
بر گرد ارغواں کمرِ سیم بستہ[۱] چیست — نخلِ غریب بہر دلِ خلق بستہ
آسودہ[۲] ام از فسانۂ عاشق نوازِ تو — بنیاد کن کہ مرہم دلہائے خستہ
ہر جا کہ ہستی از دلِ ما نیستی بروں — یعنی مکن خیال کہ از ما گسستہ
دامن بکش کہ تا بودایں حسنِ دل فروز — یکدم ز آبِ دیدۂ عاشق نرستہ
از طرفِ جویبار **فغانیؔ** بروں مرو
گر ز انکہ دامن از مے رنگیں نہ[۳] شستہ

بازم ز جفائے دلِ افگار شکستہ — بے دادِ گلے در جگرم خار شکستہ
آہ از دل آں مست کہ مے خوردہ باغیار — ساغر بسرِ یارِ وفادار شکستہ
دیگر چہ ملامت بود از سنگِ رقیباں — مارا کہ سبو دست دریں کار شکستہ
رسوائی تر دامنی از خلق چہ پوشم — پیمانۂ ما بر سرِ بازار شکستہ

ن[۱] کردہ چست ۔ ن[۲] آسایم ۔ ن[۳] نہ ۔

چوں برگ گل لالہ رواں گشتہ بہ بستاں — جام طرب ما کہ بگلزار شکستہ
در گلشن عیشم نظر انداز بہ غیرت — تا سوختہ بینی در و دیوار شکستہ
ایں مستی از اندازۂ برنست فغانی
امروز خمار تو مگر یار شکستہ

بر صید زخم خوردہ دویدن چہ فائدہ — بسمل شدیم تیغ کشیدن چہ فائدہ
مارا چو مے کشی و دگر زندہ مے کنی — لب از دریغ و حیف گزیدن چہ فائدہ
دوری مکن اگر شرفے داری اے ہما — از خلق چوں فرشتہ رمیدن چہ فائدہ
برخیز مویہ گر کہ نداری دم مسیح — ایں صوت جانگداز شنیدن چہ فائدہ
دانستۂ کہ چاشنیِ آب دیدہ چیست — باز ایں شراب تلخ چشیدن چہ فائدہ
گیرم کہ سبز شد گلم از اشک دوستاں — از خاک مردہ سبز دمیدن چہ فائدہ
اے باغباں خموش کہ بستاں بمہر تست — مارا کہ بوئے گل نہ دہ چیدن چہ فائدہ
گردن بنہ بہ تیغ فغانی و سر مکش
افتادۂ بدام طپیدن چہ فائدہ

چو در فسانہ لبت شہد بر شکر بستہ — ہزار نکتۂ شیریں بہ یکدگر بستہ
فغاں کہ ہندوی خالت بجلوۂ موزوں — بخونِ مردمک دیدہ ام کمر بستہ
بدورِ خط مگس خالِ از آں لب شیریں — نخاست زانکہ دل از مہر بر شکر بستہ
نثار ہر مژہ ام غنچہاست بستہ گرہ — کہ قطرہ قطرہ زخونابۂ جگر بستہ
زشوقِ گوہرِ لعلِ تو قطرہ ہائے سرشک — دو رشتہ در صدفِ دیدہ ام گہر بستہ
زشوقِ روئے تو بر غیر بستہ ام در دل — بیا کہ شہر دلم ملکِ تست در بستہ
نہالِ قدِ تو در جلوہ نازنیں نخلیست — کہ روزگار ز آشوبِ فتنہ بر بستہ
ز سرِ حلقۂ زلفش دلا بآہِ سحر — مجو کشادِ کہ آں نکتہ الست سر بستہ

فروغ مہر جمال تو بر من حیراں　　بہر طرف کہ نظر میکنم گذر بستہ

زحسرتِ تو فغانی بشاہ راہِ خیال
نہادہ دیدہ و بر صورتت نظر بستہ

یارب از بتانِ صنم سرو بالائے بدہ　　توبہٴ عشقم بدستِ ماہ سیمائے بدہ
دستم اندر حلقہ فتراکِ سلطانے رساں　　در قبولِ ایں مرادم قوتِ پائے بدہ
از کفِ خضرے بحلقِ تشنہ ام آبے چکاں　　ایں زمینِ خشک را یکبارہ احیائے بدہ
جلوۂ طاؤس خواہد ایں دلِ ویرانہ وش　　از شبستانِ وصالش مجلس آرائے بدہ
دیدۂ شب زندہ دارم تیرہ شد زیں اختراں　　یارب از دریائے عشقم دُرِ یکتائے بدہ
شکر ایں کز مجلس عشق تو رفتم تلخ کام　　چو بمیرم بر سرِ خاک آیۂ حلوائے بدہ

داد را وقتِ شہادت درحضورِ شمع وصل
تو فغانی را زبانِ گرم گویائے بدہ

ساقی چہ سرگراں بمنِ زار گشتۂ　　پیمانۂ بنوش چہ ہشیار گشتۂ
در بحرِ خواب بودی طوفاں گرفتہ بود　　اکنوں قیامتست کہ بیدار گشتۂ
قدرے گلاب میشکند عطرِ دامنت　　معلوم میشود کہ بگلزار گشتۂ
اے جانِ رفتنی چہ شتابست یکزماں　　خوشباش چوں نجستہ دلے یار گشتۂ
اخلاصِ ایں شکستہ ندانستۂ ہنوز　　عمرے اگرچہ در دلے افگار گشتۂ
من کز دو کون گشتہ ام آزاد سالہاست　　ہستم غلام اگر تو خریدار گشتۂ
اے در مقامِ جنگ نہ دہ راہ آشتی　　صنعت مکن کہ ہر دلِ ما بار گشتۂ
پرہیز میکنند دلا از تو دوستاں　　آخر چہ دشمنی کہ چنیں خوار گشتۂ
بر آستانِ عشق فغانی قرار گر　　بنشیں بیک مقام کہ بسیار گشتۂ

ن ۱ ویرانہ وش۔ ن ۲ بنوش کہ۔

منم اے سوارہ گردے بعنانِ تو روا نہ ‎ ‎ نروم زپیش راہت بجفائے تازیانہ
شب ہجر بے تو وحشت بودم زسایہ خود ‎ ‎ سزدار چراغ روشن نکنم بکنج خانہ
منم آنکہ نخل علیشم زبتاں نہ بست صورت ‎ ‎ نہ بآہِ پر شرارہ نہ باشک دانہ دانہ
غم ہر کسے کہ دیدم بہ ترانہ بسر شد ‎ ‎ بجز از غم دلِ من کہ فزوں شد از ترانہ
در خرگہت ندانم زکہ کِشت ارغوانی ‎ ‎ مگر آنکہ دادخواہے زدہ سر بر آستانہ
بہ محبت تو جمع شد گرم خوں ولیکن ‎ ‎ منِ داغدار سوزم لبستم دریں میانہ

منِ زخم خوردہ جائے نگذشتم اے **فغانی**
کہ چوں سایہ سیلِ خونیں نشد از پیَم روانہ

بچشم من زدگر روزہا فزوں شدہٗ ‎ ‎ نظر در آئینہ افگن بہ بیں کہ چوں شدہٗ
دگر ندیدہ خیالے کہ دل گماں دارد ‎ ‎ کہ حال از چمن تازہ گل بروں شدہٗ
شدم بیک نظر از ہوش وہ کہ چوں شد حال ‎ ‎ بمجلسے کہ بدیں نازکی دروں شدہٗ
چہ رنگ اوست کہ از دیدنِ تو داغ دلم ‎ ‎ بخونِ کیست کزیں گونہ لالہ گوں شدہٗ
چناں بگریہ من خندہ میسزتی کہ مگر ‎ ‎ نہ ارغوانے ازیں چند قطرہ خوں شدہٗ

زغیرتے کہ **فغانی** بخود زدی آتش
بکوچہ شو کہ ہمہ آفت جنوں شدہٗ

زہے از رنگ و بوے نخلت ہزاراں گلشن افشاندہ ‎ ‎ قبا شمعیست کو بر شمع خاور دامن افشاندہ
جمالت بزم غیبی را ہزاراں نور بخشیدہ ‎ ‎ نہالت دستِ قدرت بر چراغ روشن افشاندہ
بسوزم در دمے صد بار ازاں رنگ قبا کز ناز ‎ ‎ طراز و آستیں بر صد چراغ روشن افشاندہ
فگارم از قبائے زرنگارت وہ کہ استادش ‎ ‎ ہزاراں حسن و رعنائی زنوکِ سوزن افشاندہ
چو دست افشاں شدہ نخلِ دل آرائے تو در مجلس ‎ ‎ زچینِ آستیں جانہا بروں از روزن افشاندہ
تماشائے قبائے آتشینت از در گلشن ‎ ‎ غبارِ ہستیم در گوشہ ہائے گلخن افشاندہ

فغانی را نگہے شمع من از گوشۂ چشمے
کہ از یاد ام تو بر آتشِ خود روغن افشانده

یار بقصدِ سرم توسنِ کیں باختہ — گاہ کشیدہ عناں گہ جلوا انداختہ
دوست چو در آئینہ کرد تماشائے خط — از نفسِ گرم ما آئینہ بگداختہ
وہ چہ مے تلخ دشتِ عشق کہ خرد گداشت — صد شکر جانگی پختہ و پرداختہ
سوختن خلق را حاجتِ رقص تو نیست — نغمۂ طنبور بزم کار ہمہ ساختہ
بزم صبوح ترا شعلہ بنیار دفروخت — مہر کہ بر کاخ صبح مشعلہ افراختہ

حالِ فغانیؔ زار از ہمہ پرسیدہ یار
من چو رسیدہ باو دیدہ و نشناختہ

اے گُل مگر حدیثِ کسے گوش کردۂ — کز بلبلِ رمیدہ فراموش کردۂ
از آفتاب خوشتر زی لعروز نوش باد — بے ما مراں شراب کہ شب نوش کردۂ
روشن تراست بر دلِ ما از چراغ بزم — آں عشرت نہاں کہ بہ شب پوش کردۂ
بر ہر کہ جلوہ دادۂ آئینۂ جمال — اوزا چو نقش آئینہ مدہوش کردۂ
آتش بخرمنِ دل اہلِ نظر زدہ — آں دانہ راکہ خال بنا گوش کردۂ
از دست رفتہ ام چو بہم خوابۂ صبوح — مستاں رسیدہ دست در آغوش کردۂ

از گلبنِ بہشت فغانی بدور چشم
جاں را نظر[۱] بسروِ قبا پوش کردۂ

لیلیٰ اگر سنگ جفا بر کاسۂ مجنوں زدہ — لیلیٰ وشاں سنگ ترا مجنوں صفت بر دل زدہ
ہر جا کہ بصد رنگ و بو آوردۂ محمل فرد — مسکیں دلم بے راہ رو سرہا دراں منزل زدہ
لیلیٰ بصد حشمت رواں مجنوں بفریاد و فغاں — دستِ تظلم ہر زماں بر دامنِ محمل زدہ
از عشوہ لعلت در سخن کردہ ہزار افسونِ من — از ہر فسوں با خویشتن فالے عجب مشکل زدہ

ا۔ نسخہ نذر۔

ہر جا کہ با تیر و کماں بگذشتۂ دامن کشاں
دلہا نثار آوردہ جاں، جانہا دم از بسمل زدہ

شد مطرب مجلس نشیں نالاں ز آہِ آتشیں
گویا **فغانی** حزیں آہے ازاں محفل زدہ

سیاہ از دودۂ دل دیدۂ سرگشتۂ من بہ
کہ چشم گلخنے را سرمہ ہم از خاک گلخن بہ

چراغ شمع گو در بزم عیش یار روشن باد
منِ تنہا نشیں را خانہ از مہتاب روشن بہ

چو دارم صد فگار از خار خارِ ہجرِ گل در دل
گریبانم چو گل ہم چاک گشتہ تا بدامن بہ

مخواں در گلشن از پیرامن یارم کہ پیش شمع
برائے سوختن پروانہ از گشت گلشن بہ

مبادا نالہ و آہ از دلِ ریش **فغانی** کم
دریں ویراں سرا چوں بوئے عیسے انیست شیون بہ

باز آں مہ بر سمند ناز در جولاں شدہ
فتنہ در سر کردہ و سر فتنۂ دوراں شدہ

تا صف خوباں شہر آشوب را برہم زند
کردہ بر اہلِ نظر جولان و در میداں شدہ

چوں بعزم گوئے بازی راندہ بیروں رخش را
در پیش صد عاشقِ دلخستہ سرگرداں شدہ

چیست دانی گرد رخسارش عرق از تابِ مے
قطرۂ شبنم کہ بر گلبرگ تر غلطاں شدہ

کیست آں سرو خراماں کیں طرف دارد گذر
کز چناں رخسار و قامت دیدہ گریاں شدہ

پرتوِ مہر رخش چوں ذرہ کرد آشکار
جوہر جانہا کہ در ہستیِ او پنہاں شدہ

بس کہ میگرید **فغانی** دور ازاں آرامِ دل
خانۂ چشمش ز سیلِ متصل ویراں شدہ

ردیف الیاء

دوش از طرفِ گلستاں مست و خنداں آمدی
گرچہ ما را کشتی اما خوشتر از جاں آمدی

با کہ مے خوردی کہ گشتم بیخود از بوئے خوشت
از درِ میخانہ یا از گشتِ بستاں آمدی

از تو کافر دل امید آبِ حیواں داشتم — خود برائے خوردنِ خونِ مسلماں آمدی
بیوفائے شد دو چارت باگرفتارے بگو — کانچناں دل جمع رفتی و پریشاں آمدی
در خیال آرزوے وصل فالے می زدم — تاکہ از مجلس غزلخوان و خراماں آمدی
بیخودی کردی فغانیؔ رشِ دل بشگافتی
رو کہ در بزمِ وفا آلودہ داماں آمدی

چہ ساں گویم کہ شب سرخوش کجا اے ماہ میرفتی — چناں غافل بگفتارِ رقیب از راہ میرفتی
عناں کج کردہ و خود را بمستی دادہ یکبارہ — زاندوہِ نہانِ ہر کسے آگاہ میرفتی
غرورِ حسن با یادِ کسے مے شد عناں گیرت — خیالے داشتی بارے برِ دلخواہ میرفتی
برآمد گرد از جانم ازاں جولانِ مستانہ — چو برمے تافتی گاہے عناں و گاہ میرفتی
چہ سود از دیدۂ گریاں فغانیؔ چوں شد آں یوسف
چرا اول بہ افسونِ کساں در چاہ میرفتی

تا کے[ن ۱] بجور از عاشقی اے شوخ بیزارم کنی — بازم نمائی عشوۂ وز نو گرفتارم کنی
تو میروی و من بخود طوطی صفت در گفتگو — باشد کہ آئی سوئے من گوشے بگفتارم کنی
خوش آنکہ برخاکِ درت افتادہ باشم بیخبر — مست و غزلخواں بر سرم آئی و بیدارم کنی
ہیچو فغانیؔ شد دلم پرخوں ز دردِ داغ او
اے گریہ یاری کن دمے شاید سبکبارم کنی

چہ بد گفتم[ن ۲] کہ خونم زیں جوابِ تلخ میریزی — شکر داری و در کامم شرابِ تلخ میریزی
دلے دارم بصد جا داغ و طعن دشمنش در پے — تو ہم تا کے نمک برایں کبابِ تلخ میریزی
باشکِ شور[ن ۳] چنداں خندہ تا کے آہ ازیں عادت — چرا ایں تحفۂ شیریں در آبِ تلخ میریزی
ازاں یوسف شود روزے زلال خضر اے دیدہ — ہر آں خونابہ کز تعبیرِ خوابِ تلخ میریزی

ن ۱ گہ۔ ن ۲ گردم۔ ن ۳ بہ اشکِ دردمنداں خندہ تا کے۔

فغانی خون خود را آب کردی بس ازیں گریہ
چہ گل کردی[ن] کہ عمرے ایں گلاب تلخ میریزی

دلا در عشق جاناں خواری و خونخوارگی اولٰے
زناز و سرکشی مسکینی و بیچارگی اولٰے

سپردن جاں بدست یار و گشتن از جہاں فارغ
چو باید کشتہ شد۔ در عاشقی یکبارگی اولٰے

من و کنج غم و در دل خیالِ بزم وصلِ او
فراغت نیست در خاطر مرا غمخوارگی اولٰے

خوشست آں روئے زیبا جلوہ گر در پردۂ عزلت
ولیکن گہہ گہے در دیدۂ نظارگی اولٰے

فغانی از سر کویش بروں رو با دلِ پر خوں
چو یار آوارگی خواہد ترا آوارگی اولٰے

اے صبا منع گرفتاری بلبل میکنی
با وجود آنکہ میدانی تغافل میکنی

صبر اگر باشد تواں چیدن رطب از نخلِ خشک
آتشت گرد دریا حیف گر توکل میکنی

چوں نجو شد خونت اے عاشق کہ در بستانِ او
ارغواں مے چینی و نظارۂ گل میکنی

در پریشانی مدہ خود را کہ یک سر رشتہ ہست
آنچہ نامش گاہ زلف و گاہ کاکل میکنی

در جگر الماس داری و بمن گوئی سخن
زہر مے نوشی فغانی و تحمل میکنی

تا نباشد دولتِ وصلِ تو چوں بیند کسے
چشمہ حیواں کجا بے رہنموں بیند کسے

گو بگیر د بر سرم چو کاسۂ مجنوں شکن
گر بدستم بیتو جام لالہ گوں بیند کسے

در گماں افتد کہ آیا کوہکن چوں زندہ شد
گر چنیں آشفتہ ام در بیستوں بیند کسے

کے توانم دیدن آں آئینہ در دستِ رقیب
دیدۂ خود را بدستِ غیر چوں بیند کسے

دور از آں گل رفتم از پائے درختِ ارغواں
چند خود را در میانِ خاک و خوں بیند کسے

دور نبود از جفاہائے تو و طعنِ رقیب
گر فغانی را بزنجیرِ جنوں بیند کسے

ن لہ چہ بر چیدی۔

توئی که صبح گرفتی گل و شرابِ کسے — مدام خنده زدی بر دلِ کبابِ کسے
تو کز دریچهٔ خورشید سر بدر کردی — کجا پسند کنی خانهٔ خرابِ کسے
همیں ز چشمهٔ خورشید خود بر آمدهٔ — قدم نکرده تر از ناز بر گلابِ کسے
ز آب و آئینه هم روئے خویش پوشیدهٔ — ز شرم چشم نکردی بر آفتابِ کسے
ترا که خانه پر از نور شب چراغ بود — چه احتیاج بگلگشت ماهتابِ کسے
مگو که شب ز خیالم چه خواب مے بینی — مپرس اینکه پریشاں مباد خوابِ کسے

اثر نماند فغانی ز گرد و آنهم رفت
که میشدم بصد آشوب در رکابِ کسے

شب چوں روم ز منزلِ آں ماهِ خرگهی — از دیده سیلِ اشک نهد روے بهر رهی
هر دم هزار قافلهٔ جاں ببوئے تو — آیند و بگذرند چو بادِ سحرگهی
شرحِ درازیِ شبِ هجراں بگو مست — روزِ وصال گر ننهد روے بکوتهی
گاهے بعشق ناصحِ احباب مے شدم — دریافتم که بے خبری بود و گمرهی
آسوده که مانعِ دل میشود ز عشق — از دل خبر ندارد و از عشق آگهی

بر خاک مے نهم چو فغانی رخِ نیاز
هر جا که بر زمیں قدمِ ناز مے نهی

آرد نسیمِ گل دمِ جاں بخش عیسوی — بوئے جاں ز گلشنِ مقصود بشنوی
آئینهٔ جمالِ تو در چشمِ اهلِ دید — دارد هزار جلوهٔ صوری و معنوی
زاهد چو قربِ کعبه وصلِ تو در نیافت — بیچاره شد ببادیهٔ هجر منزوی
ایدل گدایِ درِ میخانه کارِ ماست — مارا چکار با طرب و عیشِ خسروی
هر جا که هست دیده نورِ تو روشن است — اے روشنیِ دیده چرا دور مے روی
تخمِ امل بباغِ جهاں کشتهٔ ولے — جز بارِ دل فغانی ازیں کشته ندروی

گل شگفت و ہر کسے دار د ہوائے گلشنے — ما و داغِ آتشیں روئے و کنجِ گلخنے
گشتِ بستاں کن کہ بہرِ دیدنِ روئے تو شد — ہر گلے چشمے و ہر چشمے چراغِ روشنے
ہیچ گل بے زخمِ خار از گلشنِ جنت نہ رفت — زیں چمن یوسف بروں آورد پر خوں دامنے
مست مے آئی و در دلہا تصرف میکنی — زاں رخِ گلرنگ ہمچو آتشے در خرمنے
فتنۂ از نرگسِ شوخِ تو در ہر کشورے — آتشے از شمعِ رخسارِ تو در ہر مسکنے
کے شود خالی دلم چوں غنچہ از سوزت دمے — گر نسازم چاک از دستِ غمت پیراہنے

اے کہ پرسی صبر و آرامِ **فغانی** را کہ برد
جادوئے مردم شکارے آہوئے صید افگنے

مرا در دیدِ جائے آں پری رخسار بایستے — خرامِ او دمے در چشمِ من صد بار بایستے
خلد بے روئے او از ہر گلے در دیدہ ام خارے — اگر خار یست بارے زاں گلِ رخسار بایستے
بسر و[ن ۱]ِ نورسِ خود باغباں بسیار مے نازد — ترا گاہے گذر از جانبِ گلزار بایستے
دریغ است آتشِ عشقِ تو در دلہائے آسودہ — تمام ایں شعلہ در جانِ منِ افگار بایستے
منِ دلخستہ را گل بر سرِ بالیں چہ کار آمد — بحالم یک نظر زاں نرگسِ بیمار بایستے
ز خوئے نازک او اشک و آہِ من گرہ تا کے — دلم آتش فشاں و دیدہ گوہر بار بایستے

علاجِ ضعفِ بیماراں چو مے پرسید لعلِ او
فغانی را در آندم قوتِ گفتار بایستے

ہر نفس نالد گرفتارے بعشقِ نو گلے — نیست خالی ہرگز ایں باغ از نوائے بلبلے
بستۂ زنجیرِ لیلیٰ بود مجنوں سالہا — من گرفتارم بدامِ زلفِ مشکیں کاکلے
بسکہ مشتاقم برم حسرت چو بینم در چمن — محرمِ سروے و قدروے ہمدمِ مرغے گلے
نیست از دردے بروں صوتِ حزینِ فاختہ — غالباً دارد گرفتاری بجعدِ سنبلے

ن ۱ بسر و و سوسن۔

قولِ ناصح نشنود مستِ محبت تا بود　　از دمِ مطرب نوائے از صراحی غلغلے
نو بہارے داشت بلبل در چمن گلبانگ عشق
حالیا دارد **فغانی** آں نوا بہرِ گلے

دلا زیں آستاں دردِ دل خود بر دنم او لے　　چو یار از بودنِ من نیست راضی مر دنم او لے
چو از آمد شدِ کوئے تو ام برگِ گلے نشگفت　　بگنجِ نامرادی پا بدامن بر دنم او لے
بروئے ساقیِ خود مے کشیدم ساغرے اکنوں　　چو او با دیگرے ہم کاسہ شد خوں خوردنم او لے
منِ مجنوں کجا و آرزوئے میوۂ باغش　　زدن بر سینہ و دل سنگ و دست آزردنم او لے
فغانی چوں ندارد خاکِ ایں در از وفا بوئے
بگریہ روی بر دیوارِ خویش آوردنم او لے

نکشم سر از وفایت بجفا و ناز بازی　　من و جلوہ ہائے نازت کہ تو خود برائے نازی
سرِ قامتِ تو گردم کہ بلند ہمتاں را　　فگند خاکساری ز مقامِ سرفرازی
ز نہالِ ہستیِ ما گل عیش و آرزو شد　　چہ بآہِ نا امیدی چہ بیادِ بے نیازی
نہ بگفتۂ رقیبی نہ بہ اختیارِ عاشق　　چہ حریفِ خود مرادی کہ بہیچکس نسازی
بہ نوازشِ رقیباں مگذار جانبِ ما　　چو اسیرِ خویشش کردی ہمہ را بدل نوازی
نہ حریفِ نکتہ دانی نہ رفیقِ مہربانی　　کہ فرستمت پیامے بزبانِ عشق بازی
اثرِ تمام خواہد دلِ خستۂ **فغانی**
کہ برآرد از ہوایت نفسے بجانگدازی

اے چشمِ ترا جانبِ ہر ذرہ نگاہے　　وز دردِ دلِ ہر ذرہ ز مژگانِ تو راہے
ہر چند کہ گریاں ترم از ابرِ بہاراں　　در کشتِ امیدم نشود سبز گیاہے
اے رشتۂ فیضِ قلمت آیۂ رحمت　　برکش قلمے بر کہنہ نامہ سیاہے

ن لہ دارد۔

کے جاں بسلامت برم از معرضِ خوباں　　من یک تن و ایں قوم جفاپیشہ سپاہے

ما عاجز و از ہر طرفے سنگِ ملامت　　دریاب کہ غیر از تو نداریم پناہے

فریاد کہ از حسرتِ آئینہ رویت　　یلسوزم و نتواں زدن از بیم تو آہے

محروم ز طوفِ حرمت کیست فغانیؔ
آوارہ غلامے ز درِ دولتِ شاہے

میخوردہ اضطراب برائے چہ میکنی　　جامے بکش حجاب برائے چہ میکنی

اکنوں کہ من خراب تر از دیگراں شدم　　پرہیز از شراب برائے چہ میکنی

دانستہ ام کہ شب ہمہ شب چیست در تعر　　واں گشتِ ماہتاب برائے چہ میکنی

جانے دگر نماند کہ سوز د ز دیدنت　　رخسارہ در نقاب برائے چہ میکنی

یارم بگفتِ تلخ چہ امید ہی نمک　　در آتشم کباب برائے چہ میکنی

مابستہ ایم لب ز حدیثِ کنار و بوس　　بر ما دگر عتاب برائے چہ میکنی

بارے بگو کہ چیست فغانیؔ مرادِ تو
خود را چنیں خراب برائے چہ میکنی

اے حدیثت شکرِ ناب چہ شیریں سخنی　　کہ بشیرینیِ گفتار شکر مے شکنی

میتواں دید ز لطفِ بدنت جوہرِ جاں　　جانِ من یاد فدائے تو چہ نازک بدنی

خاک زد پیرہن از رشک قبائے تو چو گل　　ہر سہی قد کہ علم بود بگل پیرہنی

جانِ من یکنفس از ذکرِ لبت غافل نیست　　ہم تو نی واقف ایں حال کہ در جانِ منی

میشوی یارِ رقیبانِ جفا کار مدام　　فتنہ در انجمن اہلِ وفا مے فگنی

میکشد غصۂ ہجرم چہ ہی مژدۂ وصل　　ایں اشارت بکسے دہ کہ بود زیستنی

آہ جانسوز فغانیؔ زدم گرم مکش
دم نگہدار کہ در جان خود آتش نزنی

ن لہ جائے۔

تو و حسنِ کامرانی من و عشق نامرادی ۔ کہ بروئے خویش بستم درِ خرمی و شادی
رہ و رسم نامرادی ز دلِ شکستہ جُو ۔ کہ قدم بہستیِ خود زدہ در ہزار وادی
چہ بود سیاہیِ شب چو بوئی چراغِ منزل ۔ چہ غم از درازیِ رہ چو بوئی دلیل و ہادی
نگذاشت برقِ عشقت اثرے ز ہستیِ ما ۔ چہ حریفِ خانہ سوزی کہ بہ بختِ من فتادی

چوں نہ رفت ہیچ کارے بمرادِ دل **فغانی**
برخت نہادہ مسکیں رُخِ عجز و نامرادی

بکشائے پردہ از گلِ رخسار اندکے ۔ آبے نما بہ تشنۂ دیدار اندکے
رفتی بگشتِ باغ و من از درِ فغاں کناں ۔ سر بر نکردی از سرِ دیوار اندکے
شبہا کنم ز دردِ تو تا روزہ آہِ سرد ۔ نا کردہ گرم دیدۂ بیدار اندکے
ہر چند دردِ دل بتو بسیار گفتہ ام ۔ نشنیدۂ ہنوز ز بسیار اندکے
با آنکہ دشمنی کنی اظہارِ دوستی ۔ گر با تو حالِ خود کنم اظہار اندکے
بسیار نازکی مکن آزارِ بیدلاں ۔ اے گل ندیدۂ المِ خار اندکے

اے مرہمِ شکستہ دلاں التفاتِ تو
رحم آر بر **فغانیِ** افگار اندکے

با غمت سازم کہ روزے غمگسارِ من شوی ۔ ہمدمِ جان و دلِ امیدوارِ من شوی
ایں ہمہ جور و جفا کز خشم و نازت میکشم ۔ صبر آرم در وفا تا شرمسارِ من شوی
چوں نکردی یاریِ من بخت ہم یاری نکرد ۔ بخت یارِ من شود روزے کہ یارِ من شوی
ہر شب اے گل میکشم از سینہ صد خارِ جفا ۔ بر امیدِ آنکہ فردا نو بہارِ من شوی
صورتے داری کہ از یک جلوہ صد دل مے برد ۔ آہ اگر روزے باین صورت دچارِ من شوی
اے بسا شبہا کہ ہمچو شمع باید زندہ داشت ۔ تا چراغِ دیدۂ شب زندہ دارِ من شوی
بس کن ایں زاری **فغانی** تا کے از داغِ فراق ۔ گریہ آموزِ دو چشمِ اشکبارِ من شوی

بس تازہ وتری چمن آرائے کیستی
نخلِ امید و شاخِ تمنائے کیستی

روز آفتاب روزن و بامِ کہ میشوی
شبہا چراغِ خلوتِ تنہائے کیستی

رنگت چو بوئے دلکش و بویت چو خوئے خوش
حوری سرشتِ من گل رعنائے کیستی

گل این وفا ندارد و گلزار این صفا
اے لالہ غریب ز صحرائے کیستی

اے گل ز شرم دامن پاک تو در عرق
از جویبارِ دیدہ بینائے کیستی

حالا ز غنچہ دلِ ما باز کن گلے
در انتظارِ وعدۂ فردائے کیستی

چوں من بہ بندِ عشقِ تو صد ماہ رو اسیر
تو زلف تاب دادہ بسودائے کیستی

بزمے پُر از پری ست فغانی تو درمیاں
دیوانۂ گدای و شیدائے کیستی

بتو حالِ خود چہ گویم کہ تو خود شنیدہ باشی
غم دل عیاں نسازم کہ بداں رسیدہ باشی

چہ کند کسے کہ عمرے بغزال نیم خوابت
چو نظر فگندہ باشد ز برش رمیدہ باشی

برہت فتاد بیخود چہ خوش آنکہ بے گمانی
بسرم رسیدہ ناگاہ و میاں کشیدہ باشی

چہ فراق بیند آں دل کہ تو جلوہ گاہ سازی
چہ حجاب گرد داو را کہ تو نورِ دیدہ باشی

غم ناامیدیِ من مگر آں زماں بدانی
کہ بروں ز باغ آئی و گلے نچیدہ باشی

بخطِ بنفشہ خامش نظرے بیفگن ایدل
کہ دعائے صبحگاہی بر خش دمیدہ باشی

مشو اے رقیب یارش بجفا و یاد آں کن
کہ ہزار بے ز حسرت لبِ خود گزیدہ باشی

بوصالِ سرو قدش برسی مگر زمانے
کہ دریں چمن فغانی چو الف جریدہ باشی

دل گریہ سوختیم و تو آہے نمے کنی
در آب و آتشیم نگاہے نمے کنی

بہرِ تو در متاعِ خود آتش زدیم و ہیچ
رحمے بحالِ جامہ سیاہے نمے کنی

ن ۱؎ از - ن ۲؎ سوختم - ن ۳؎ آتشم و -

کشتِ وجودِ ما نشُدے سبز کاشکے — ہر کس چو اعتماد گیاہے نے کنی
من از نظارۂ تو چنیں مے شوم خراب — ورنہ تو در چہ دیدہ کہ راہے نے کنی
مارا ز پہلوئے تو دلِ خانہ شد خراب — تو شادمانِ اینکہ گناہے نے کنی
در یکدم التفاتِ تو میسوز دم رقیب — شکرست کین وفا ہمہ گاہے نے کنی

کس را چہ کار با تو فغانیؔ ز نیک و بد
شبہا بر آں در از چہ پناہے نے کنی

تا کے اے غنچہ دہن گوش بہ ہر پند کنی — سخنے گو کہ زبانِ ہمہ را بند کنی
وقت آں شد کہ درآئی ز رہِ مہر و وفا — تا بکے جور نمائی و جفا چند کنی
چشم دارم کہ کشی جام و بمن جرعہ دہی — ساغرِ عیشِ مرا پُر شکر و قند کنی
ہوس کشتنِ من کن کہ بود دیتِ لطف — گر بدیں شیوہ مرا خورم و خورسند کنی
اے صبا گر بکشائی گرہے از خمِ زلف — رشتۂ جانِ اسیراں بچہ پیوند کنی
بندۂ پیرِ مغاں باش کہ در منزلِ آں — عیشِ جاوید ز الطافِ خداوند کنی

لذتِ عمر ہمین است فغانیؔ کہ مدام
وصفِ جاں بخشیِ آں لعلِ شکر خند کنی

ہر سوئے جلوہ اے گلِ خنداں چہ میکنی — خو در ابہر کنار خراماں چہ میکنی
جانِ دگر نماند کہ گیرم عنانِ تو — رفتم ز کار ایں ہمہ جولاں چہ میکنی
بنما بعاشقاں لب آلودۂ شراب — آتش بجلوہ در زدہ پنہاں چہ میکنی
خوابت بہ رز چہرہ پریشانی خمار — داردلبت نشانۂ دنداں چہ میکنی
سنگی نیاز مودہ چہ دانی کہ پیشِ غیر — یا جانِ عاشقانِ پریشاں چہ میکنی
بیداریِ کساں ہمہ از بہرِ خوابِ تست — داری دعائے خلق نگہباں چہ میکنی

ن: لہ عشق۔

چوں شد فغانی از ہوس آں بدن ہلاک
مستانہ چاکہا بہ گریباں چہ مے کنی

جانِ من و دل بردی و جانِ ناتوانم سوختی
این حکایت بانگو دیگر کہ جانم سوختی

از چراغِ دیدہ ام روغن کشیدی جانِ من
آتشی کردی و مغزِ استخوانم سوختی

صورتِ حالِ دلم روشن ترہست از آفتاب
باوجودِ آنکہ در مردم نہانم سوختی

مست بودی گفتمت در دیدۂ من خواب کن
در غضب رفتی و از چندیں گمانم سوختی

از زبانت ہر سخن گویا زبانِ آتش ہست
یاد دار این نکتہ گر آبِ زبانم سوختی

تا رسیدم پیش در پروانہ قلم رسید
مجلست نادیدہ ہم در آستانم سوختی

نامۂ شوقت فغانی شعلۂ داغِ دلست
قصہ کوتہ کن کہ از آہ و فغانم سوختی

منم و سرِ ارادت چو سگاں بر آستانے
بہ جبیں ز ہر داغے بہ رخ از وفا نشانے

بہزار جان شیریں بدلست و عمر سرمد
نفسے کہ خوش بر آید بوصالِ نوجوانے

دلمن دریں نشیمن نشگفت و گشت مخزول
کہ نگفتم از غمِ خود سخنے بہم زبانے

سحریفِ خانہ سوزی تو بجلوۂ ملاحت
کہ بسوخت برقِ حسنت دل و دیدۂ جہانے

بکشا کمندِ مشکیں کہ بگوشہائے ابرو
ہمہ را شکار کردی بہ اشارتِ کمانے

نہ کشیدہ سبزہ بر گل بجمال فتنہ بودی
چکنم کنوں کہ از تو شدہ بلائے جانے

سخنے من و تو آخر ہمہ جا فسانہ گردد
کہ فلاں شدہ ہست مجنوں بمحبت فلانے

تو کہ نازمے فروشی بہ نیازِ دردمنداں
نظرے بحالِ ما کن کہ نمے کنی زمانے

ز ریاضِ دہر کم جو گلِ آرزو کہ ہرگز
نشگفت این گلستاں بمرادِ باغبانے

بہ برائے حریفِ صحبت خبرے بہ پیرِ خلوت
کہ اسیر شد فغانی بکمندِ نوجوانے

من لہٗ نامِ دل۔

سرم در راهِ آں سروِ خراماں خاک بایستے — بزل آمد شدے آں قامت چالاک بایستے
درآندم کز ہوائے او گرفتم شاخِ گل در بر — دلم چوں غنچہ گر بشگفت بارے چاک بایستے
بیاد آں دہن پیوستہ مے بوسم لب ساغر — فروغے در میم زاں لعل آتشناک بایستے
جہانے بستۂ فتراک خود کردی بیک جولاں — سر آشفتۂ من ہم برآں فتراک بایستے
چو از خوں ریختن باکے ندارد غمزہ شوخش — بجانم ناز کے زاں غمزہ بیباک بایستے
بدرد حسنِ او منعم کنند از عشق بیدرداں — دریغا پند گویانِ مرا ادراک بایستے
زبارانِ عنایت کشت امید اسیراں را — بر غم بختِ من مشتے خس و خاشاک بایستے

فغانی خانۂ دل ہر اِو چوں ساختی روشن
دلِ پاکِ تو خلوت خانۂ آں پاک بایستے

نشستی در شراب و رودہا در خونم افگندی — بشو دست از وجودِ من کہ در جیحونم افگندی
ز بزم خود چو موج از آب ہمچو شعلہ از آتش — بیک جام لبالب شمع من بیرونم افگندی
ہنوزت سبزہ از گلبرگ و مشک از لالہ پیدا است — بزنجیرِ جنوں بے نسخہ افسونم افگندی
ہماں ساعت بعقل و دانش خود خندہا کردم — کہ نقلِ زعفرانی در مے گلگونم افگندی
گہے در بیستونم کشتۂ سنگ بلا کردی — گہے لیلےٰ شدی در وادیِ مجنونم افگندی
چہ کردم اے قضا آخر کہ از سر منزل عنقا — چو مورے خستہ در ویرانۂ گردونم افگندی

فغانی بس گلو سوز ست معنی ہائے ہر بیتت
مگو چیزے کہ آتش در دلِ محزونم افگندی

مرا دیدی و صیدے در کمند خویش دانستی — فدایت جاں کہ قدر دردمند خویش دانستی
بہ بزم عشرتم خواندی سپند آتشت گشتم — گزند من ہماں دفع گزند خویش دانستی
کنوں در مقدمت میرم کہ جان ناتوانم را — ہوادارِ سہی سروے بلند خویش دانستی
چراغ بزم خواندی دیدۂ نظارہ سوزم را — دلِ مجلس فروزم را سپند خویش دانستی

چه شکر بخت خود گویم که هجراں نامهٔ دردم　　پسند خاطر مشکل پسند خویش دانستی

نه رفتی همره جاناں بماندی شهر بند غم

فغانی ایں هم از طبع نوند خویش دانستی

شبا نگه ترکتازی بر سرم مستانه آوردی　　بقصد من شبے خوں بر در میخانه آوردی

یتیمانِ وصالم تا قیامت بند فرمودی　　چه زنجیر گراں بهرِ منِ دیوانه آوردی

من از تو سوختم خورشید من شهرے تمام از من　　سحر چوں سر بروں از روزن کاشانه آوردی

لب از گفتار بستم تا برم جاں از عتاب تو　　برائے خواب نازم بر سر افسانه آوردی

کنونت ناظرِ بزمم که نقل و باده امدادی　　کنونت مرغ گلزارم که آب و دانه آوردی

فغانی کشتنت معلوم شد زاں شمع خیرتیاں

چو در بزمش ز دیوانِ غزل پروانه آوردی

آں نیستم که تلخ کنم عشرتِ کسے　　وز بهر عیش تلخ دهم رحمتِ کسے

در ساختیم بزم جدائی و عیش تلخ　　رشک کسم مے کشد و غیرتِ کسے

منت کشم زجانِ بلا سوز خویش به　　گر آرزوئے جام کشم منتِ کسے

چندانکه خواستم بدعا دولت کساں　　آسودگی نیافتم از دولتِ کسے

با آنکه دل ز نعمت دیدار سیر نیست　　سیرے مباد ش از نگر د نعمتِ کسے

کشت امید خشک شد و نخلِ آرزو　　سر سبز یم نشد ز نم رحمتِ کسے

دوزخ نواله ساخت **فغانی** و بست لب

ناخوانده سر نزد بدر جنت کسے

گر آں بودے که بختم نیک خواهِ خویشتن بودے　　سرم در پائے ترک کجکلاهِ خویشتن بودے

نگشتے هرزه بر گرد چراغ دیگراں هرگز　　صفائے خاطرم از برقِ آهِ خویشتن بودے

زخوباں ایں دلِ دیوانه در دام بلا افتاد　　اگر نه تا قیامت در پناهِ خویشتن بودے

بوصل دیگرانم دل مده ناصح که از خوباں
مرا اگر طالعے بودے زماہِ خویشتن بودے

نگشتے پائمالِ توسنش آئینہ دلہا
اگر یک رہ نظر بر خاک راہِ خویشتن بودے

شہید پستہ و بادامِ آں ترک شکر خندم
کہ نقل مجلس و نقل سپاہِ خویشتن بودے

بجرمِ عشق اگر بر دار کردی مستمندے را
ہنوزش صد نظر بر بیگناہِ خویشتن بودے

کجا بر طاق ابروئیش توانستے نظر کردن
اگر خونخوارہ چشم سیاہِ خویشتن بودے

ازیں چابک سواراں گر فغانی داشتے بختے
سرش ہم در رکاب بادشاہِ خویشتن بودے

اے غنچۂ تو در سخن از سرِّ معنوی
نخلت کرشمہ باز ز انفاسِ عیسوی

شیریں خرامِ من گذرے کن بگلستاں
تا گل بمقدمت فگند تاج خسروی

گلہائے نو شگفتہ بوصفِ تو در چمن
ہر یک سفینہ ایست ز دُرہائے معنوی

نقش جمالت از قلم صنع آیتیست
کیں شیوہ نیست در رقم کلک مانوی

وصلت اگر بہ ترکِ علائق میسر است
قطع نظر ز حاصل اسباب دنیوی

چشمے و صد کرشمۂ شیریں ہزار ناز
اے فتنۂ زمانہ چہ مستانہ مے روی

نو شد بلائے عشق فغانی ز نو گلے
پیرانہ سر نہاد غمش روئے در نوی

اے شمع جمالت اثرِ نورِ الٰہی
رخسار دلفروزِ تو آئینۂ شاہی

ہر چشم رواں بہر غزالانِ چشیم
زاں چشم سیہ دام کند سرمہ سیاہی

اے فتنہ و آشوب و بلا شیوہ چشمت
غیر از تو ندانست کس ایں شیوہ کماہی

روزے کہ گل روئے ترا دائرہ بستند
دادند بہ حسنت مہ و خورشید گواہی

ہر گل کہ مہ از چشمۂ مہر تو خورد آب
در باغ جہاں نام بر آرد بہ گناہی

غافل مشو از زاری ما اے گلِ رعنا
ایں اشکِ جگر خوں نگر و چہرۂ کاہی

هر صبحدم از گریه جاں سوز فغانی
بر ماه زند خون جگر موج ز ماهی

اے بردہ دل از دلبراں حسنت ز روئے دلبری
هر گوشه سرگردانِ تو صد آفتابِ خاوری

چوں از قبائے نیلگوں نخل قدت آید بروں
یوسف کشد در خاک و خوں پیراهنِ نیلوفری

گیرم که صد افسوں کنم سوز سخن افزوں کنم
وصف جمالت چوں کنم کز برگ گل نازکتری

رخسارہ گلگوں ساختی مستانه بیروں تاختی
صد ملک دل پرداختی فریاد ازیں جادوگری

هر جا که باشی در گذر وز سوز دلها بے خبر
آهے بر آرم از جگر تا غافل از ما نگذری

مه پاسبانِ کوئے تو مهر از شرف هندوئے تو
جانها سپندِ روئے تو یا رب چه نیکو اختری

رنگت قضا آمیخته حسن و ملاحت ریخته
ناز و بلا انگیخته درصورتِ حور و پری

اے رفته با صبر و سکوں ناگه بگوئی دردروں
عشقت گدا آرد بروں گر بادشاهِ کشوری

خو کن فغانی در قفس بشکن پر و بالِ هوس
تا کے چو بلبل هر نفس نالاں بباغِ دیگری

گر بگویم بتو اے مه که چه زیبندہ نازی   رخ بر افروزی و در عشوه نازم نگدازی

گر بدانی کہ چہ خوبست خطت بر ورق گل　　یک نفس آئینہ از پیش نظر دور نسازی
کشتہ و مردۂ آنم کہ بشوخی رعنائی　　نرگس از سرمہ سیہ سازی و سنبل بطرازی
آفتابی و منت ذرۂ خورشید پرستم　　آہ گر بر سرم آئی ز در بندہ نوازی
تا کے از آئینۂ کج نظران زنگ زدودند　　ما در آب عرق از اشک تو با خندۂ بازی
روز کوتاہ حیاتم سیہ از ہجر وز امید　　چشم دارم کہ شب وصل نہد رو بدرازی

کشتہ افتادہ فغانی زکمیں کردن تو
صید در خونِ جگر غرق تو مشغول ببازی

بنشیں و از میان کمر فتنہ زا کشائے　　تا جان تشنہ داد ہم آبے قبا کشائے
در انتظار یک نگہ ام جان بلب رسید　　چشمے بروزگارِ منِ مبتلا کشائے
از حد گذشت روشنیِ مجلس رقیب　　یک رہ در خزانہ ایں بے نوا کشائے
داری ہوائے صحبت بیگانہ ہمچناں　　چوں گویمت کہ در برخ آشنا کشائے
نکشودہ ہرگزم گرہے دل بخندۂ　　آہ ار بماند ایں گرہ بستہ نا کشائے
اے ترک مست بوئے خوشت عالمے گرفت　　بند قبا کہ گفت کہ پیشِ صبا کشائے

راہ نظر بہ بند فغانی ازاں غزل
یا چشم تیرہ در رہ تیر بلا کشائے

از و قاصد بخشم آمد بمن یار است پنداری　　زمرگم میدہد پیغام غمخوار است پنداری
کشم از دوستاں جورے کہ داغ دشمنم سہل است　　بلائے من ہمیں بیداد اغیار است پنداری
نگاہے میکنم از دور خورسندم بجاں دادن　　مراد از عاشقی ایں مردنِ زار است پنداری
چہ باک از سوختن آنجا کہ باشد آتشیں روئے　　ہلاکِ خویش بر پروانہ دشوار است پنداری
چناں از جلوۂ شاخ گلے افتادہ در خونم　　کہ در پایم ہزاراں نشتر خار است پنداری
شود خونِ ہزاراں آب تا برگ گلے روید　　چہ دلبندم باین خونابہ گلزار است پنداری

رود در عاشقی ہر دم ہے افتادہ بر دیگر
شود بسیار از ینہا فتنہ پیکار ست پنداری

چہ درد از آہ مظلوماں فغانی مستِ غفلت را
خبر از خود ندارد خواجہ ہشیار ست پنداری

چند بسینہ از ہوس داغ جنوں نہد کسے
سر بکسے نمے نہی دل بتو چوں نہد کسے

خال زدم کہ از لبت کشتہ بیک سخن شوم
ہم ز لب تو ایں سخن بہر شگوں نہد کسے

عاقبت از برائے تو ہمچو سپند سوختم
چند بنائے عشق را سحر و فسوں نہد کسے

شحنہ مست نیم شب گر کشدم سزا بود
کز پئے بزم ایں چنیں پائے بروں نہد کسے

بہر مرادِ یکدمہ ایں ہمہ غم چرا کشم
سر بہزار آفت از ہمت دوں نہد کسے

کُشت ز شرم کے تواں گفت بروئے آں پسر
وائے کہ بر فرشتہ چوں تہمت خوں نہد کسے

رفت فغانی وہماں سنگ رقیبش از پے است
شاید اگر از یں ستم سر بجنوں نہد کسے

سرم اے بخت در جولانگہے صید افگنے دادی
دگر ہر تار موئے من بدست دشمنے دادی

چہ شکرت گویم اے بخت سیہ کز بہر آرامم
دریں آوارگی بارے نشان گلخنے دادی

مخور خونِ دل و بیہودہ رنجِ خود مکن ضایع
چہ گل چیدی کہ عمرے آب و رنگ گلشنے دادی

مبادا دامنت آلودہ از خونابہ چشمم
کجا ایں روشنائی با چو من تر دامنے دادی

فغان بر داشتی چوں حال من دیدی تو اے دشمن
چگویم ہم تو از دردم نوید مردنی دادی

چناں شد گریہ من در فراق لالہ رخسارے
کہ چندیں چشمہ خوں سر زد از ہر طرف گلزارے

مرا ایں گرم مے پرسی کہ چونی در تماشایم
تو حالِ دیگراں را پرس من در آتشم بارے

بقند و گل نوازی دیگراں را چوں دہی ساغر
چہ باشد ہم تواں کند از دل آزردہ خارے

نہ ذوق انگبیں دل در ملامت دادہ ام و نہ
ز ہر خار گلستانت چرا امیدم آزارے

ملولم زین گدائی شوخِ من تلخے چرا گفته — گرم چیزے نے بخشی خموشم کن بگفتارے
مرا زاں شمع روشن میتواں دریک نفس کشتن — چراغ مردہ را زنده کن گر میکنی کارے

نه چون بلبل **فغانی** رخ بتاب از پائے سرو گل
بیا گر همتے داری قدم نه بر سرِ دارے

یاد داری که دلم را بجفا خوں کردی — مست بودی چه بجانِ من مجنوں کردی
بر سرم شب همه شب جنگ رقیبانِ تو بود — درمیاں آمدی و عربده افزوں کردی
عاشق امروز بخونِ دلِ خود دست زند — که هوائے مے لعل و لب میگوں کردی
کیست کو مردنِ ما هیچکساں منع کند — ناز بر قاعدهٔ شیوهٔ موزوں کردی
شد جهاں بر سر آں غمزه و غوغاست هنوز — ایں همه فتنه بیک چشم زدن چوں کردی

در زباں داشت **فغانی** ز تو صد گونه سخن
دید آں شکل و زباں بست چه افسوں کردی

نه خوئے نازکت از غیر دیگر گوں شود روزے — نه ایں رشک از دلِ پر خونِ من بیروں شود روزے
باندک گرمیٔ اغیار دشمن گشتهٔ با من — معاذ الله اگر ایں دوستی افزوں شود روزے
به بزمت داشتم جامے بصد شادی چه دانستم — که از چشم بدم ایں باده در دل خوں شود روزے
چو از آمد شد کوئے توام برگ گلے نشگفت — بکنج نامرادی با دل پر خوں شود روزے
بچشم کم مبیں اے عیب جو اشکِ نیازِ من — که اندک اندک ایں آب رواں جیحوں شود روزے

ز بیم یار نفرینِ رقیبم بر زباں آمد
فغانی ایں دعا شاید که بر گردوں شود روزے

چه شد گر صحبتِ یاراں چنیں رنجیده مے آئی — ز گلزارے که مے رفتی گلے ناچیده مے آئی
گلت از غیرتِ آهِ گدا میں تشنه میجوشد — که در آب عرق زینگونه تر گردیده مے آئی
کسے باید که بیند یک نظر شکل پر آشوبت — چنیں شاہانه چوں تاج و کمر بخشیده مے آئی

چه افسونت چنین دیوانه وش دارد نمے دانم   که هر جا مے روی یکدم نه آرامیده مے آئی
براهت هر قدم چشم و دلے در خاک خوں مانده   تو بیباکانه دامن از همه ناچیده مے آئی
نمیگویم که رحمے بر فغان گریهٔ من کن   تو کز ناز و جفا بر دیگراں خندیده مے آئی

جگر سوزد کجا گفت **فغانی** بشنوی چوں تو
نوائے بلبل و آوازهٔ نشنیده مے آئی

ترا آتش نهادی مردمی آموز بایستے   فراواں اهل سازت مست یکدلسوز بایستے
نشد فیروز مندم یک نصیحت بر دلِ سنگیں   بایں دعوے سپاه عقل را فیروز بایستے
زماهے داشتم گاهے سلامے فرقتش دیدم   چه میکردم اگر ایں دولتم هر روز بایستے
بر آمد شعله هائے آتش شوق از دلِ خاکم   ازاں دست و کمانم ناوک دلدوز بایستے
دریغا آتشِ پنهانِ من بر تو نشد روشن   چراغ تیره سوزِ من جهاں افروز بایستے
بروزے گشتم از هجراں که دشمن رحم مے آرد   وفائے وعدهٔ فردائے من امروز بایستے

فغانی پیری و دیوانگی در عشق رسوائیست
خزانِ عمر را بار دگر نوروز بایستے

شراب خورده زیادت غم جمال نداری   زمستیِ تو چگویم که اعتدال نداری
چگونه دردِ دلِ ما گذر کند بخیالت   که غیر ساغر و معشوق در خیال نداری
کدام روز که بر رغم خانه سوخته چند   بگوشه طربے با کسے وصال نداری
ازیں ترقیِ هر روزه در جمال عیاں شد   که همچو حسن جهانگیرِ خود زوال نداری
دمے گذاشته شاهین بقصد خونِ تذرواں   گہے بجز هوس کشتن اے غزال نداری
گلے و صال نخواهم که بر دلِ تو گرانست   تو نازکی و سرو برگِ ایں سوال نداری

تمام دردی و در دست در پیاله عشقت
برائے سوخته قطرهٔ زلال نداری

تو رفتی من مقیم کعبۂ دل تا تو باز آئی
دو چشم خونچکاں بر راہِ محمل تا تو باز آئی
دُعا ہائے نیاز آلودہ یارب ہائے درد انگیز
فرستم از پئیت منزل بہ منزل تا تو باز آئی
برائے آنکہ بر چیند غبارے از رہِ گلگوں
نہم بر خاکِ رہ آئینۂ دل تا تو باز آئی
اگر نادیدنت مقدار دیدن آرزو دارد
بود بر دردمنداں کار مشکل تا تو باز آئی
چو تو از دیدہ ام رفتی دلے ہست از خیالِ تو
پُر از نقش و نگار ایں خانۂ گل تا تو باز آئی
تو رفتی و منِ دیوانہ تنہا شہر بندِ دل
بخواہم پارہ کردن صد سلاسل تا تو باز آئی
براہ انتظارت بس کہ بر خارا زنم خود را
شوم بد تر ز مرغ نیم بسمل تا تو باز آئی
زہے از محفل دل خیمۂ عشرت بروں بردہ
فغانی پاس دار شمع محفل تا تو باز آئی

اے بکرشمہ ہر زماں گلبنِ باغ دیگرے
من شدہ کوہِ درد و تو لالۂ باغ دیگرے
سوزِ تو در دلِ حزیں چوں نگرم بہ نیکواں
بر دلِ خویش کے نہم بہیدہ داغ دیگرے
یار بدیگراں رواں من شدہ در پیش دواں
چند تواں شد اینچنیں رہ بچراغ دیگرے
من بخیالِ آں پری گم شدہ ام بخویشتن
وائے کہ او بر غمِ من کردہ سراغ دیگرے

همچو فغانیم بود کاسه دیده پر ز خوں
تا شده عکس ساقیم نقش ایاغ دیگرے

اے رقیب آندم که بر کف تیغ بیدادش دہی
از من[1] سرگشته بهر امتحاں یادش دہی

شکل شیریں را بگو از راستی آه اے قضا
گر بدیں صورت خرامے سوئے فرہادش دہی

چوں قدش در جلوه کے باشد اگر آب حیات
صورتے سازی زیب سرو آزادش دہی

اشک من از مقدم او دور ماند اے باغباں
سر بپائے ارغواں و سرو و شمشادش دہی

جمع کردم غنچه دل را و مے ترسم که باز
دامن افشاں بگذری اے سر بر بادش دہی

بر سر کوئے ملامت خانه مے سازد دلم
وائے گر سنگ جفائے بهر بنیادش دہی

داد مے خواهد دل آزرده ام سلطان حسن
ده چه باشد گر ز سر لطف و کرم دادش دہی

گر در آئی در خیال زاهد خلوت نشیں
رخنه در دینش کنی تشویش اورادش دہی

مرشد عشق اے فغانی چوں شدی کاش از کرم
دستگیر او شوی یک نکته ارشادش دہی

هر گه فسانهٔ من مجنوں هوس کنی
نشنیده از هزار یکے ار چه بس کنی

زنیساں که گوش از صفت حسن بر تراست
مشکل بود که گوش بگفتار کس کنی

صیدم کن اے سوار مبادا انیب بگیم
از من گذشت چوں که نظر باز پس کنی

اے مرغ بوستاں چه کشائی بعیش بال
باید که یاد تنگدلان قفس کنی

گردی بکوئے دوست فغانی غزل سرائے
خود را اگر بمرغ سحر همنفس کنی

تا چند ملامت کشم از پهلوئے مستی
برخیزم و در هم شکنم ساغر هستی

من در سر و دو قصد بر افلاک شب و روز
تن غافل و ایام زند تیغ دو دستی

ن[1] خواهم از ایں خسته -

کافر شدم ز سجدهٔ رخسارهٔ ساقی — خورشید پرستی به ازیں باده پرستی
یاریست تمنائے تو بر دوشِ تو اے دل — از دوش خود ایں بار بینداز که رستی
با شعله درآمیختن از حرص و تمنا — بے همتی و خویشتن آزردن و پستی
در بیخبری شد سخنت خرج فغانی
خاموش که قدر کنے خویش شکستی

پر فتنه آستینے و پر شیوه دامنے — از کشت سوئے خانه رواں گشت گلشنے
بیروں سفید اندروں زرد قبائے آل — از یاسمین و رختی وز لاله خرمنے
دامن کشاں ز دست فتاں شد که مے گذشت — یک گل نماند در چمنے بلکه سوسنے
او بر زمیں پیاده و سرہا بر آسماں — فریاد ازاں که پائے در آرد به توسنے
بسیار نازکی ز دلِ گرم ما بترس — شاخ گلے چرا کشد آسیبِ گلخنے
معشوق و عاشق آئینه جلوه همند — نامیست مانده برهمنے و برهمنے
رعنائیے تو دید فغانی و زنده ماند
هرگز بایں صفت نبود سخت جاں تنے

شب چو شاخ ارغواں یکتا قبا مے آمدی — ایں چنیں رنگیں و بدحال از کجا مے آمدی
هر طرف افتاں و خیزاں بودی و من منتظر — جان من مے سوختی اے شمع تا مے آمدی
خود که بود آں صید وحشی کمانچناں بیگانه وار — مے شد از پیشِ تو بیخود از قفا مے آمدی
خلق را دست دعا گوئی تو بودی کز چنیں — ابرواں بر چیں بجز اب دعا مے آمدی
دانستی میل مے و معشوق عاشق ناتواں — درد ما را بود تو بهر دوا مے آمدی
خواب در چشمم نیامد از خیالت تا به روز — ایں چنیں ہا بر سرِ عهد و وفا مے آمدی
آه ازاں شبها فغانی کز برائے گلرخے
همچو آتش بر سرِ راهِ صبا مے آمدی

تا کے نشانِ خویش بظلمت فرو بری — یک رنگ عشق باش کہ نامے بر آوری

آئینہ ات گداز چہ حاجت بجامِ جم — اکنوں کہ دست داد صفائے قلندری

آبِ حیات نیز نماند عزیزِ من — مے نوش محوِ ساز خیالِ سکندری

آب و ہوائے میکدہ خوں لعل مے کند — آنجا بباده ده ورق کیمیاگری

بس مُرغ دل کباب شود تا تو یک زماں — در سایۂ گلے بنشینی و مے خوری

باید متاع خوب ببازارِ گرم ازانکہ — دایم بیک ہوس نبود طبع مشتری

جائے کہ بہر طور مسلم نداشتند — ناداں چگونہ پیش برد سحر سامری

افروختی چراغ فغانی بیک نظر
اے دل ہمیں بوَد صفتِ ذرہ پروری



اضافہ غزلیات

ردیف د

عشق آمد و ہوائے صف طاعتم نماند — پرہیز اے فرشتہ کہ آں عصمتم نماند
خود را بعشق لالہ رخے سوختم تمام — اندوہ دوزخ و ہوس جنتم نماند
مے دہ کہ گر فرشتہ شوم ہمچناں بدم — بدنام چوں شوم بر کس حرمتم نماند
دنبال آرزوئے دل خود نمیروم — نومیدیم بسوخت بسے رغبتم نماند
دادی بسے نمک شکرے نیز لطف کن — کز خوان نعمت تو جز ایں قسمتم نماند
دردا کہ از دعا تو بد ستم نیامدی — در جانب کسے نظر ہمتم نماند
اکنوں کہ چوں فغانیم افگندی از نظر
در ہم کہ داشتم ہنرے قیمتم نماند

گلرخاں بر سر خاکم چمنے ساختہ اند — چمنے بر سر خونیں کفنے ساختہ اند
عشق ضائع نکند رنج عزیزاں بشنو — کہ چہا در صفت کوہکنے ساختہ اند
در حقیقت نسب عاشق و معشوق یکیست — ایں فضولاں صنم و برہمنے ساختہ اند
یکپچرا غست دریں خانہ و از پرتو آں — ہر کجا مینگرم انجمنے ساختہ اند
حال عشاق چہ باشد کہ از اں تنگ شکر — کندہ دنداں طمع تا سخنے ساختہ اند
زلف شبرنگ تو دانستہ بقصد دل ما — کہ مدش تعبیہ در ہر شکنے ساختہ اند
تاکشد بار غم عشق فغانی بمراد
دلش از سنگ و ز آہن بدنے ساختہ اند

محتسب گر بدرِ میکده مانع نشود — رندِ میخواره بصد عربده قانع نشود
یار چون در رهِ میخانه قدم پیش نهد — کیست کان راه و روش بیند و تابع نشود
اصل این ذرهٔ سرگشته هم از خورشیدست — هم بدان اصل محالست که راجع نشود
راهِ باریک فنا تیزتر از شمشیرست — قطع این مرحله بے حجت قاطع نشود
عاشق از روئے نکو در نظرے فهم کند — آنچه معلوم بصد شرح مطالع نشود
سعی در کار تو دارند دلا دشمن و دوست — نگران باش که رنج همه ضائع نشود
لب فروبند فغانی و در دل بگشاے — که بتیزی زبان دفع موانع نشود

زمے برآمده آن رنگ آل تا چکند — حضور عیش و غرور جمال تا چکند
گره فگنده در ابرو و کج نهاده کلاه — هزار عربده دارد خیال تا چکند
لبش بخندهٔ جان بخش صد قیامت کرد — ملاحت خط و انگیز خال تا چکند
کنند نگاه و من از پے روم رمیده ز خود — مدام میکشدم آن غزال تا چکند
نه چشم زخم زمان ایمن است صحبت ما — ولے نتیجه روز وصال تا چکند
بهر بهانه برآشفت و مست بیرون شد — غم فغانی آشفته حال تا چکند

شراب خورده و شبخون بعاشقان آورد — چه آفتست که احباب را بجان آورد
شدم بعربده اش زار آه ازان بدمست — که یک دو بوسه کرم کرد و بر زبان آورد
چو گیرم آن کمر بسته را بدعوے خون — که فتنه کاکل آشفته درمیان آورد
ز بند بند دلم این زمان برآمد دود — که عشق خانگیم پے در استخوان آورد
نوید رحمت جاوید ازان بهشتی داد — فرشتهٔ که بمن نامه امان آورد

ماہ من از خانہ مست شب بہوائے کہ شد — ساقی بزم کہ گشت شمع سرائے کہ شد
دولتِ دیدار او باز کرا رخ نمود — آئینہ حسن او روئے نمائے کہ شد
غمزہ پنہانیش آفت جان کہ بود — خندہ زیر لبش باز بلائے کہ شد
عشوہ و نازش کرا داد بشوخی فریب — مکر و فسونش دگر مہر و وفائے کہ شد
گر نہ بمستان خود چاک گریباں نمود — جامہ صد ناتواں چاک برائے کہ شد

بر دل سخت کہ داشت آہ فغانی اثر
ہر نفس گرم او داغ جفائے کہ شد

رخ ترا نتواں جز بدیدۂ جاں دید — خراب جلوہ آں صورتم کہ نتواں دید
دلم بجلوۂ سرد سہی نرفت ز جائے — کزیں متاع دریں بوستاں فراواں دید
دگر بخواب نبیند جمال جمعیت — کسے کہ چشم خوش و طرہ پریشاں دید
بیک تبسم صبح وصال آخر شد — ملامتے کہ دل از روزگار ہجراں دید
نہاد سر بسر کوہ بے ستون فرہاد — چرا کہ شیوۂ دشوار عشق آساں دید

ز آب دیدہ جدا از حریم خاکِ درت
بچشم خویش فغانی ہزار طوفاں دید

مقیدانِ تو از یاد غیر خاموشند — بخاطرے کہ توئی دیگراں فراموشند
برون خرام کہ بسیار شیخ و دانشمند — خراب آں شکن و طرۂ بناگوشند
چہ عیش بہتر ازیں در جہاں کہ بردو نفس — دو کس بدوستی ہم پیالہ نوشند
زہے حریف شراباں کہ بامداد خمار — بصد حرارت و مستی بادہ دوشند
مراست کار چنیں خام ورنہ در ہمہ جا — شراب پختہ و یاراں بعیش در جوشند
بردے برگ بہاراں چو سایہ در مہتاب — فتادہ ہمنفساں دستہا در آغوشند
ہزار جامہ جاں صرف ایں بلند قداں — کہ در نہایت حسنند ہر چہ مے پوشند

چمن خوش است فغانی بیا که از می و گل
جوان و پیر درین هفته مست و مدهوشند

چکند دل که بدوران غمت خون نخورد — میدهد خون جگر سوخته اش چون نخورد
میخورد خون دلم غنچه لعل تو چنان — که بدان میل کسی باده گلگون نخورد
تشنه باده لعلت ز کف خضر و مسیح — دم آبی بصد افسانه و افسون نخورد
می برد مستی می عشوه چشمت ز سرم — ورنه در دور تو کس می ز من افزون نخورد
آتشی میزند از منزل لیلی بشتاب — چاره نیست که بر خرمن مجنون نخورد
ساقیا خون دل خود نخورم زانکه لبت — خواهد این جرعه کی خورد گر اکنون نخورد
میجهد شعله آهی ز دلت برق صفت — دم نگهدار فغانی که بگردون نخورد

درتن سوخته چندانکه نفس میگنجد — جان بیاد تو درین تنگ قفس میگنجد
در دل تنگ من ای شمع سراپرده جان — جز خیال تو میندار که کس می گنجد
گلشن عیش مرا تنگ چنان ساخت قضا — که در آنجا نه هوا و نه هوس می گنجد
نکنم در چمن کوی تو یاد گل و سرو — که دران باغ نه خاشاک نه خس میگنجد
کاکل آه من از غنچه سیراب شگفت — ای دل خسته فسون خوان که نفس میگنجد
برو ای زاهد افسرده که در صحبت شمع — غیر پروانه کجا ذکر مگس می گنجد

چون فغانی نیم از یاد تو خالی نفسی
تا زبان در دهنم همچو جرس میگنجد

ردیف - ر

عید است و هر سو بود گر شوخ دلارائی دگر — دارم من خونین جگر هر دم تماشائی دگر

چون عقد زلفے بنگرم پیچد دل غم پرورم / ترسم که افتد بر سرم بیهوده سودائے دگر
دارم دل صد پارهٔ از غمزهٔ خونخوار او / گردم پے نظاره هردم بماوائے دگر
چون غنچه از چاک دل در جیب کنارم پرز خون / او در قبائے نیلگون دامن کشان جائے دگر
نبود بقصد دام هوس با آن غزالم دسترس / بیخود ز بویش هر نفس افتم بصحرائے دگر
تا چند اے پیمان شکن قصد من خونین کفن / امروز رحم اے جان من چون هست فردائے دگر
چشمت چو قصد خون کند ناز و جفا افزون کند / مسکین فغانی چون کند یا رب تمنائے دگر

ردیف ز

خیز اے ندیم و مجمره عود بر فروز / ساغر بیار و چهرهٔ مقصود بر فروز
امشب که آفتاب حریف است و مه انیس / شمع طلب بطالع مسعود بر فروز
مے ده بجام لعل که مهمان بود عزیز / محفل بتحفه‌هائے زر اندود بر فروز
اے دوست در مقام رضا نه چراغ دل / گو خصم تیره آتش نمرود بر فروز
دل سوخت ساقیا همه تا کے شراب تلخ / داغم به پسته نمک آلود بر فروز
دود چراغ دل ده رهت نور معرفت / آئینه جمال ازین دود بر فروز
صحبت غنیمت است فغانی سپند شو / دست دولت بهر چه رسد زود بر فروز

ردیف ش

بر غم من بحریفان مے شبانه مکش / مسوز جان من و آه عاشقانه مکش
گذار تا بردم گرد باز وے اسبت / هوائے ره مکن اے ترک تازیانه مکش

زکاکلِ تو دلِ تیرہ بخت ـ مے جویم | مرو بتابؔ سراز من بہر بہانہ مکش
سیاہی مژہ ات موجب ہلاک منست | بناز سرمہ دراں چشم آہوانہ مکش

فروغ بزم فغانی بود ز شعلہ دل
بگو چراغ دریں تنگناز بانہ مکش

ردیف م

بحالے بس عجب شب زاں سوار سرخوش افتادم | شد او با صد چراغ از پیش و من در آتش افتادم
بحال مرگ بودم چو صبحدم خواستم ازجا | براہش بسکہ شب در زیر پائے ابرش افتادم
بہر نوعے کہ دانی شیوہ دست و کماں بنما | کہ من خود بسمل از دست و کمان ترکش افتادم
خرابم داشت دوش آں بادہ لب از خندہ شیریں | ہمہ شب سرگراں از آں شراب بیغش افتادم

فغانی شب کہ میرفت از برم آں غمزہ زن پنہاں
نمیدانم چہ گفت آخر کز ینساں ناخوش افتادم

ہر دم آرائش آں عارض چوں گل کشدم | گہ در گوش و گہے رشتہ کاکل کشدم
از تجمل نکند بر من درویش نگاہ | آہ ازاں روز کزیں ناز و تجمل کشدم
نتواں دید کہ زلفش گرہے باز کند | ور بہ بندم نظر از دور تحمل کشدم
من خود از کشتنیانم بہمہ حال ولے | نہ چناں نیز کہ بے فکر و تامل کشدم
آہ ازاں شوخ کہ با مردم بیگانہ مدام | میکند ہمنفسی تا بتغافل کشدم

نالہ از درد فغانی و مرا دیدہ پر آب
چوں نگریم کہ وفا نامہ بلبل کشدم

چنیں تا کے بحسرت آں گل پیرہن بینم | در آتش گردم دازد در سوئے آں بدن بینم
گلش نشگفتہ میل آید جانم چوں بوداکنوں | کہ مست پیرہن چاکش بگلگشت چمن بینم

چہ بر جانم رود تا بگذرد یک تارے سر راہن
بہر تارے کہ چاک دامن آں سیمتن بینم
چو وقت آید کہ بینم یک نظر آں شکل آشفتہ
بر د آئینہ پیش رو و نگذارد کہ من بینم

فغانی چوں نہفتہ آتشم در جان بیطاقت
کہ آں بدمست را چوں فتنہ در ہر انجمن بینم

مدام از آتشے آشفتہ حالم
فغاں کز اختر خود در د بالم
سخن نشنیدم و عاشق شدم وائے
کہ خواہد داد دوراں گوشمالم
چناں از ہمدمانم دل گرفتہ است
کہ از خود نیز می گیرد ملالم
سبو بردار و صحبت بر طرف کن
کنوں کز بادہ خالی شد سفالم
چہ آفت بود در آب و گل من
کہ افتاد ایں چنیں بے بر نہالم
وصالش خواستم پیدا شد از دور
بحاجت میرسم خوبست فالم

چناں پر گشتم از عشقش فغانی
کہ غیر از او نگردد در خیالم

امیدم ایں نبود کز یں در خجل روم
با داغ دل در آیم و با درد دل روم
عشقم بیک غبار بر آورد پیش دوست
دیگر در آتش کہ من منفعل روم
بگذار تا بخاک درش میرم اے رفیق
من از کجا و باغ کجا زیر گل روم
مستم چنانکہ در دہن تیغ آبدار
با جان پر ارادت خون بحل روم

عاشق منم فغانی اگر بہر روے خوب
تبریز دیدہ جانب چین و چگل روم

ربا ید کاش از بر آں مہ نا مہرباں ہوشم
کہ رشک ہمدماں او شود یکدم فراموشم
ز رشک غیر سوزم تا کشم یک جرعہ با آں گل
چہ مے خون جگر صد بار بہ زیں مے کہ مینوشم
رقیب خام دل کے تاب صحبت آورد امشب
چناں کز گرم خونیہائے آں منخوارہ در جوشم

بکوشش گشت قدر هر کسی در پیش یار افزون من مسکین زبون تر میشوم هر چند میکوشم
بسعی بخت رنج من چه کام دل شود حاصل که بخت خفته در خوابست من حیران بد هوشم
چو بگشاید قبا تا دیده را یکدم دهم آبی هم از اول نظر بیهوشش سازد ذوق آغوشم
زهی صحبت فغانی خواب گویم یا خیال است این
که هر سو مست نازی می نهد سر بر سر دوشم

آه کز خوی تو شبها باده خون دانسته ام خورده ام خون شراب لاله گون دانسته ام
سوزدم هر کس بطعنی این سزای آنکه من دیده ام شور اسیران جنون دانسته ام
خواهدم امروز از هر روز نیکوتر گذشت زانکه من نظاره رویت شگون دانسته ام
خاطرت هر دم بجائی میکشد بی اختیار در سرت ای گل هوائی هست چون دانسته ام
سوزدم هر بی وفا بهر نگاهی هر زمان
ای فغانی قدر آن دل چون کنون دانسته ام

شب آن بدمهر را با غیر چون یکرنگ میدیدم به بخت خود دل بد روز را در جنگ میدیدم
بظاهر مینمود آن بیوفا دل گرمی با من ولی در باطنش دل سخت تر از سنگ میدیدم
براهی با رقیبان دیدم آن بدمست را ناگه نگفتم یک سخن با او محل چون تنگ میدیدم
مرا منشان بپهلوی رقیب ای شمع گر بزمت نمی گشتم چنین محروم اگر این ننگ میدیدم
فغانی کز فغان یکدم نیاسودی چه شد یارب
که او را دوش در بزم تو بی آهنگ میدیدم

بی تو شامی که چراغ طرب افروخته ام یاد از شمع رخت کرده ام و سوخته ام
چاک خواهد شدن آخر دل من همچو انار زین همه قطرهٔ خون کز غمت اندوخته ام
نه ز خوابست دمی گر نگشایم دیده بی رخ خوب تو از غیر نظر دوخته ام
در تب هجر مکش آه فغانی بس ازین که من دل شده در آتش خود سوخته ام

من دیوانه شب در خواب دوشین کاش می مردم
که روز از مستی شب این همه خجلت نمی بردم

زبان خود بدندان میگزم هردم من ناکس
که از بهر چه در مستی لبت را نام می بردم

کشم صد انفعال از خویش هیرم از پریشانی
چو یاد آرم که در مستی سگ کوئے تو آزردم

بمستی دوش رنجانیدم از خود خاطر یاراں
چه کردم کاش خوں میخوردم واین مے نمیخوردم

فغانی یار چوں مے شد ملول از ہائے وہوئے من
چرا دل باه و ناله جاں برلب نیاوردم

ببزم مست گر بپہلوئے رقیباں جا نمیکردم
من دیوانه آنجا این ہمه غوغا نمی کردم

زمستی یک سخن گر با رقیبانش نمی گفتم
برائے خویشتن صد درد دل پیدا نمی کردم

نہانی داشتم در سے که می آورد در چو خشم
ببزم مست شمع من این بیخودی عمداً نمی کردم

شدم دیوانه از سنگ رقیباں کاش با انساں
پے آہو چو مجنوں روئے در صحرا نمیکردم

بجاں درماندم از سودائے عشقت ده چه خوش بودے
که می مردم من درویش و این سودا نمی کردم

فغانی شب چناں شیدائے شمع روئے او بودم
که گر میسوخت سرتاپائے من پروا نمے کردم

مبیں که تاب نگاه تو آفتاب ندارم
مناز و خنده پنہاں مکن که تاب ندارم

هنوز در خفقانم ز گریہائے شبانه
زباں نگر وجود چنیں شراب ندارم

بمانده دانش من در جواب یکسخن تو
دگر بهر چه سخن میکنی جواب ندارم

قلم بحرف سلامت کشیده ام من مجنوں
چنانکه گر بزنند آتشم عذاب ندارم

ببزم لاله رخاں گشته چوں سپند بر آتش
چه جائے باغ که پروائے مشکناب ندارم

ز گلخنم مبرا ے دل که داشتی بچراغم
برو که من هوس گشت ماهتاب ندارم

زماں زماں ز خیالت در آتشم همه شب
چه خوابهائے پریشاں کز اضطراب ندارم

ز یاد روئے تو هرگز نداشتم خبر از خود
تو نی برابرم امشب که هیچ خواب ندارم

گذشت گریه ام از حد چنیں مسوز فغانی
کہ آب در جگر از دود ایں کباب ندارم

قدح بیار کہ من خانہ سوز و دیر پرستم | زجام و جرعہ چہ خیزد سر قرابہ شکستم
گہے شکایت مستی و گاہ طعنۂ توبہ | نرستہ ام ز زبانہا بہر طریق کہ ہستم
بمجلسے کہ رسیدم سپند بودم و آتش | کدام روز بہ بزمے برسم عیش نشستم
ہزار خار کشیدم ز دیدہ بر سر ہر کو | کہ ہیچکس بترحم گلے نداد بدستم
نہ در طریقہ مستی و آفتاب پرستی | بہیچ مرتبہ پیدا نشد ستارہ پستم

ہزار جام جم اینجا بجرعہ الست فغانی
چنانکہ بود ادا کردم ایں ترانہ مستم

زباں در ذکر و در دل نقش زلف یار می بندم | مسلمانی اگر اینست من زنار مے بندم
برشک از من در و دیوار و من از بہر دیدارے | چو نقش خانہ خود را بر در و دیوار می بندم
دمادم شکر و بادام او در عشوہ با مردم | من از غیرت نمک بر دیدہ خونبار می بندم
بدست آرد گلے از گلبن امید خود ہر کس | مرا خوں در جگر ماند کہ دل در خار می بندم
بکام دشمناں برخواستم از مجلس خوباں | خیال دوستی با مردم ہشیار مے بندم

نگاہے میکنم ہمچوں فغانی از سر حسرت
ز پیکاں رخنہاے دیدہ خونبار مے بندم

شود بر گلشنم دل چاک و در مجلس جگر خوں ہم | فغاں از اختر بد حال و از بخت دگرگوں ہم
نبودم من کہ میزد عشق در آب و گلم آتش | وگر با ور نداری ہماں کارست اکنوں ہم
نیازے باید و سوزے کہ رحم آرد دل افروزے | وگر اینہا نباشد در نگیرد سحر و افسوں ہم
دلم مے سوز دو کام دلم صورت نمی بندد | دردنم داغ شد صد بار ازیں معنی و بیروں ہم
باندک عشوہ جاں داد مجنوں من چرا باشم | کہ چندیں شیوۂ دارد نو خط من طبع موزوں ہم

حلالش باد این عشرت کہ روز از روز افزونست
جفائے نرگس مخمور و آب لعل میگون ہم

فغانی عشق بے درد و ہنر بے غصہ ممکن نیست
ہمیں فریاد میزد سالہا فرہاد و مجنوں ہم

اگر باد فنا بیروں برد از کوئے او خاکم
بماند ہمچناں در انتظارش چشم تمنا کم

من آں صیدم کہ چوں از دور بینم شہسوار خود
رواں ناخوردہ تیر از پا در آرد ذوق فتراکم

درون سینہ پر آتشم پیکاں کہ دوزش
نماند و ماند داغ حسرت او در دل خاکم

من سرگشتہ را ایں بیقراری از جنوں نبود
ہوائے گلرخے ہر سو دواند ہمچو خاشاکم

بجرم عشق اگر در آتشم مے افکنند اما
بخواہد گرد کاوے اے فغانی دامن پاکم

ما بہر ساقیان دل فرزانہ سوختیم
مجموعہ خیال بمیخانہ سوختیم

آبے بر آتش دل ما ہیچکس نزد
چندانکہ پیش محرم و بیگانہ سوختیم

مارا کسے در انجمن خویش رہ نداد
چوں بیکساں بگوشۂ ویرانہ سوختیم

غمخوار گو مسوز سپند از برائے ما
ما چوں در آتش دل دیوانہ سوختیم

ہرگز نداد صحبت پروانہ پرتوے
پیش چراغ خویش چو پروانہ سوختیم

جاں در سر زماں شد و کوتہ نشد سخن
افسوس کیں چراغ بافسانہ سوختیم

بس خرمن مراد فغانی بباد رفت
ما غافلاں در آرزوئے دانہ سوختیم

چہ خواہد شد مرا امشب بدل درد عجب دارم
سرشک لالہ گون چہرۂ زرد عجب دارم

سر من در گرو با یار دحیراں چہرۂ عقلم
ازیں منصوبہ مشکل جاں برم نرد عجب دارم

بیکے بکشائے ہجراں نامہ در دمن د بنگر
کہ در وصف قدت در ہر ورق فرد عجب دارم

زگشت باغ مے آئی بخاک من گلابے زن
کہ از آں دامن نازک بدل درد عجب دارم

بران بسیار دان خواهم که خوانم نسخهٔ دردے
فغانی تا چه در گیرم سرِ دردِ عجب دارم

زشوق آنکه خواند نامهٔ من آنچنان شادم — که در وقت نوشتن مہر و نام خود از یادم
بخونِ دل نوشتم نامه و سویش فرستادم — نخواند یا نه بارے من نیاز خود فرستادم
دلم بے اختیار از بخت ہر دم گوید آزادے — مگر از بنده یاد آورد جائے سرو آزادم
ز بیماری چنان گشتم که گر عمرم امان بخشد — برائے افگنم خود را که سویت آورد بادم
بجان بندم میان چو شمع و گیرم سوختن از سر — بشکر آنکه در بزمت قبول خدمت افتادم
بنائے عشق اگر محکم نباشد در دل ویران — برد دور از سر کوئے تو آب دیده بنیادم
دلم خود نامه در دستت اگر بگشایدش روزے
شود روشن فغانی موجب افغان و فریادم

جدا زان شاخ گل صد داغ حسرت زین چمن بردم — ہمیں گلہا شگفت از عشق او رنجے که من بردم
ز آسیب خزان اے باغبان ایمن نشیں اکنوں — که بے او آهِ سرد از سایهٔ سرو و سمن بردم
بطرف باغ گو آهنگ عشرت ساز کن بلبل — که من غمہائے خود در گوشهٔ بیت الحزن بردم
ز آب دیده چوں رسوا شوم در جامهٔ مستی — لباس نیستی پوشیدم و سر در کفن بردم
روان گردید خوناب دلم از ساغر دیده — بیاد لعلِ او چوں جام مے پیش دهن بردم
بمستی تا بدامن چاک شد صد جامهٔ هستی — بهر محفل که بیخود نام آن گل پیرهن بردم
نگفتم حال و رفتم چوں فغانی از سرِ کویش
غم و دردے که در دل داشتم با خویشتن بردم

غمت خوردم که روزے با تو چوں گل همنفس باشم — نه چوں وقت گل آید در شمار خار و خس باشم
مرا از سوختن شد دولتِ پروانگی حاصل — چرا بیخود شهید عشق مایل چوں مگس باشم
مرا جذب عتابت میبرد در بزم وصل آخر — چه غم گر چند روزے از رفیقان باز پس باشم

زنرکِ خویش چوں عنقا تواں شد در جہانگیری
کجا در قیدِ تن درماندہ چوں مرغِ قفس باشم

ملامت میکند ہر کس کہ مے بیند مرا بے تو
بدیں یک جاں کہ من دارم اسیرِ چند کس باشم

دریں آبِ ہوا مرغِ دلم ہرگز فرو ناید
مگر از دانۂ خالِ تو در دامِ ہوس باشم

اثر چوں نیست در فریادِ من شبہائے تنہائی
فغانی تا یکے با نالہ از فریاد رس باشم

ہر نفس با خود خیالِ آں رخِ گلگوں کنم
آرزوئے دیدنِ رویت بدل افزوں کنم

چوں خیالِ صورتِ روئے تو آرم در نظر
از تحیر آفریں بر خامۂ بیچوں کنم

سر ز طاعت بر ندارم گر ز عمرِ خود دمے
سجدۂ در سایۂ آں قامتِ موزوں کنم

گر مرا صد غم بود بر دل چو بینم روئے تو
بر کشم آہے و غمہا را ز دل بیروں کنم

در سخن مردم چو شمع و سوزِ دل روشن نشد
در نمیگیرد چراغے تا یکے افسوں کنم

کاش پرسد غنچۂ لعلِ تو از من نکتۂ
تا بتقریبِ سخن شرحِ دلِ پر خوں کنم

خواب شد بر دیدۂ شب زندہ دارِ من حرام
بس کہ شبہا نالہ از بے مہریِ گردوں کنم

من کہ دارم صد نوا از نالۂ شبگیرِ خود
گوش کے بر ارغنونِ بزمِ افلاطوں کنم

بیتِ احزانِ فغانی کے شود بزمِ طرب
چند از ہر گوشہ فریاد از دلِ محزوں کنم

ہر سخن کز وصفِ آں لبہائے میگوں بشنوم
گوش دارم تا ہم از لعلِ تو مضموں بشنوم

بس کہ مشتاقم اگر وصفِ ترا گوید کسے
گرچہ غیرت سوزدم خواہم کہ افزوں بشنوم

تابِ دیدارت ندارم طاقتِ گفتارِ تم
از درونِ دل میگو سخن تا من ز بیروں بشنوم

من کہ از خود نکتۂ لعلت نہاں از گوشِ جاں
گفتہ باشم از زبانِ دیگراں چوں بشنوم

چارۂ نبضِ دلم چوں نیست در دستِ حکیم
کے شفا یابم اگر صد درسِ قانوں بشنوم

خوشتر آید از نوائے عشرتم در گوشِ جان
نالۂ دردے کہ از دلہائے محزوں بشنوم

بسکہ از دست تو فریاد فغانی شد بلند
زود باشد کیں صدا از چرخ گردوں بشنوم

بیا کہ پیش تو اے سرو گلعذار بمیرم
بہر کرشمہ و نازت ہزار بار بمیرم
تو در فسانہ تبسم کنی و من بتحیّر
زشوق آں لب جاں بخش زار زار بمیرم
فتادہ بر سر راہ تو جان من بلب آمد
روا مدار کہ از درد انتظار بمیرم
غریب شہر توام شہریار من نظرے کن
کہ حسرتے نبود گر دریں دیار بمیرم
بیاد جلوۂ نخل تو دیدۂ گریاں
نہادہ در قدم سرو جوئبار بمیرم
بہار شد کہ دریں باغ ہر نفس چو فغانی
زصوت فاختہ و نغمہ ھزار بمیرم

کند در دل نشیمن آں پری در دیدہ منزل ہم
کہ خالی نیست از نقش خیالش دیدہ و دل ہم
چناں مے سوزدم شوق جمال جلوۂ ساقی
کہ برمن زار میگرید صراحی شمع محفل ہم
نہ آسانست بر آتش زدن خود را چو پروانہ
اگر شمع رخت در جلوہ آید نیست مشکل ہم
بیاد قد و رخسار و خط سبزت عجب نبود
کہ سرو و لالہ از خاکم برآید سبزہ و گل ہم
شہید عشق را چوں بر سر آید سایہ تیغت
تن فرسودہ یابد آب حیواں جان بسمل ہم
بآہ و نالہ سر چوں در پے محمل نہد مجنوں
جرس را دل بدرد آید کند فریاد محمل ہم
تو بدروز ی فغانی قول مطرب را نۂ لایق
طرب را طالع مسعود باید بخت مقبل ہم

اضافہ اشعار

صفحہ		غزل نمبر		شعر نمبر
۴۸	نہ شگوفہ نہ برگے نہ ثمر نہ سایہ دارم	۳	ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا	۴
۳۳	آخر تا کے ز دست غیر نغانی جفا کشد	۲	رحمے کن و خلاص کن از دست او مرا	آخر
۵۴	من ہماں روز بہ بستم نظر از آبِ حیات	۱	کہ فلک در دون از ساغرِ جم باز گرفت	۲
۵۴	مے رسد گل کہ کند صد طبق لعل نثار	۱	کہ بہار از قدم سبزہ درم باز گرفت	۴
۵۶	آں آتشے کہ تاب نیاوردہ کوہ ازو	۲	شبہا چراغ و روز گل وادیِ من است	۴
۵۷	ہزار زہرہ جبیں رام تازیانہ تست	۲	بدیں ظہور بلند اخترے بزیں ننشست	۹
۵۸	دلم ربودہ بآتش فگند و گفت بناز	۲	دگر کجا رود ایں صید چوں بداغِ من است	۳
۵۸	چو من بہ کلبۂ احزاں شدم خراب چہ سود	۲	کہ بوئے پیرہن از دور در دماغ من است	۴
۵۸	آہ ازاں روز کہ تنہا ز چمن مست رسی	۴	پرسی از سوختۂ خویش کہ جائے تو کجاست	۶
۶۲	کشیدم از غم زلفِ تو در چمن آہے	۴	چو پیش شاخِ گلے جعدِ سنبلے برخاست	۳
۶۳	بے سخن گرد دلِ دشمن بحالِ من سیاہ	۳	گر برد بوئے کزاں خونخوارہ ام در جام چیست	۴
۶۹	عنقائے خیالش کہ شکار نظر ماست	۳	صیدیست کہ بے بند ز بالش نتواں یافت	۳
۶۹	بلبل ز زرِ چہرہ گل در غلط افتاد	۳	پنداشت کہ در برگ خزانش نتواں یافت	۵
۷۱	طبق زر نشود بے سپر تیر فلک	۲	ایں ہماں سخت کمانست کہ قاروں زدہ است	۷
۷۳	قصد من گر بہ تیغ انجامد و خوں ریختن	۲	بر ہمہ عہدم کہ با او جانم از آغاز بست	۷
۷۳	در آتشم زد دخترِ رز کیں حریف سوز	۳	عالم خراب کرد چو دست از خضاب شست	۶
۸۸	صد سال اگر وصال بود دوستی بجاست	۱	ایں درد جاں ستاں بدوا کم نمے شود	۵
۸۹	قصر یاقوتست پنداری درخت ارغواں	۲	گز برائے عشرت اہل مروت ساختند	۳
۹۰	ز اندک مے کہ بفشاند غبارے نیست آرامی	۳	بلا ایں است کیں جنس نکو بسیار مے باید	۶

اضافہ نسخۂ بدل

صفحہ ۱۹ س ۲ - زنوید - بنوید - س ۳ - عیار - نیاز + بقیاس وقولِ - دشمن - بقصاص بند ناصح + س ۵ - ناتواں - عاشقاں + چوں - چو + س ۶ - ہوسے - طمعے + س ۸ در - بر +

۲۰ س آخر - دشت وحشت + بسکہ - بر گوشہ +

۲۱ س ۱ - درتارہا - برتارہا + س ۷ - نعلت - لعلت + س ۱۱ - بجرعۂ - بیک نفس + س ۱۴ گرد ہالہ را - گرد رخ دائرہ ایست ہالہ را + س ۱۷ - دل - خود -

۲۲ س آخر - وصال - بہار -

۲۳ س ۹ - دیگراز - دلگیرم از + س ۱۲ - شیریں لے اجل - شیرینِ اجل + س ۱۷ - دلدار اغیار +

۲۴ س ۱۱ - ہرجا - بردارد - بنگرم پائے + س ۱۶ - گہ - کز +

۲۵ س ۱۰ بخون ز - بخونِ + س ۱۱ - یارِ - ماو + س ۱۳ - سرودِ نوحہ - فغان ونوحہ + س آخر کاکل - سنبل +

۲۶ س ۴ - شیریں - نوشیں + س ۷ - شخصے - شخص +

۲۷ س ۱۱ شوقت - وصلت + وصل - صبر + س ۱۴ - فتنہ - رفتہ +

۲۸ س ۱۳ - رفت - رفتہ + س ۱۴ - برند - زنند + بزنند - نزنند + س ۱۵ - ابر - آب +

۳۴ س ۷ - حسنت - حیرت + س ۹ - بہ - ہر + س ۱۳ قدم بنہی - کہ بخرامی + س ۱۵ - لقا - بقا +

۳۵ س ۱ - میخوارہ - میخانہ +

۳۶ س ۴ - راغ - باغ +

۳۷ س ۱۴ - بے توشود - بہرِ تو شد + س ۱۶ - عجب نبود - جدا شود -

صفحہ	سطر	
۳۸	۹	نبات روشن۔شراب نورس + س ۱۰۔تام۔بام۔
۴۳	۴	جانم۔خاتم۔
۴۴	۹	بگینہ جوئی۔زگریہ بیروں +
۴۷	۴	آبگینہ۔انگبیں۔س۔ ۹۔خرد۔ فلک۔
۴۹	۱۴	بخواری۔بخارے + س ۱۵۔زناں۔ زباں +
۵۰	۲	حسرت۔حیرت + س ۳۔کشیدہ۔کشید+ س ۱۴۔شد ہنر۔شد سخن + س ۱۶ داد۔ یافت +
۵۱	۱۱	ما۔ ہیں +
۵۲	۷	بنگر۔ غافل + س ۱۵۔گفتنست۔گردن است +
۵۳	۱۸	درہست بستیٔ۔ ورہست پستی۔
۵۶	۳	مستیِ عشق۔مستی وعشق۔
۵۸	۵	شبِ ہجر۔شب وروز۔
۶۴	۱۵	وانکہ۔ہرکہ + چشم خونبارم۔جسم چوں نالم + س ۱۶۔شمع۔جان + س ۱۸۔جان۔کوہ + مصرع اول کومقطع کے مصرع اول سے بدل دیں +
۶۵	۲	روئے۔دست + س ۳۔خام۔داغ + س ۴۔سوز۔حال +
۶۷	۱	از۔در + س ۴۔درست است چو آئینۂ ذات۔چناں ست کہ آئینہ وآب + چاک۔صاف +
۷۰	۱۹	شیریں۔چابک +
۷۲	۱۰	کشیدہ۔نگندہ +
۷۳	۱۱	عمر۔طبع + س ۱۸۔جامہ۔ خانہ + س ۱۹۔ازمن۔ازمے +
۷۴	آخر	جسم۔چشم۔دیدہ +

صفحہ	سطر	
۷۵	۳	اشکست۔اشک + س ۴۔گرم۔سرد +
۸۴	۷	مصرع اول کی جگہ جذب آب و سبزہ بیروں برد گلرویانِ شہر +
۸۶	۳	داں۔ہیں + س ۱۸۔ضیا۔فروغ +
۸۸	۱۸	رواں۔عیاں + س ۱۹۔حریفِ۔حریف و +
۸۹	۴	دارد۔دارم + س ۱۲۔ندامت۔مذلت + س ۱۵۔تہمت۔علت + س ۱۹۔ جاں نماید۔جائے بوسہ بماند +
۹۰	۹	چہ۔چو + س ۱۱۔درد۔داد + س ۱۳۔چناں۔چساں + س ۱۵۔آں۔ایں +
۹۲	۳	بر ہر گل زمین + س ۱۰۔بمردمے۔بہ آں کساں + س ۱۵۔ہمتِ نظر۔ہمت و نظر + س ۱۷۔ازیں۔دایں۔س ۱۹۔بتواں۔نتواں + مجلس وبس۔خلوت انس +
۹۳	۳	گزیں۔کہ ایں + س ۷۔ستیز۔کہ بشر + مصرع دوم۔بعالم از پئے ایں آب خورد می آید۔ س ۱۵۔دل گر۔دلکش + تونام۔چو پیام + س ۲۰۔چو پیام + س ۲۰ حوصلہ و حوصلۂ +
۹۴	۱	بایں حضور۔دریں زمرہ تصور + س ۱۵۔بار۔تاب +
۹۵	۴	مصرع ثانی۔چو خواہد خاک شد ایں چشمہ ہم تا چند خواہد بود + س ۱۷ مصرع اول شبہا چہ کند آنکہ ہمہ عمر ترا دید +
۹۶	۷	بر۔را۔مرغ را بر فرقِ خود + س ۱۹۔ربود۔رود +
۹۷	۱۹	سازم حصار۔گردم نثار +
۹۸	۶	کردم۔دادم +
۹۹	۱۳	سوزِ من۔و من سوزم + س ۱۶۔آں دونِ۔گردوں گیں + س ۱۸۔زباں۔تریاں + س ۱۹۔مراد کہ۔کہ آفتِ +
۱۰۰	آخر	راز۔درد +
۱۰۱	۱	ہر جا کہ۔ہر چند + س ۵۔بر۔بد +

صفحه	سطر	
۱۰۲	۱۰	دل ـ غم +
۱۰۳	۱	بوَدو ـ چه بُود + س ۶ ـ ازیں آب ـ وزیں خواب + س ۱۳ ـ وز ـ از +
۱۰۴	۷	درره ـ ہمسر + س ۱۴ ـ صنع ـ چیں + س ۱۷ ـ دریغ و درد ـ ولے چه سود +
۱۰۵	۳	خلق ـ تلخ + عاقبت ـ عافیت + س ۱۵ ـ ره ـ ره ـ زمره حرمش رو +
۱۰۶	۱۹	چمن ـ قفس +
۱۰۸	۱۱	آغوشِ در ـ آغوشش دبر +
۱۱۱	۱۳	نازنینی ـ نازنینِ من + س ۱۸ ـ کافردل ـ کافردلو + س ۱۷ ـ شد ـ خود +
۱۱۲	۱	گل بیزگشت ـ درگردشش است + س ۴ ـ اول مصرع ـ چه بادست ایں کرگردمشک چیں زدبردل ریشم ـ س ۸ ـ دولت ـ یوسف + س ۱۰ ـ خام فام + س ۱۱ ـ سرابش ـ شرابش + س ۱۲ ـ فلک نداد ـ زمانه داد ـ س ۱۳ ـ بهر ـ زهر +
۱۱۳	۱۷	مبر ـ ببر +
۱۱۸	۴	بارگاه ـ دامگاه س ۶ ـ زار ـ خصم +
۱۱۹	۷	در ـ بر + س ۱۳ ـ خالی ـ جائے + س ۱۹ بےگل رویش ـ گل کر بے رویش + س ۲۰ ـ روزے ـ شبها +
۱۲۰	۵	گرت ـ گرم + س ۱۷ ـ سوادوسحر ـ سواد سحر +
۱۲۵	۱۰	نهانی ـ نهلے + س ۱۷ ماسوا ـ ناسزا + س ۱۹ ـ گفت گوئے ـ گوش گفت + س ۲۱ بدرد ـ زدرد +
۱۲۶	۱۶	کتابے کرخامه ـ کتابے کرخانه + س ۱۷ ـ قلم ـ قدم + س ۲۰ ـ خانه ـ سایه +
۱۲۷	۴	فرو ـ دلم +
۱۳۱	۶	وفائے ـ جفائے + خطے کر برتنم ـ کر برتنم رقم + س ۸ ـ کلبه ـ کاسه +

صفحہ	سطر	
۱۳۲	آخر	شوخ۔ پندگو +
۱۳۳	۱۰	در۔ بر +
۱۳۴	۱۱	یار۔ تار + س ۱۵۔ کف۔ تہ +
۱۳۵	۵	یکے۔ سرے + س ۱۳۔ آں سادہ۔ آسودہ + س ۱۶۔ رفت۔ رفت و س ۱۸۔ حسن وحسن +
۱۳۹	۴	ازنکہتِ۔ بے آں گل از + س ۵۔ غنچہ۔ خفتہ + س ۲۰۔ ہرچہ۔ گرچہ +
۱۴۲	آخر	از پے۔ آبے +
۱۴۳	۱	ازمے۔ مستی +
۱۴۴	۶	جواب۔ چوآب و + س ۱۰۔ بخواری ہم خوشم۔ خوشم باخار غم + س ۸ اسیر دل +
۱۴۵	۱۹	تحمل گو بکن۔ تجمل گو مکن +
۱۵۰	۳	خوردِ تنعم۔ خوبہ تنعم + س ۱۶۔ آبحیواں۔ آب رحمت + س ۱۷ مصرع دوم۔ جرعہ گرمیتوانی برگل فرہاد ریز + س ۱۸۔ ازمے۔ وزنو + س ۲۰۔ درنظرگاہ برگذرگاہ +
۱۵۱	۵	مصرع اول۔ جوروجفا زغمزۂ نازِ تو میکشم + س ۱۶۔ زاشک۔ واشک + س ۱۷۔ آید۔ آمدو + س ۲۱۔ کشائیش۔ کشاکش +
۱۵۶	۱۴	پختنی۔ ماندہ +
۱۵۸	۱۰	لبالب۔ مرتب +
۱۵۹	۱	بساز۔ شمار +
۱۶۰	۴	گل۔ دل + س ۵۔ ہمسایہ۔ چوسایہ + س ۲۰۔ گلِ گلزار۔ گل وگلزار +
۱۶۱	۵	توچو۔ نوحہ + س ۸۔ قیامت۔ فراقم +
۱۶۲	۱	عشق۔ گرم + رفتہ۔ مردہ + س ۲۰۔ جگر۔ چہ کس + س ۲۱۔ زخوبان دل۔ زخونِ دل +

صفحه سطر

۱۶۸ ۵ - در - از + س ۸ - برآستاں - استادن و + س ۱۰ - بکشودن - نکشودن +

۱۷۲ ۱۳ - نہ - بہ +

۱۷۳ آخر سطر - روز روز - شام صبح +

۱۷۶ آخر سطر - خرش - شفق + خیمۂ - چشمۂ +

۱۷۹ ۱ - جاناں - یانہ + س ۸ - جولاں - میداں +

۱۸۱ ۳ - جنوں - فسوں - س ۱۵ - چیزے - خیرے +

۱۸۲ ۷ - پے - بے - س ۱۱ - بے - با +

۱۸۴ ۵ - دبہ - دنہ + س ۱۹ - مصرعہ اول - چوں غنچہ دلم تہ بتہ از داغ جدائے +

۱۸۵ ۲ - بگو - نگو + س ۴ - مگذار از - نگذاری + س ۵ + ہست - نیست + س ۱۲ - اشکِ خاک - اشک و خاک

۱۸۶ ۷ - خوشۂ - دانۂ +

۱۸۸ آخر سطر - چو - چہ +

۱۸۹ ۹ - آں شاخ گل تا پائے - آں شوخ با یکتائے + س ۱۰ - بنشست - ننشست + آخر سطر

تحمل - تامل +

۱۹۰ ۱۹ - بارست بر سرِ آں - بارست بر سرِ من +

۱۹۱ ۱۴ - بایں باب - بنخواب + س ۱۵ - بنخوناب - ازیں باب +

۱۹۲ ۱ - شدم - شدیم + کردی تو - کردیم + س ۶ - بہم درپس - بہمدردی + س ۱۰ - رہ

آں طرہ - رہِ طرہ س ۱۱ - روز - از روز +

۱۹۳ ۲ - برآزادی - بآزادی + س ۹ - گلخن - گلشن + س ۱۶ - خوباں - جاناں +

س ۱۷ مصرعہ دوم - کنوں درد دگر از پہلوئے ہر چارہ دارم +

۱۹۴ ۲ - بے باک - بے برگ + س ۹ - زدہ - زداز + س ۱۰ - مخزوں - مجنوں +

۱۹۵ ۷ - نہ نہفتن - بہ نہفتن + س ۸ - رنگین - سنگیں + س ۹ - بود - بودہ +

صفحہ سطر

۱۹۷ ۹ - ہماندم-ملولم + آخر سطر-نماند-نیاید +

۱۹۸ ۱۳ - ندانم-پریشاں +

۱۹۹ ۹ - تمنائے-تماشائے + س ۱۷ حسن-صنع + آخر سطر-کہ-چو +

۲۰۰ ۱۱ گویم از-کز لبسے +

۲۰۱ ۱ - زرخ-برخ + س ۲ مصرعہ اول-قدمے بہ ہستیِ خود زدنست وقصہ کوتہ +

۲۰۲ ۱۲ - شدداغِ دلم-داغ دل بود +

۲۰۳ ۲ - بسست-پسست + س ۵ مصرعہ اول-بہارست لے سرشک از دیدۂ من
روبصحرا کن + س ۸-دریائے-درہائے + س ۱۷-از-گر +

۲۰۴ ۵ - شبہا تنہا + س ۸-رسید-رساں + س ۱۸-بروں از جرم-درست از دست + آنجا-اینجا +

۲۰۵ ۱۳ - شگفت-دمید + س ۱۵-مراد-شراب +

۲۱۱ ۱۹ لعل-شکل-

۲۱۲ ۵ - مصرعہ دوم بمیرم وگیرم حیات از سر برنگ بوئے تو + فشاں-کشاں + س ۶-غم-ہجر +

۲۱۳ ۱۵ مصرعہ دوم کنوں درخاک خوں دارد بجرم ایں گنہ پہلو +

۲۱۵ ۱۲ - نرسد-برسد +

۲۱۶ ۱۹ - نیاید-نیامد +

۲۱۹ ۴ - آمد-افتد + س ۱۳-خاک-خار + س ۱۶-سختہ-گفتہ + س ۱۸-لے-از + سطر ۱۸ مصرعہ اول -
سطر ۱۹ کے مصرعہ اول سے بدلیں +

۲۲۰ ۱۸ - ازلالہ زار-دامن زغمزہ +

۲۲۱ ۹ وقتے-ساعت + بیداراں-مشتاقاں + س ۱۰-وصلت-جنت + س ۱۹-در-از +

۲۲۲ ۱۹ - گوہریست یقیں-دُرّ ناب بود +

۲۲۹ ۱۵ مستیِ او-ہستیِ ما +

۲۳۶ ۲ جو-جویم + س ۳-بوئی-توئی + س ۴-رخ-سر-

غلط نامه

صفحه	سطر	غلط	درست	صفحه	سطر	غلط	درست
۹	۲	آید	باید	۹۵	۷	روزے	روز
۴۹	۱۳	چندیں	چیدن	۹۵	۱۸	ما	باو
۵۱	۸	عشق	عاشق	۹۹	۱۲	دزدم د	وزدرم
۵۱	۹	تار	تادر	۱۰۱	۴	ترا	تراز
۶۷	۱	خیز	خیر	۱۰۳	۵	صیدِ تو	صیدز
۸۸	۱۶	جام است	جاست	۱۰۳	۹	ازیں	ایں
۸۹	۲	با	تا		۱۵	برجانیت	فرجانست
۸۹	۲۰	آشتین	آستین	۱۰۴	۱	عنکبوت ام	عنکبوتم
۹۰	۱۰	سیاں	رساں	۱۰۵	۵	دلبر	دل بد
۹۰	۱۷	جاں	جاناں		۹	بازار	باراز
۹۰	۱۷	از	×	۱۰۶	۹	مرگم	مرکب
۹۰	۱۸	دزغمزه	وغمزه	۱۰۷	۳	کشید	شنید
۹۰	۱۹	بروں	بُردن	۱۰۹	۲۰	نخست	بخشت
۹۰	۱۱	دلبران اہل	دلبران باہل	۱۱۱	۱۱۳	نام	تاب
۹۳	۸	سرد	مرد	۱۱۲	۳	عرق	عراق
۹۳	۹	خم	جم	۱۱۴	۸	جز اندامانے	بوز خمار
۹۳	۱۰	فرود	فرد	۱۱۴	۱۰	ابلاغ	ابلاغ
۹۳	۱۳	نمایاں	تماماں	۱۱۷	۶	جاه	جاں

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۱۹	۳	شود	شد
۱۱۹	۷	مے	دمے
۱۲۰	۴	جہلست	جہلت
۱۲۰	۱۰	عشق	عشق و
۱۲۲	۲۰	تلخ	تلخ د
۱۲۷	۸	صفحہ	صفہ
۱۳۲	۱۰	دیدہ	آبِ دیدہ
۱۳۵	۱۴	جاں	جا
۱۴۰	۶	ہولے	ہوئے
۱۴۳	۱	بزعم	برغم
۱۴۳	۸	دم	دمے
۱۴۵	۲	مردم	ہردم
۱۴۵	۲	کردم	گردم
۱۴۶	۹	بیشر	بیشتر
۱۴۹	۱۳	بیتاب	بےتاب
۱۴۹	۱۵	بار	نارو
۱۴۹	۱۵	بے	چوں
۱۵۲	۱۵	دل و	دلے
۱۵۸	۱۵	من آنم	من نہ آنم
۱۵۸	۱۹	بگیرد نام	بگیردِ بام
۱۶۱	۱۷	زمانہ	زبانہ

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۶۳	۱۳	بارے	یارے
۱۶۸	۳	آبدانہ	آب و دنداں
۱۶۸	۴	پیمودن	بنمودن
۱۶۸	۶	برازے	بزاری
۱۶۸	۶	ہرگہ	بہ کہ
۱۷۰	۸	لیلے	لیکن
۱۷۱	آخر	یارب	یارم
۱۷۲	۹	چاک	پاک
۱۷۶	۶	دردے	دردِ
۱۷۷	۳	دزدی	دردی
۱۷۷	۱۰	خویش	خوش
۱۸۱	۴	تیغ	شمع
۱۸۱	۱۹	در	کہ در
۱۸۵	۲	دار	خوار
۱۸۵	۱۲	اشکِ	اشک و
۱۸۶	۱	سفیدرا	سیاہ را
۱۸۸	۱۰	آرمید بکارے	آں میدہ شکارے
۱۸۹	۵	دگریہ عیاں دگر	دگرنہ بخیال در
۱۹۳	۶	از چمن	انجمن
۱۹۳	۱۱	زباں	زنخوباں
۱۹۳	۱۳	خاک	چاک

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۹۳	۱۷	روزم	دردم
۱۹۴	آخر	صبو	سبو
۱۹۵	۱۷	نیست	ہست
۱۹۷	۱	آب کوچہ	آبجوچہ
۱۹۷	۵	بزعم	برغم
۲۰۴	۵	مردمے	مردم
۲۰۹	۱	چوں	خوں
۲۰۹	۳	ار	از
۲۱۳	۱۳	خاک رہ	خوابگہ
۲۱۳	۱۵	ہجر	خنجر
۲۱۵	۵	فتراک	ارشاد
۲۱۹	۲	روحانیا	روحانیاں
۲۲۰	آخر سطر	شرع	شرح
۲۲۱	۹	سرکشی	سرخوشی
۲۳۸	۱۸	کاسۂ مجنوں	کاسۂ غافل
۲۴۹	۴	بجوازراستی	نکو آراستی